ان الله عزیز ذو انتقام

الحمد لله که بعون عنایات ملکوت کائنات این نادر نادرات فاخر کتب سماء این کتاب مخزن تحقیقات در رد اعتقادات عمدة النکات مسمی به

المنتقمات
عن اهل الضلالات
فی جواب عمدة النکات

۱۳۱۱

باهتمام تام و سعی کوشش مالک الکلام مخزن فنون معارف مروج جناب سیٹھ حاجی اسمعیل حاجی داؤد صاحب بلبندری

در مطبع دت پرشاد بمبئی طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہو عالم بالذات ومعین علی الکمال والاستقلال فمنہ اخذ الانبیاء والاولیاء علم الغیب والاعانۃ للضعفاء بلا اختلال ؛ فجاز لنا الاستعانۃ بہم وان ابیٰ واستکبر الجہال واہل الضلال ؛ الذین یقرؤن ایاتہ فی غیر محلہا للخداع والاضلال فیحرمون الحلال الطیب من عند انفسہم بتبدیل معنی الاہلال والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین الذی منع النساء من الکتابۃ واباح للرجال ؛ وآلہ واصحابہ وتابعیہم الذین اقمعوا اساس الکفرۃ والمتبدعۃ الذین اتخذوا اربابا من دون اللہ ذی الجلال واستاصلوا الخوارج الذین نسبوا المؤمنین الصالحین الی الکفر والشرک فکانوہم من الحق ذوی الانسلال ؛ بعد حمد وصلوٰۃ کے پس کہتا ہے بندہ خاک پائے علماء ذیشان خاکسار نذیر احمد خان بن مولانا محمد خان غفر لہما الرحمن متوطن رامپور افغانان اس زمانہ مین ایک رسالہ جسکا نام اسکے مولف نے عمدۃ النکات فی اقوال الثقات موافق قول مشہور (برعکس نہند نام زنگی کافور) رکھا ہے دیکھا بعد دیکھنے چند مقامات کے معلوم ہوا کہ اس رسالہ کو عمدۃ الخرافات وعمدۃ الخز عبیلات کہا جاوے تو نہایت موزون واسم بامسمی ہوجاوے کیونکہ مولف رسالہ نور محمد بن عبد الصمد ساکن دامن ضلع سورت نے اسمین ایسے خرافات وخز عبیلات کا حق ہونا اپنے زعم فاسد مین ثابت کیا ہے کہ اگر اون خرافات وخز عبیلات کو کوئی بیچارہ دھوکہ کھاکر حق اعتقاد کرے تو دائرہ اہل حق وفرقہ ناجی اہل سنت وجماعت سے خارج ہوکر وہابی بدعتی ضال بنے اور اگر اسی پر مرے تو دوزخ مین گرے اور مولف مذکور نے جہانتک ہوسکا ہے تو قرآن اور احادیث کو بے موقع وبے محل پیش کرکے اپنا مطلب ثابت کیا جب بالکل عاجز ہوگیا تو قول ورواج یہود ومجوس ونصاری وہنود کو بھی اپنے مدعی کی اثبات کی دلیل قرار دیدیا ہے چنانچہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۱۲۸ سطر ۱۹ مین یہہ عبارت موجود ہے داگر لکھنا سکھانیسے عورتین اولکیین خراب ہوجاتین

تو اچھو اچھو نامی یہود و نصاریٰ و ہنود اپنی لڑکیونکو انگریزی گجراتی مرہٹی قلم نہ سکھاتے کیا اہل اسلام کا قلم ایسا منحوس ٹھہرا
کہ مسلمانون کی لڑکیین اور عورتین خراب ہو جائین) مؤلف کے نزدیک جب یہ دلیل حق ہوئی تو اس دلیل سے
ابھی تو کتابت عورتون کا جواز ثابت کرتا ہے آیندہ کو اس دلیل سے تمام احکام شریعت کا انکار کر جاویگا اور دلیل اسطرح
پیش کریگا کہ اگر احکام شریعت محمدیہ صلعم کہ نعوذ باللہ من ذلک ناحق و باطل نہوتے تو اچھو اچھو نامی یہود و نصاریٰ و ہنود
کیون انکار کرتے اور اسطرح کہیگا کہ اگر باہر گلیون و بازارون مین منہہ کھولی ہوئی پھر نیسے لڑکیین خراب ہو جاتین تو یہہ
نصاریٰ و مجوس وغیرہ اپنی عورتون اور لڑکیونکو نہ پھراتے کیا اہل اسلام کا پھرنا ایسا منحوس ٹھہرا کہ مسلمانونکی لڑکیین
اور عورتین خراب ہو جائین الغرض اس دلیل پسندیدہ مؤلف رسالہ کی سے جس حکم شرع کا آدمی انکار کرے تو انکار ہو سکتا ہے
پس مؤلف مذکور نے تمام شریعت کی جڑ اسی ایکہی دلیل سے اوکھاڑ دی اس مؤلف کے دلمین محبت دین یہود و نصاریٰ
و مجوس و ہنود اور اونکی چال چلن کی ایسی جمی ہوئی ہے کہ جس چیز کا علماء اہل اسلام عدم جواز ثابت کرتے ہین یہ مؤلف
اسکا جواز انکی چال چلن و رواج سے ثابت کرتا ہے (اسیواسطے رسالہ کے صفحہ ۱۹ کے آخر مین یہ عبارت موجود ہے (ملکہ وکٹوریہ کے
اقبال اور بخت کے چمکتے ستارے کی روشنی مین سب اپنی اپنی راہ چلتے پھرتے ہین اور اوسکے عدل اور دبدبہ کے سایہ مین شیر بکری
اپنی اپنی نوبت ایک گھاٹ پانی پیتی ہے اللہ ہمکو اس سے بھی زیادہ اچھا دن دکھائے) اس قول کی شناعت و قباحت بھی
اہل اسلام پر واضح ہے کیونکہ شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری خلاصہ و فتاوی صغریٰ سے ناقل ہین قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْمَنْصُوْرِ الْمَا
تُرِیْدِیْ مَنْ قَالَ لِسُلْطَانِ زَمَانِنَا عَادِلٌ فَقَدْ کَفَرَ لِاَنَّہٗ لَاشَکَّ فِیْ جَوْرِہٖ وَالْجَوْرُ حَرَامٌ انتہی یعنے امام ابو منصور
ماتریدی حنفی رحمہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سلطان و بادشاہ ہمارے زمانہ کو عادل کہیگا تو کافر ہو جاویگا اسواسطے کہ اوسکے ظلم مین
شک نہین اور ظلم حرام ہے) اسیطرح اس مؤلف رسالہ نے صفحہ ۳۸ مین کہا ہے (اور خبر تار برقی کی ہمارے عرف مین مقبول
ہے خواہ معاملات دنیاوی مین ہو خواہ معاملات دینی مین کیونکہ وہ وضع کیا گیا ہے واسطے پہنچانے خبر کے ضابطوں کے ساتھہ یعنے اگر مخبر
دروغ کہے تو سخت سزا پاوے اور اسمین غالبًا صدق ہے اور یہان اعتبار غالب کا ہے اور اگر کوئی کہے کہ واجب ہے روزہ افطار کرنے پہ
گواہی عادل دو مرد ونکی اور وہ تو ایک ہی ہے جواب دیا جاوے یہہ کہ تحقیق وہ تار برقی قائم مقام جم غفیر کے ہے اور روئے حکم کے
کیونکہ خبر دینے والا اوس چیز کی خبر دیتا ہے جو دیکھی اور سنی ہے اوسنے اپنے شہر والونسے رویت ہلال سے اور مشہور ہونا اوسکا
سچے طور پر اور مقبول ہونا نزدیک قاضی کے) اس کلام مؤلف رسالہ سے صراحۃً واضح ہے کہ جو خبر تار برقی کی بواسطہ نصاریٰ
کے ہوتی ہے اور نصرانی و نحوہ اوس خبر کو تار برقی کی حرکت دینے سے پہنچاتا ہے اور جہان خبر آتی ہے وہان بھی نصرانی و نحوہ اوس
خبر کا ناقل و کاتب ہوتا ہے دوسرے نصرانی روانہ کرنے اور حرکت دینے والے سے قبول کرکے تو یہہ خبر بواسطہ نصرانی کے

دین اسلام کے بارہ مین اور روزہ کے افطار کے بارہ مین بھی مقبول ہے اور ایک شخص کو جو مسلمان بھی نہین ہے اوسکو از روی حکم کے جم غفیر بتاتا ہے نہ معلوم کہ یہہ مؤلف جو از روی حکم جم غفیر بتاتا ہے تو یہہ حکم اُسکے باپ دادا نے دیا ہے یا اسکے کسی مقتدی مانند مولوی اسمٰعیل دہلوی وغیرہ نے دیا ہے یا اسکا قرین جو باٸین کان دل پر بیٹھا ہے اوس نے دیا ہے یا ان حضرت کے نفس امارہ بالسوء کیطرف سے یہہ حکم ہوا ہے کیونکہ شارع علیہ السلام نے تو یہہ حکم ہرگز نہین دیا اور نہ کوئی مسلمان آجتک اسکا قائل ہوا کہ کافر کی گواہی فرض روزہ افطار کرنیکے بارہ مین درست ہے اور نہ اسکا کوئی مسلمان قائل ہوا ہے کہ ایک ہی کافر حکماً جم غفیر کے ہے بلکہ علماء فقہاء صراحۃً فرماتے ہین کہ کافر ولی مسلمان کا نہین ہے اسیواسطے گواہی کافر کی مسلمان پر درست نہین ہے اور کافر و مسلمان کے درمیان میراث بھی جاری نہین ہوتی ہے اور اسکا ثبوت علماء فقہاء آیت قرآنیہ سے کرتے ہین چنانچہ ہدایہ کی ۲ جلد صفحہ ۲۹۶ مین ہے وَلَا وِلَایَۃَ لِکَافِرٍ عَلٰی مُسْلِمٍ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا وَلِہٰذَا لَا تُقْبَلُ شَہَادَتُہٗ عَلَیْہِ وَلَا یَتَوَارَثَانِ انتہی بلکہ شہادت مین عدل شرط ہونا آیت قرآن شریف سے ثابت کرتے ہین چنانچہ ہدایہ کی کتاب الشہادۃ مین ہے اما العدالۃ فلقولہ تعالٰی مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّہَدَاۗءِ وَالْمَرْضِیُّ مِنَ الشَّاہِدِ ہُوَ الْعَدْلُ ولقولہ تعالٰی وَاَشْہِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ انتہی اور کتاب الکراہیۃ ہدایہ مین ہے اما الدیانات لا یکثر وقوعہا حسب وقوع المعاملات فجاز ان یشترط فیہا زِیَادَۃُ شَرْطٍ فلا یُقْبَلُ فِیْہَا الا قول المسلم العَدْلِ لِاَنَّ الْفَاسِقَ مُتَّہَمٌ وَالْکَافِرُ لَا یَلْتَزِمُ الْحُکْمَ فَلَیْسَ لَہٗ اَنْ یُّلْزِمَ الْمُسْلِمَ انتہی اس تمام عبارتے ثابت ہے کہ امر دینی مین ہرگز شہادت و قول کافر و فاسق کا مقبول نہین ہے اور جسطرح دوسرے حقوق مین دو عادل مسلمان کی گواہی ضرور ہے ایسے ہی افطار روزہ کے بارہ مین بھی جب آسمان مین کوئی سبب چاند کو پوشیدہ کرنیوالا موجود ہو تو دو عادل مسلمان کی گواہی ضرور ہے اور علت اور سبب مذکور آسمان مین نہو تو جماعت کثیر رمضان و افطار روزہ دونو مین ضرور ہے چنانچہ کتب فقہ مین مصرح ہے پس یہہ مؤلف خبر تار برقی کی جو کافر پہنچاتے ہین امر دینی اور ترک روزہ فرض مین مقبول کہتا ہے یہہ قول و عقیدہ اسکا مخالف قرآن و اجماع اہل حق کے ہے اور اسکا صدور و ظہور بھی اس مؤلف سے اسی سبب سے ہوا ہے کہ اسکے نزدیک چال چلن و قول و خبر کفار یہود و نصاریٰ و مجوس و ہنود سے مسئلہ شریعت محمدیہ ثابت ہو جاتا ہے اسیواسطے انکو اسنے عادل بھی کہا ہے ایسے حالات سے مؤلف کے ایمان و عقیدہ کو مسلمان لوگ پہچان رکھین ایسے اقوال کہنے مین کچھ مؤلف رسالہ مذکورہ متفرد و تنہا نہین ہے اس فرقہ کے لوگ ایسے ہی ہین کہ رائے حاکم وقت کو ہی اپنا دین جانتے ہین اور اپنے کو امور مذہبی مین موافق رائے گورنمنٹ کے کہتے ہین چنانچہ مولوی صدیق حسن قنوجی جو بھوپال سے معزول کئے گئے تھے وہ اپنی کتاب ترجمان وہابیہ مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ کی صفحہ (۸۰ اور ۸۱) و (۸۲) مین کہتے ہین۔ اہل سنت و اہل حدیث کو

زبردستی وہابی نام رکھتے ہین انتہی پھر کہتے ہین بعد چند سطور کے اور وہ اس نام کو اپنے واسطے پسند نہین کرتے اپنے امور مذہبی مین موافق رائے گورنمنٹ ہین پھر کہا بعد چند سطور کے بلکہ مستحق اس لقب کے وہ لوگ ہین جو اپنا نام و مذہب حنفی و شافعی وغیرہ بتلاتے ہین اور رات دن اہل حدیث کا رد کرتے ہین بلکہ زیادہ رد کرنیوالے مذہب عیسائی کے یہی لوگ ہین جنکو ہم مقلد مذہب یا اہل بدعت کہتے ہین انتہی۔ اس سے واضح ہے کہ یہہ لوگ امور مذہبی مین موافق رائے گورنمنٹ کے ہین اور یہہ بھی واضح ہے کہ اب یہہ لوگ اپنا نام وہابی رکھنا پسند نہین کرتے وہابی کہنے کے مستحق اہل سنت و جماعت مقلدین مذاہب اربعہ کو قرار دیتے ہین اور انھین مقلدین مذاہب اربعہ کو زیادہ رد کرنیوالے مذہب عیسائی کے بتاتے ہین اور یہہ کام مقلدین کا عیب مین شمار کرتے ہین پس مولف رسالہ و دیگر اسکے ہم مذہب لوگونکا اعتقاد و ایمان کو اہل اسلام معلوم کر لین اسکا نام یعنے اسی عقیدہ کا اور عمل کا نام ان لوگون نے اتباع سنت و عمل بالحدیث و اسلام رکھا ہے یہہ کچھہ تھوڑا سا حال مولف رسالہ کا راقم الحروف نے ذکر کر دیا ہے تاکہ مسلمان اول ہی خبردار ہو جاوین کہ یہہ شخص ایسے اعتقاد و ایسے مذہب کا آدمی ہے اور اسی کے قسم کی باتین اسنے اس رسالہ مین داخل کر دی ہین تاکہ عوام الناس کندہ ناتراش دھوکہ کھا کر بد اعتقاد ہو کر دائرہ اہل حق اہل سنت و جماعت بلکہ دائرہ اسلام سے خارج نہو جاوین اگرچہ اس بیان مختصر سے اجمال کے طور پر اس رسالہ مذکورہ مولفہ کا بطلان واضح ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ اس رسالہ کے موافق اعتقاد رکھنے سے آخرت برباد ہو جاویگی اور عاقلین کو اس رسالہ سے پرہیز کرنیکے واسطے یہی بیان اجمالی بطور اشارہ کے کافی ہے تاہم چند اقوال اس رسالہ کا رد تفصیلی کرنا اگرچہ ادنی تفصیل ہے مناسب تر معلوم ہوا بعض بعض اقوال اس رسالہ کے نقل کر کے جوابات دئے جاتے ہین تاکہ اہل اسلام کو بخوبی مردودیت اس رسالہ پر وقوف تام ہو جاوے اور کوئی بے علم دھوکہ مین نہ آوے اور یہہ مولف رسالہ اپنے کو سنی حنفی نقشبندی مجددی اویسی بنوٹی سے ظاہر کرتا ہے تاکہ عوام لوگ دھوکہ کھاوین یہہ ہرگز حنفی سنی نقشبندی مجددی نہین ہے ایسے اقوال کے و عقاید کسی سنی حنفی مجددی کے نہین ہین چنانچہ کچھہ تو معلوم ہو گیا اور باقی اقوال آیندہ مین اسکا سنی و حنفی و مجددی کے نہونا واضح ہوا جاتا ہے بحث الاستمداد من غیر اللہ تعالی رسالہ کے صفحہ ۴۵ مین قول مولف کا یہہ ہے پس حاجت چاہنا اور مدد مانگنا اور تندرستی اور روزی اور اولاد سوائے اللہ کے مانگنا کھلا شرک ہے اقول و باللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق مولف رسالہ نے یہان مدد مانگنے کو کھلا شرک کہدیا اور اس پر کوئی دلیل قرآن و حدیث و اجماع سے پیش نکی ہان اس قول سے پہلے صفحہ مذکورہ مین ایک یہہ ذکر کیا کہ سورۂ اخلاص توحید کی جامع اور کفر و شرک کے اوکھیڑنیوالی ہے اور دوسری یہہ حکایت کسی مجہول کی ذکر کی کہ آن حضرت صلعم کو اوسنے خواب مین دیکھا آنحضرت صلعم نے سوال کیا کہ مجھکو بھی اے فلان تو کبھی یاد کرتا ہے تو اس دیکھنے والے نے جواب دیا کہ ذکر مین مشغول ہو جاتا ہون تو آپکا

خیال نہین رہتا ہو تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین اسی واسطے بھیجا گیا ہون کہ اوسکی خاص بندگی مین کسی کا تمکو خیال نہ ہے ان دونو باتونسے جو مؤلف رسالہ نے ذکر کی ہین کسیطرح انسے یہہ معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہے کہ مدد مانگنا شرک کھلا ہوا ہے ان دونو باتونسے مدد مانگنے کا شرک ہونا ثابت کرنا دھوکہ دینا عوام کو ہے اور خواب جو ان حضرت مؤلف نے ذکر کیی ہے جس سے غرض مؤلف مذکور کی یہی ہے کہ عبادت خاص مین آنحضرت صلعم کا بھی خیال نہ رکھنا چاہئے اس سے وہی عقیدہ وہابیہ کا ثابت ہوتا ہے جو انکے پیشوا کہتے ہین کہ نعوذ باللہ من ذلک انبیاء علیہم السلام کا خیال نماز مین آجانا جانورونکے خیال آجانیسے بھی بدتر ہے یہہ سراسر وہابیہ کی حماقت وضلالت ہے کیونکہ جب نماز مین قراءت قرآن اور التحیات اور درود شریف پڑھنا ضرور ہے اور حضور سے نماز ادا کیجاوے تو ضرور ہے کہ معنی قرآن اور التحیات و درود کا ضرور خیال آویگا اور قرآن شریف والتحیات و درود مین ذکر آنحضرت صلعم کا آتا ہے پس ضرور ہے آنحضرت صلعم کا خیال آجانا بلکہ قرآن شریف مین دوسرے لوگون اور جانورون و دوسری چیزونکا بھی ذکر ہے پس وقت سمجھنے معنی قرآن شریف کے نماز مین ضرور دوسری چیزونکا خیال آتا ہے اوس سے انفکاک وجدائی ممکن نہین ہے اور نماز عبادت خاصہ ہے پس جب نماز مین ایسا خیال رہنا وقت سمجھنے معنی قرآن والتحیات و درود کے ضرور ہوا اور اوس سے بچاو ممکن نہین بلکہ تدبر فی معنی القرآن کے وقت جو مطلوب شارع ہے بھی یہہ خیال ضرور ہے تو وہابیہ کا ایسے خیال آجانے کو برا کہنا اور ناجائز بتانا گویا یہہ کہنا ہے کہ قرآن شریف وغیرہ نماز مین اسطرح پڑھنا چاہئے کہ اوسکے معنی کا خیال کرکے اوسمین تدبر نکرنا چاہئے اور یہہ عقیدہ مخالف آیۃ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ کے ہے پس مؤلف مذکور کی حکایت وخواب کا بطلان اور جھوٹ وغلط ہونا اس بیانسے واضح ہے اگر یہہ امر حق ہووے کہ عبادت خاصہ کے وقت ذکر آنحضرت صلعم کا بھی نہ آوے تو کلمۂ توحید و کلمہ شہادت بھی عبادت خاصہ ہے پس چاہئے کہ کلمہ مذکورہ مین آنحضرت صلعم کا ذکر نہونا چاہئے نعوذ باللہ من ذلک عبادت خاصہ مین آنحضرت صلعم کا ذکر نہ آوے اسکا معتقد سوائے منافق و زندیق کے کوئی نہین ہوسکتا ہے یہہ مؤلف رسالہ ایسے لغویات ذکر کرکے عوام کے دلسے عظمت آنحضرت صلعم کی اوٹھانا چاہتا ہے اور آنحضرت صلعم سے اونکا منہہ مروڑنا ہے اس حکایت کے بعد جو مؤلف مذکور نے یہہ تفریع کی کہ پس حاجت چاہنا اور مدد مانگنا اور تندرستی اور روزی اور اولاد سوائے اللہ کے مانگنا کھلا شرک ہے یہہ تفریع ہرگز درست وراست نہین ہوسکتی ہے جبتک یہہ اصل وقاعدہ مؤلف کے زعم فاسد مین حق نہو جاوے کہ خیال آجانا آنحضرت صلعم کا عبادت خاصہ و ذکر اللہ مین شرک ہے اگر یہہ قاعدہ مؤلف کے نزدیک حق نہین تو اس تفریع کا لغو ہونا روشن وہویدا ہے اور کسی دلیل سے استمداد کا شرک ہونا ثابت نہین فقط باطل وافترا علی اللہ والرسول کے سبب سے

مؤلف نے استمداد کو شرک کہا ہے اور شاید مؤلف نے احسن الخالقین وآیت خیر الرازقین جنسے خالق ورازق مجازی ہونا غیر اللہ کا ثبوت ہی قرآن شریف مین نہین پڑہی اسیواسطے کسی سے روزی واولاد کی طلب کو جو اسطرح ہو کہ اس بارہ مین دعا کی مدد اور معونت چاہی ہو تو شرک کہتا ہے ان لوگونکا یہی ایمان ہے کہ خود آیات اور احادیث واجماع کے خلاف عقیدہ رکہین اور مسائل اپنے نفس سے گھڑین دوسرونکو مشرک وبدعتی اپنے تقول باطل سے بتاوین انکو مقتدی اور پیشوا مانند مولوی اسمٰعیل دہلوی کے خدا تعالی کو کاذب بالامکان اور آنحضرت صلعم کو بڑا بہائی اپنا کہدین تو انکو یہہ لوگ مشرک وبدعتی نہین کہتے اور طرح طرح کی تاویلات سے ایسی ضلالات کو جائز بناتے ہین اور ولی یا اور نبی سے کوئی مسلمان مدد ودعا کی بارہ مین مانگے اور اولاد وروزی مانگنے مین بہی لحاظ رکہے کہ خدا تعالی سے دعا اس امر مین کرا دے نبی یا ولی تو اوسکو بدعت وشرک سے محمل نیک نکالکر نہین بچاتے ہین بلکہ اوسکے قول کے ظاہری معنی ہی قرار دیکر اور باوجود امکان تاویل کے اوس سے منہہ موڑ کر اوس بیچارہ کو کافر مشرک بدعتی بناتے ہین یہہ کونسی آیت وحدیث واجماع امت وقیاس مجتہدین پر انکا عمل ہے ہان اپنی خواہش نفسانی پر عمل ہے الغرض مؤلف نے جسپر اس قول مذکور کی تفریع کی ہے اوس سے ہرگز استمداد کے شرک ہونیکا ثبوت نہین ہے اور اسکے بعد صفحہ ۲۴۶ مین جو آیتہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ اور آیتہ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اور آیت لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ اور آیت لَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْہُمْ ذکر کی ہین انمین سے کسی سے استمداد کا شرک ہونا واضح ومفہوم ہرگز نہین ہے ان آیات سے تو فقط مذمت شرک کی ثابت ہے اور یہہ آیات استمداد کی مذمت پر اوسوقت دال ہون کہ استمداد کا شرک ہونا کسی دلیل عقلی نقلی قطعی سے ثابت ہو جاوے اور وہ نہ تو اس مؤلف نے اپنے اس قول مین ثابت کیا اور نہ آیندہ اقوال مین جو کچہ اسنے کہا ہے اوس سے استمداد کے شرک ہونیکا ثبوت ہرگز نہین ہے پس یہہ مسئلہ شرک ہونے استمداد کا مؤلف اور اوسکے ہم مشربون نے اپنی طرف سے نکالا ہے اور بمقتضائے آیت قرآنیہ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ شرک وکفر وحلت وحرمت کا ثبوت بغیر فرمانے خدا تعالی یا اوسکے رسول پاک مُبَیِّنِ کلام الہی کے یا مجتہدین مظہر مراد قول خدا تعالی ورسول اللہ صلعم کے ہرگز نہین ہو سکتا ہے اور جب خدا تعالی ورسول اللہ صلعم ومجتہدین سے استمداد کا شرک ہونا ثابت نہین ہوا تو اسکو شرک کہنا افترا ہے خدا تعالی پر ہوا اسیواسطے فقہائے کرام فرماتے ہین کہ ایسی اٹکل پچو کوئی مسائل نہ بیان کرے کہ اسمین خوف افترا ہو جانیکا خدا تعالی پر ہے چنانچہ فتاوی قاضیخان مین بہی موجود ہے رسم مفتی کے بارہ مین وَاِنْ کَانَ الْمُفْتِیْ مُقَلِّدًا غَیْرَ مُجْتَہِدٍ یَاْخُذُ بِقَوْلِ مَنْ ہُوَ اَفْقَہُ النَّاسِ عِنْدَہٗ وَیُضِیْفُ الْجَوَابَ اِلَیْہِ فَاِنْ کَانَ اَفْقَہُ النَّاسِ فِیْ مِصْرٍ آخَرَ یَرْجِعُ اِلَیْہِ بِالْکِتَابِ وَیَتَثَبَّتُ فِی الْجَوَابِ وَلَا یُجَازِفُ خَوْفًا مِنَ الْاِفْتِرَاءِ

عَلَى اللهِ تَعَالیٰ بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَضِدِّهِ وَاللهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ انتہی اور علامہ شامی بھی رسم مفتی مین
تصریح فرماتی ہین کہ مفتی کو چاہیے کہ مسائل کے بارہ مین کلام اٹکل پچو نکرے اور خدا تعالی سے خوف کرے مسائل مین کلام اٹکل پچو
کرنا بہت بڑا امر ہے اسپر جرات کوئی نہین کرتا ہے سوائے جاہل و شقی کے اونکی عبارت یہہ ہے وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهَا جِزَافًا
وَيَخْشَى اللهَ تَعَالیٰ وَيُرَاقِبُهُ فَإِنَّهُ أَمْرٌ عَظِيمٌ لَا يَتَجَاسَرُ عَلَيْهِ إِلَّا كُلُّ جَاهِلٍ وَشَقِيٍّ اھ انتہی پس جب
کلام مؤلف و دیگر وہابیہ شرک ہونے استمداد کے بارہ مین خدا تعالی و رسول اللہ صلعم سے و مجتہدین سے ثابت نہین اور مؤلف
و دیگر وہابیہ عالم کامل بھی نہین کجا مجتہد ہونا تو یہہ کلام مؤلف و وہابیہ کا اٹکل پچو و افترا علی اللہ و شقاوت و جہالت
ہوا نعوذ باللہ من ذلک لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم قول مؤلف کا صفحہ ۱۵ مین جو یہہ ہے کہ (اسماء الہی و آیات
قرآنی یا جو دعا شارع نے بتائی ہے اسکے سوائے کسی مخلوق کو مقدور نہین کہ اثر بخشے اور مدد مانگنا و اعانت چاہنا اور حاجت
طلب کرنا وغیرہا یہہ چیزین عبادت مین شمول ہین غیر سے چاہنا جائز نہین اور حجت قاطعہ اس پر الدعاء مخ العبادۃ
ہے یعنے دعا مغز کل عبادت کا ہے) اور اسکے بعد مؤلف نے آیتہ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ و آیتہ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ
بھی ذکر کی اقول و باللہ التوفیق مؤلف نے اس قول مدد مانگنے کے شرک ہونے و عدم جواز پر اسطرح سے دلیل پکڑی کہ
استمداد اور حاجت چاہنا دعا ہے اور ہر دعا مغز عبادت کا ہے تو مدد مانگنا اور حاجت چاہنا بھی مغز عبادت ہے
اور ان دو آیتون سے یہہ ثابت کیا کہ عبادت غیر خدا کی درست نہین بلکہ شرک ہے تو غیر خدا تعالی سے مدد مانگنا اور حاجت
چاہنا بھی درست نہین بلکہ شرک ہے پس معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ مؤلف نے سراسر دھوکہ کی بات بیان کی ہے
اور مطلق دعا کی اور پکارنیکی معنی اور حاجت چاہنے کی معنی اپنے دل سے بنا کر یہہ کہا کہ ہر دعا عبادت ہے یہہ بالکل دھوکہ
اس مؤلف نے دیا ہے دیکھو قرآن مین یہی موجود ہے وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِىْ اُخْرٰىكُمْ اور دوسری آیت مین ہے
اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اگر مؤلف سچا ہو اور موافق زعم اس مؤلف کے ہر دعا عبادت بلکہ مغز عبادت کا ہے اور سوائے خدا تعالی کے
کسیکو دعا کرنا درست نہین بلکہ شرک ہے تو آیت اول سے آنحضرت صلعم کا صحابہ کرام رض کو دعا کرنا اور پکارنا ثابت ہے
اور خدا تعالی اس دعا کرنے آنحضرت کو بیان فرماتا ہے اور دوسری مین خدا تعالی خود امر فرماتا ہے لوگونکو کہ دعا کرو تم
اونکو واسطے باپون اونکے اور تیسری آیت اور موجود ہے وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا یعنے جب دعا کئے جاؤ تم
اور بلائے جاؤ تم پس داخل ہو جاؤ تم اور بھی بہت ایسی آیات تلاش کرنیوالے کو مل سکتی ہین پس اگر ہر جگہہ معنی دعا کی
عبادت کی ہین مؤلف کے زعم مین تو چاہیے کہ ان تینون آیتونکی معنی بھی عبادت کی کرے اور نعوذ باللہ من ذلک
آنحضرت صلعم کو عابد غیر اللہ قرار دے اور خدا تعالی کو آمر عبادت غیر اللہ اعتقاد کرے اس تقدیر پر معاملہ منعکس ہو جاویگا

اور عبادت غیر اللہ جائز ہوجاویگی نعوذ باللہ اور اسکا محال و باطل ہونا واضح ہے اور یہہ محال و باطل اس سے لازم آیا کہ جب دعا کی معنی
مطلقا عبادت کے لئے اور جس چیز کو محال و باطل لازم ہوتا ہے تو وہ خود محال و باطل بالضرور ہوتی ہے پس دعا کی معنی مطلقا عبادت کے ہونا
جیساکہ زعم فاسد مؤلف کا ہی محال و باطل ہوا تو اسی دلیل پر جو یہہ مسئلہ مؤلف نے گھڑا تھا کہ استمداد شرک و ناجائز ہے اوسکا بطلان
بھی ظاہر ہوگیا پس واضح ہوگیا کہ یہہ مؤلف نے واسطے دھوکہ دہی عوام کے بناء الفاسد علی الفاسد کی ہے اور آیات جو واسطے عدم جواز
عبادت غیر اللہ کے ہین وہ آیات تو فی نفسہا حق ہین لیکن اس محل مین ذکر کرنا مؤلف کا اونکو بے موقع و بے محل ہے کیونکہ جس مسئلہ مین
کلام ہے وہ استمداد کا شرک ہونا اور عبادت غیر اللہ ہونا ہے اوسکا ان آیات سے ہرگز ثبوت نہین ہوسکتا اور آیات منزلہ ایک
محل کو دوسرے محل غیر مناسب پر قرار دینا اور غیر مصداق کو مصداق آیات بتانا یہہ بھی افتراء علی اللہ ہے پس وہ جو مؤلف نے
صفحہ ٥٩ مین آیت وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ لکھکر اوسکے بعد یہہ کہا ہے
(ایسا ہی ہمارے زمانہ کے نادان بھائی بے سمجھے بوجھے حکم کر بیٹھتے ہین جھوٹھ سچ مین امتیاز نہین کرتے) یہہ مؤلف پر ہی صادق
آگیا کہ مؤلف ہے ایسا ہی کہ بے سمجھے بوجھے حکم کر بیٹھتا ہے جھوٹھ سچ مین امتیاز نہین کرتا ہے پس جیساکہ اس مؤلف نے دوسرے
لوگونکو مصداق اس آیت کا بنایا ہے ویسا مؤلف ہی مصداق اس آیت کا ہوگیا کہ بے سمجھے بوجھے استمداد از اولیاء و انبیاء کو
شرک و ناجائز و عبادت غیر اللہ کہدیا جھوٹھ سچ مین اوسنے امتیاز نکیا اور مؤلف نے جو صفحہ ٨٥ مین یہہ کہا ہے کہ (معلوم تو ایسا
ہوتا ہے کہ وہ جھوٹھ لکھنے والے شاید مسلمان نہونگے) اس سے واضح ہے کہ مؤلف کے نزدیک جھوٹھ لکھنے والے مسلمان نہین جب
مؤلف کا استمداد اولیاء کو شرک کہنا موافق واقع کے نہین ہے تو مؤلف کا جھوٹھ لکھنا واضح ہے پس مؤلف کے زعم کے موافق
شاید مؤلف مسلمان نہوگا ایسی ہی مؤلف نے صفحہ ٧١ مین آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ لکھکر فائدہ مین یہہ لکھا ہے (جب کوئی تمسے دینی مسئلہ پوچھے تو تم کتاب اللہ یا احادیث رسول اللہ سے
بتاؤ اپنی عقل سے مت جواب دے بیٹھو) جس سے واضح ہے کہ مؤلف کے نزدیک قرآن سے یہہ بات ممنوع و ناجائز ہے کہ بغیر
قرآن و حدیث کے اپنی عقل سے مسئلہ کا جواب کوئی شخص دیوے اور یہہ امر ظاہر ہے کہ نہ کہین قرآن مین ہے اور نہ حدیث
مین کہ مسلمانونکو اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام سے استمداد ناجائز ہے اور شرک ہے پس مؤلف نے استمداد مذکور کو شرک و ناجائز
اپنی عقل سے کہا ہے پس جو قرآن حدیث سے منع ہے اوسکا مرتکب مؤلف ہی ہوا ہے الغرض مؤلف رسالہ کا ہی اعتقاد
و قول مخالف قرآن و حدیث کے ہے دھوکہ دہی کیواسطے مؤلف مذکور استمداد کو شرک و ناجائز و مخالف قرآن و حدیث کے
اپنے وہم فاسد کے اور عقیدہ کاسدہ کے سبب سے بتاتا ہے اور مؤلف نے یہہ جو کہا ہے کہ ہر کسی مخلوق کو مقدور نہین کہ اثر بخشے
اگر مراد یہہ ہے کہ بنفسہ اور بغیر اثر پیدا کرنے خدا تعالی کے کسی مخلوق مین اثر کو وہ مخلوق اثر نہین بخشتی ہے تو ہم کہتے کہ اسماء الٰہی کے

وآیات اور جو دعا کہ شارع نے بتائی ہین جنکو اس حکم سے استثنا کرتی ہو وہ کب بنفسہا اثر بخشتی ہین بغیر اثر پیدا کرنے خداتعالی کے
اونمین پھر مولف نے جوان چیزونکو اس حکم سے استثنا کیا اور یہہ کہا کہ (سوا انکے کسی مخلوق کو مقدور نہین کہ اثر بخشی)
جیسا کہ اوپر گذرا ہی یہہ باطل وغلط ہی اور اگر مولف کا یہی عقیدہ ہے کہ بغیر اثر پیدا کرنے خداتعالی کے انمین یہہ چیزین
یعنے اسمار الہی وآیات اور جو دعا کہ شارع نے بتائی ہے خود بذاتہا موثر ہین تو مولف موثر بالذات ہونیکا ان چیزونکے
حق مین قائل ہوا اس عقیدہ کی حقیقت کا ثبوت قرآن یا احادیث یا اجماع اہل سنت وجماعت سے مولف کو دینا ضرور ہی
ورنہ یہہ بھی عقیدہ مولف کا تراشیدہ ہی اپنی خواہش نفسانی سے نکالا ہوا ہی اور اگر یہہ چیزین بھی موثر اسوقت ہوتی
ہین کہ خداتعالی اثر بخشتا ہی انمین تو انکو استثنا کرنا مولف کا لغو وجہالت وسفاہت ہی پس جب یہہ چیزین اور دوسری
مخلوق جس مین خداتعالی اثر پیدا کرے سو وہ اثر بخشتی ہین تو بزرگان دین کے نام اور وہ دعائین کہ شارع علیہ السلام نے بالخصوص
اونکو نہین فرمایا ہے وہ تمام اثر بخشنے کے لائق ہوئین انکار اسکا سفاہت ونادانی ہی اور اگر مولف کی مراد اس قول مذکور کے
یہہ ہے کہ خداتعالی کسی مخلوق مین تاثیر نہین پیدا کرتا ہی اسواسطے کسی مخلوق کو مقدور اثر بخشنے کا نہین ہی تو یہہ مراد اس
قول کی مولف کے اوس قول کے مناقض ہی جو صفحہ ٢٣ مین کہا ہی کہ (ہم گروہ مومنین موحدین عقیدہ رکھتے ہین اور اقرار
کرتے مین ساتھہ اس امر کے کہ تحقیق اللہ برتر پیدا کر دیتا ہے ایک تاثیر سب چیزونمین اور اگر نہ پیدا کرے وہ اونمین کچھہ تاثیر
تو نہ اثر کرے کبھی کچھ اپنی ذات سے انتہی) جس سے صاف طور سے واضح ہی کہ مولف کے عقیدہ مین سب چیزونمین تاثیر ہے
خداتعالی کے پیدا کر دینے سے تاثیر اون سب چیزونمین پس جب دونو قول مولف مین تناقض وتعاند اس تقدیر پر ہوا
تو یہہ بھی علامت جہالت کی ہی الغرض مولف کے اقوال جہالت وسفاہت سے مملو ہین بلکہ صفحہ ٢٣ کے قول سے واضح ہے
کہ مولف کا عقیدہ اہل حق اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے اسواسطے کہ مولف کے قول مذکور سے واضح ہی کہ سب
چیزونمین خداتعالی تاثیر پیدا کر دیتا ہی جب سب چیزون مین خداتعالی تاثیر پیدا کر دیتا ہی تو اس سے بحسب زعم مولف
ثابت ہے کہ سب چیزین دوسری چیزونمین تاثیر وفعل کرتی ہین اگرچہ انکی تاثیر وفعل کرنا اسطرحسے ہی کہ خداتعالی نے
انمین تاثیر پیدا کر دی ہی لکن چیزونکا موثر وفاعل ہونا مولف کے عقیدہ مین ثابت ہوا یہہ عقیدہ مولف کا اہل حق کے
خلاف ہے کیونکہ اہل حق اہل سنت وجماعت کے نزدیک کسی چیز مین تاثیر نہین ہے نہ بالذات اور نہ تاثیر کی قوت
خداتعالی نے کسی چیز مین رکھی ہی کہ بواسطہ قوت کے وہ چیز موثر ہو رسالہ سنوسیہ مین ہی جسمین سے مولف نے بعضی امور کے
اعتقادیہ اول رسالہ مین نقل کئے ہین یہہ موجود ہی ہُوَ الَّذِیْ یَجِبُ اَنْ یَّفْتَقِرَ اِلَیْہِ کُلُّ مَا سِوَاہُ وَیَتَضَمَّنُ بعینہ
اَیْضًا اَنْ لَّا تَاثِیْرَ لِشَیْءٍ مِّنَ الْکَائِنَاتِ انتہی اسکی شرح مین اس بارہ مین چار مذہب ہونا بیان کئے ہین

اول اشیار مانند نار وغیرہ مین تاثیر بالطبع اور بالذات ہونا اور یہہ مذہب بلانزاع کہ کفر ہے اور دوسرا مذہب
یہہ کہ اشیار مانند نار وغیرہ تاثیر ساتھہ اوس قوت کہ کرتی ہین کہ وہ قوت خداتعالی نے اونمین رکھدی ہے
اس مذہب کہ کفر ہونیمین اختلاف ہی اصح عدم کفر ہی تیسرا مذہب ذکر کرکے چوتھا یہہ مذہب واعتقاد صحیح ذکر
کیا ہی کہ سوای خداتعالی کہ کسی مین تاثیر نہین ہے اور نار وغیرہ کہ درمیان مین اور اونکے آثار کہ درمیان مین جو انکے
بعد پائی جاتی ہین تخلف ممکن ہے اور یہہ اعتقاد و مذہب رکھنے والا فرقہ ناجیہ ہی عبارت شرح مذکور کی یہہ ہے
بطور اختصار موافق حاجت کہ اَلنَّاسُ فِی ذٰلِکَ عَلٰی اَرْبَعِ فِرَقٍ اَلْاُوْلٰی تَعْتَقِدُ اَنَّ النَّارَ وَالسِّکِّیْنَ مَثَلًا
تُؤَثِّرُ بِطَبْعِهَا وَذَاتِهَا وَهٰذِهِ الْفِرْقَةُ لَا نِزَاعَ فِی کُفْرِهَا وَالثَّانِیَةُ تَعْتَقِدُ اَنَّ النَّارَ وَالسِّکِّیْنَ مَثَلًا
تُؤَثِّرُ بِقُوَّةٍ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِیْهَا وَهٰذِهِ الْفِرْقَةُ اِخْتُلِفَ فِی کُفْرِهَا وَالْاَصَحُّ عَدَمُ الْکُفْرِ کَمَا قِیْلَ فِی الْمُعْتَزِلَةِ
الْقَائِلِیْنَ بِاَنَّ الْعَبْدَ یَخْلُقُ اَفْعَالَ نَفْسِهِ الْاِخْتِیَارِیَّةَ بِقُدْرَةٍ خَلَقَهَا اللّٰهُ فِیْهِ اِلٰی اَنْ قَالَ وَالرَّابِعَةُ
تَعْتَقِدُ اَنَّ التَّاثِیْرَ لَیْسَ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰی وَتَعْتَقِدُ اِمْکَانَ التَّخَلُّفِ بَیْنَ النَّارِ وَالسِّکِّیْنِ مَثَلًا وَبَیْنَ
اٰثَارِهَا وَهٰذِهِ الْفِرْقَةُ هِیَ النَّاجِیَةُ انتهی بقدر الحاجة اس سے واضح ہی کہ یہہ اعتقاد رکھنا کہ چیزین اسطرح سے
تاثیر کرتی ہین کہ خداتعالی نے انمین قوت تاثیر کی رکھدی ہے یہہ اعتقاد اہل سنت وجماعت کا نہین ہے
بلکہ معتزلہ کا ہی مولف کہ قول سے ایسا ہی اعتقاد مولف کا مفہوم ہوتا ہی اور اہل سنت وجماعت کا یہہ عقیدہ ہی کہ کسی
چیز مین تاثیر نہین ہی خداتعالی کہ ہی واسطے تاثیر ہے اور شرح مقاصد جلد اول صـ۳۴ مین علامہ تفتازانی فرماتی ہین کہ
اِفَادَةُ النظر للعلم فعندنا هی بخلق الله تعالی العلم عقیب تمام النظر بطریق اجراء العادة
ای تکرر ذلک دائما من غیر وجوب مع جواز ان لا یخلقه علی طریق خلق العادة لما سیجیٔ
من استناد جمیع الممکنات الی قدرة الله واختیاره ابتداء واثر المختار لا یکون واجبا انتهی
اس سے واضح ہی کہ تمام ممکنات خداتعالی کی قدرت واختیار کیطرف ابتدا ئً منسوب ومستند ہین بغیر اسطرح سے
اوسکی طرف مستند نہین کہ درمیان اوسکو کوئی چیز واسطہ پڑے کہ اوس واسطہ کی تاثیر دوسری چیز مین ہو
اور اوس واسطہ مین تاثیر خداتعالی نے دی ہو اور پیدا کی ہو اسواسطے وہ دوسری چیز خداتعالی کیطرف بالواسطہ
مستند ہوئی ہو بلکہ ابتدا ئً خداتعالی کہ ہی طرف مستند ہے وہ دوسری چیز بھی یہہ مسئلہ دوسری کتب عقاید
واصول مین بھی موجود ہے بلکہ حمد اللہ شرح سلم معقول مین بھی یہہ مسئلہ اہل حق کا موجود ہی چنانچہ عبارت
حمد اللہ کی یہہ ہی المذهب الاول وهو مذهب ابی الحسن الاشعری ان حصول العلم عقیب النظر

بالعادة تو بناء على ان جميع الممكنات عنده مستندة اليه سبحانه تعالى بلا واسطة وانه تعالى قادر
مختار تصدر الاشياء منه بلا وجوب منه ولا عليه ولا علاقة بين الحوادث المتعاقبة الا بجرى
العادة الالهية بخلق بعضها عقيب بعض كالاحراق عقيب مماسة النار والرى بعد شرب الماء
والشبع بعد اكل الطعام وليس للمماسة والشرب والاكل دخل فى الاحراق والرى والشبع بل
الكل واقعة بقدرته واختياره فله ان يخلق الاحراق بلا مماسة والمماسة بلا احراق واذا
تكرر صدور فعل منه يقال انه فعل منه باجراء العادة واذا لم يتكرر فهو خارق للعادة ولا شك
ان العلم عقيب النظر ممكن حادث محتاج الى المؤثر فلا بد ان يستند اليه سبحانه وتعالى ويصدر
منه بلا وجوب منه ولا عليه وهو دائمى متكرر فيكون بالعادة انتہی پس اس سے واضح ہے کہ مؤلف کا عقیدہ
اہل حق اہل سنت وجماعت کے موافق نہیں ہے سب چیزوں میں تاثیر پیدا کرنا خدا تعالی کا جو مؤلف عقیدہ موحدین کا بتاتا ہے
تو یہہ عقیدہ وہابیہ کا ہی ہوگا جنہوں نے اپنا لقب محمدی و موحدین رکھا ہے واسطے موافقت معتزلہ کے کہ وہ خود کو اہل العدل
والتوحید کہتے ہیں اور اہل سنت وجماعت کو مشرکین کہتے ہیں چنانچہ شرح عقائد نسفی میں لکہا ہے فقال الحسن قد اعتزل
عنا فسموا المعتزلة وهم سموا انفسهم اهل العدل والتوحيد اس سے واضح ہے کہ معتزلہ نے اپنا لقب اہل توحید
رکھا ہے ایسے ہی یہہ وہابیہ خود کو موحد کہتے ہیں اور اہل سنت وجماعت نے جو صفات باریتعالی کے واسطے صفات قدیمہ کا ثبوت تسلیم کیا
تو معتزلہ نے انکے حق میں یہہ قول کہا قد كفرت النصارى باثبات ثلثة من القدماء فما بال الثمانية او اكثر انتہی
جس سے اہل سنت وجماعت کو اپنے زعم میں مشرک قرار دیا ایسے ہی اہل سنت وجماعت پر بہتان باندھکر یہہ وہابیہ بہی انکو
مشرک و بدعتی بناتے ہیں اور خود اہل عدل و اہل توحید بنتے ہیں مؤلف نے بھی خود کو موحدین میں ہی شمار کیا ہے اور یہی
لقب اپنا رکھا اور اس میں اشارہ اسی طرف کیا کہ یہہ عقیدہ سب چیزوں میں تاثیر پیدا کر دینیکا مؤلف اور مؤلف کے
ہم مشربوں کا عقیدہ ہے نہ اہل سنت اشاعرہ کا مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے اس مؤلف کے عقیدہ میں معلوم نہیں یہ وہابیہ
لوگ اپنے واسطے لقب علیحدہ کیوں تراشتے ہیں اور اپنے کو محمدی اور موحد کیوں کہتے ہیں کیا مؤمنین و مسلمین و اہل سنت
وجماعت کہنے سے یہہ مطلب حاصل نہیں ہوتا ہے کہ یہہ خود کو بزعم خود دین اسلام میں داخل کرنا چاہیں اور فرقوں
بدعتیہ روافض و خوارج وغیرہا سے ممتاز کرنا چاہیں اور باوجودیکہ انکا پیشوا مولوی اسمعیل دہلوی بلکہ اُسکے تمام
سلف و خلف نے بدعت سیئہ کی معنی اپنے نفس سے یہہ گھڑی ہوئی ہیں کہ جو چیز زمانہ ثلاثہ میں نہو وہ بدعت
سیئہ ہے اور یہہ تعریف بدعت سیئہ کی انکے اس لقب محمدی و موحد رکھنے پر بھی صادق ہے کیونکہ قرآن شریف میں

خدا تعالی نے یا ایہا الموحدین کہکر فرمایا ہو اور نہ یا ایہا المحمدیین کہکر بیان کیا ہو بلکہ قرآن سے اہل ایمان و اہل اسلام و مومنین
و مسلم ہونا واضح ہوتا ہو اور ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ سے لقب مسلمین ہونا واضح ہو اور اسیطرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان میں یہہ
مروج نہ تھا کہ آپسمین صحابہ صحابہ کو موحدین یا محمدیین کہتے ہوں اور نہ تابعین اور نہ تبع تابعین و نہ ائمہ مجتہدین اور دیگر
صالحین متاخرین میں ان لقبوں کا رواج و جریان ہوا پس موافق زعم وہابیہ بھی یہہ لقب کہنا بدعت سیئہ ہوا اور ان
وہابیہ کا انکے ہی قول کے موافق انکا بدعتی ضال ہونا ثابت ہوا پھر بھی اپنے واسطے ان لقبوں کو پسند کرتے ہین تو اسکی وجہ سواے
موافقت اہل اعتزال اور سوائے اسکے کہ یہہ محمد بن عبد الوہاب نجدی راس اہل بدعت کیطرف اپنے آپکو محمدی کہنے مین منسوب
کرتے ہین اور بظاہر حیلہ و بہانہ کرتے ہین کہ محمد رسول اللہ صلعم کیطرف ہم اپنے کو منسوب کرتے ہین دوسری وجہ کوئی معلوم
نہین ہوتی ہو ان لوگونکو اسقدر بھی فہم نہین کہ محمدی ہونیکا باین معنی کہ محمد رسول اللہ صلعم کیطرف منسوب ہین تو
ہر رافضی و خارجی وغیرہ مدعی ہو اور ہر ایک فرقہ پر یہہ معنی صادق آسکتے ہین اس لقب سے دوسرے فرقہ بدعیہ سے
امتیاز و جدائی حاصل نہین ہوتی ہے اور اہل سنت و جماعت کہنے سے واضح ہوجاتا ہو کہ یہہ جو شخص خود کو اہل سنت
و جماعت کہتا ہو وہ مسلمان ہو اور فرقہ ناجیہ سے خود کو قرار دیتا ہو کیونکہ صدہا سال سے یہہ لقب فرقہ ناجیہ کا مشہور
و معروف ہے اور اس لقب سے دوسرے فرقہ بدعیہ سے تمیز تمام ہوجاتی ہو ان حضرات وہابیہ نے اسیواسطے اپنا لقب
علیحدہ رکھا ہو کہ فرقہ ناجیہ سے نفس الامر مین جدا ہین ایسے ہی نام و لقب مین بھی جدا ہو جاوین جیسے نیچریہ جب اہل اسلام سے
جدا ہوئے تو انھون نے اپنا لقب نیچریہ قرار دیا خدا تعالی ایسے نادانونکے اعتقادیات اور اختراعیات سے اہل حق کو محفوظ رکھے
اسیطرح یہہ قول مولف صفحہ ۱۰ مین (مدد مانگنا قبرون والونسے تحقیق کی روسے جائز نہین اسواسطے کہ اصل طریقہ قبرونکی
زیارت کا دعا مانگنا ہو اور مغفرت چاہنا ہے اور ثواب پہنچانا ہو صدقہ دیکر اور قرآن مجید پڑھکر اور نصیحت پکڑنا ہو اور دنیا سے
منہہ موڑنا ہے اور اس بابمین وارد ہین اخبار و آثار رسول کریم صلعم اور اصحاب اخیار سے پس کیونکر حکم کیا جاوے خلاف اسکے)
اقول وباللہ التوفیق مولف نے اپنے نفس سے یہہ ناجائز ہونا استمداد کا قبرون والونسے گھڑا ہو اور اپنے زعم فاسد مین دلیل
اس عدم جواز کی یہہ گھڑی کہ اصل طریقہ قبرونکی زیارت کا دعا مانگنا اور مغفرت و ثواب پہنچانا وغیرہ ہی اتنی فہم
مولف کو نہین کہ استمداد اہل قبور سے یہہ اصل طریقہ مرتفع کہان ہوتا ہو اور استمداد مین کسنے یہہ شرط کیا ہو کہ یہہ دعا مانگنا
و مغفرت چاہنا وغیرہ نکیا جاوے تب استمداد کا تحقق ہوگا ورنہ نہوگا اور استمداد اس طریقہ مذکورہ کے خلاف کہان ہے
جو مولف نے زبان بکتا ہو کہ کیونکر حکم کیا جاوے خلاف اسکے) خلاف تو اوسوقت ہوتا کہ استمداد سے یہ طریقہ مرتفع ہوتا!
جب استمداد اس طریقہ کے مانع و رافع نہین ہے تو استمداد کو خلاف اس طریقہ کے کہنا جہالت و سفاہت مولف کی اور عوی

بلادلیل ہو اور اپنے نفس سے حکم شرعی کہ اسکی زعم مین جواز استمداد کا ہو یہہ مولف گھڑکر مخالفت اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہِ کی
کرتا ہی اور خدا تعالی پر افترا ہو جانیسے وشقاوت وجہالت کے ارتکاب کرنیسے خوف نہین کرتا ہو اور یہہ دلیل جو مولف نے
گھڑی ہو یا دوسرے لوگونکے کلام ضعیف کی یہہ دلیل ضعیف وغیر معتبر ہے بیجھے سوچے لکھدی ہو اسکا ضعیف اور غیر معتبر ہونا
اقوال آیندہ مین بھی آویگا چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کے قول کو استمداد کے جواز مین ہم نقل کرینگے اوس قول مین
اس دلیل کا بھی رد ہو مذکور ہو فانتظر اور عبارت مذکورہ مولف مین صفحہ ۷۱ مین جو مولف نے آیت یَا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا
لَا تُقَدِّمُوا بَینَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ جسکا ذکر ہنوز اوپر بھی کیا ہو لکھی ہو اور اسکے بعد فائدہ وہی لکھا ہو جسکا ذکر
اوپر ہوا (یعنے جب کوئی تمسے دینی مسئلہ پوچھے تو کتاب اللہ یا احادیث رسول اللہ سے بتاؤ تم اپنی عقل سے جواب مت دو)
اوسکو مولف یاد کرے اور منصفین کو اس مولف کی عقل ومذہب کو دیکھنا چاہیے کہ خود ہی اس آیت کی یہہ مراد بتاتا ہے
کہ اپنی عقل سے مسئلہ مت بتاؤ قرآن وحدیث سے بتاؤ اور خود ہی اپنی عقل سے بغیر قرآن واحادیث کے استمداد کو ناجائز کہتا ہے
مسلمانونکو ذرا اس مولف کی بے انصافی پر غور کرنا چاہیے کہ باوجودیکہ کسی آیت ویا حدیث سے یہہ ثابت نہین کہ اولیاء اور انبیاء
علیہم السلام سے دعا مین بھی مدد مانگنا ناجائز ہو اور یہہ مولف ناجائز کہتا ہو تو اس آیت کی اوس مراد کی جو اسنے خود بیان
کی یہہ مخالف ہوا یا نہین پھر ایسے شخص کے عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہو اور صفحہ ۷۱ مین مولف کا یہہ قول بعد ذکر کے اس حدیث
کے آنحضرت صلعم قبرستان بقیع مین اہل قبور مہاجرین وانصار پر آکر سلام واستغفار کرتے تھے موجود ہو (پس کسطرح
مدد لی جاوے انکی غیر سے یعنے جب ایسے مقربین سے استمداد نہین تو غیر وں سے استمداد لیجاوے) اَقُول وباللہ التوفیق یہہ بھی وہی
ہذیان مولف نادان وقلیل الایمان کا ہو کہ حدیث مذکور سے مدد نلیے جانیکو متفرع کرتا ہو اس حدیث بقیع پر تو مدد نلینا متفرع
اوسوقت ہو سکتا ہو کہ حدیث سے ممانعت مدد لینے کی مفہوم ومعلوم ہوتی اور یہہ حدیث مذکور سے ہرگز کسی طرحسے معلوم
نہین ہوتا ہو اور حدیث مین ذکر سلام واستغفار ہونا بھی عدم جواز استمداد کو اولیاء اللہ سے مستلزم نہین ہو پس عدم جواز استمداد
حدیث مذکور پر متفرع کرنا سراسر سفاہت بلکہ ضلالت ہے اسواسطے کہ حدیث مذکور سے یہہ مراد لینا غیر مراد شارع علیہ السلام کو
مراد شارع علیہ السلام قرار دینا ہو اور اسکو شاہ عبدالعزیز صاحب بھی اپنے عجالہ نافعہ مین ضلالت فرماتے ہین عبارت اونکی یہہ ہے
پس لابد آمد در تحصیل این علم از دو چیز یکی ملاحظۂ حال رواۃ دوم احتیاط عظیم در فہم معانی آن زیرا کہ اگر در امر اول
مسابلہ رود کاذب با صادق ملتبس شود واگر در امر ثانی احتیاط نباشد مراد با غیر مراد مشتبہ گردد علی التقدیرین فائدہ کہ
ازین علم شریف متوقع است میسر نگردد بلکہ ضد آن فائدہ بحصول انجامد وموجب ضلال واضلال گردد معاذاللہ من
ذٰلک انتہی مولف کو چاہیے کہ توبہ واستغفار کرے ایسے ضلال واضلال سے بچے اور صفحہ ۷۱ مین مولف نے یہہ حدیث

ذکر کی ہی کہ حضرت صلعم نے ابن عباس رض کو فرمایا کہ جب تو کچھ مانگے پس مانگ اللہ سے اور جب مدد چاہے پس مدد اللہ سے چاہ اقول
و باللہ التوفیق اس حدیث کو بھی اس مؤلف نے بے سمجھے بوجھے بے محل و بے موقع پیش کی ہی اگر مراد اس حدیث سے انحصار
مانگنے ہر نوع اور مدد چاہنے ہر قسم کا اللہ تعالیٰ مین ہی ثابت ہوگا تو غیر اللہ سے ہر مانگنا و ہر مدد چاہنا ناجائز ہوگا تو زندون سے
اور حاضرین سے بھی کوئی چیز مانگنا اور کسی امر مین مدد چاہنا ناجائز ہوگا کیونکہ اسمین کچھ اہل قبور کی خصوصیت نہین ہی
پھر تو مؤلف جو آپسمین کوئی چیز مانگتا ہے او اپنے شاگرد وغیرہ سے کہتا ہی کہ پانی پلادے یا فلان کے گھر سے روٹی لادے یا کپڑے
دھوبی سے لادے اور علیٰ ہذا القیاس دوسری چیزین مانگتا ہے اور ایک شخص دوسرے سے مدد مثلاً بوجھ اوٹھا دینے وغیرہ مین
چاہتا ہی تو یہہ سب ناجائز و شرک مؤلف کے نزدیک ہونا چاہیے اور مؤلف کا مشرک و مرتکب عدم جواز ہونا لازم ہی موافق
زعم مؤلف کے کیونکہ ایسے مانگنے و مدد چاہنے سے کسی فرد بشر کو چارہ نہین ہی پس اگر یہہ مراد حدیث مذکور کی ہوگی تو تمام معہ
مؤلف و مقتدایان مؤلف مشرک و مرتکب ناجائز کی ہونگے بطلان اسکا واضح ہی پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کی یہہ
مراد ہرگز نہین کہ کسی قسم و کسی نوع کا مانگنا اور مدد چاہنا غیر اللہ سے درست و جائز نہین ہی اور ہر قسم و ہر نوع کا مانگنا
اور مدد چاہنا اللہ تعالیٰ مین ہی منحصر ہے جب مراد یہہ نہوئی تو اس حدیث سے استمداد اہل قبور کا بھی رد نہوا کیونکہ
اہل قبور سے بھی مانگنا اور مدد چاہنا اوسطرحکا جائز ہے جو انکے لائق و مناسب اونکے ہی کہ وہ ایسا مدد چاہنا و مانگنا ہی کہ مخلوق کی
نسبت جائز ہے کہ وہ مانگنا و مدد چاہنا بالاستقلال نہین ہی اور اونکو یعنے اہل قبور کو قادر بقدرت کن فیکون جانکے
نہین ہی اور متصرف حقیقی مالک نہین ہے بلکہ اونکو مقربان درگاہ اور مستجاب الدعوات عند اللہ جانکے اونسے مانگنا اور مدد چاہنا ہے
اور اس مانگنے اور مدد چاہنے مین اونکو معبود بنانا نہین ہے بلکہ اونسے اپنے مطلوب و مقصود کی دعا کرانا منظور ہی اور انکو وسیلہ
ٹھہرانا ہی اور اونسے مانگنے کی یہی معنی ہین کہ خداتعالیٰ سے دعا کرکے دلوا دیجئے نہ یہہ کہ تم خود متصرف حقیقی ہو بغیر
دلانے خداتعالیٰ کے خود دیجئے ایسے مانگنے اور مدد چاہنے کا عدم جواز نہ تو اس حدیث ابن عباس رض سے مفہوم و معلوم ہے
اور نہ کسی اور دلیل عقلی نقلی سے واضح ہے اور ابن عباس رض کی حدیث کی مراد یہہ ہوسکتی کہ متصرف حقیقی و قادر
بقدرت کن فیکون جانکے خداتعالیٰ سے ہی مانگ اور ایسا جانکے اوسیہی سے مدد چاہ پس مراد اس حدیث عباس رض کی یہی ہی
جو مذکور ہوئی کیونکہ مطلقاً اور ہر قسم کی استمداد اور مانگنے کی ممانعت حدیث سے مراد ہوگی تو وہ خرابی لازم آویگی جسکا
ذکر اوپر ہوا کہ مؤلف و اوسکے مقتدا اونکو بھی اپنے مشرک اور مرتکب عدم جواز ہونیکا اقرار کرنا پڑیگا اور تمام جہان مشرک ہوگا
اور دوسری آیت تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى مین باہم معاونت و تعاون جو مامور بہ ہو رہا ہے جناب باری کیطرف سے
اوس سے یہہ مراد حدیث کی مناقض ہوگی پس استمداد بالمعنی اولیا و اہل قبور سے جائز و برجا ہے خود ہی اوسکا رد نہ

اس حدیث سے خیال کرنا خیالی پلاؤ پکانا ہے پس اس تقریر سے واضح ہو گیا بطلان اس قول مؤلف کا جو صفحہ ۲
سطر ۲ مین کہا ہے (کسی کی استمداد سے اور استعانت اور نذر و مانت سے کچھ نہین ہو سکتا ناحق شرک کرنا اور مشرک
بننا ہے) اور اسی صفحہ کی سطر ۹ مین کہا ہے (اور وتر مین دعا قنوت پڑھنے والا اقرار کرتا ہے کہ اے بار الہ تحقیق ہم تجھ سے
مدد مانگتے ہین اور کہتا ہے اے بار الہ ہم خاص تیری بندگی کرتے ہین اور تیرے ہی لئے ہم نماز پڑھتے ہین اور سجدہ کرتے ہین
اور تیری طرف ہماری کوشش ہے پس اب کسطرح جائز ہووے مدد مانگنا اور استعانت چاہنا) وجہ بطلان ان
اقوال باطلہ مؤلف کی ہماری تقریر بالا سے اہل انصاف پر واضح ہے کہ مخلوق خدا تعالی سے یعنے انبیاء علیہم السلام
اور اولیاء کرام سے خواہ وہ زندہ ہون خواہ دار فانی سے طرف دار جاودانی کے انتقال فرما گئے ہون جو مسلمان مدد
چاہتے ہین تو اونکو متصرف بالذات و متصرف حقیقی نہین مانتے ہین اور اونکو قادر بقدرت ذاتیہ و بقدرت کن فیکون
نہین اعتقاد کرتے ہین اور نہ اونکو معبود جانتے ہین بلکہ اونکو مقرب بارگاہ صمدی و مستجاب الدعوات جانکر اونسے دعا کی
مدد چاہتے ہین کہ ہماری قضاء حاجت کی دعا قاضی الحاجات حقیقی سے کرین اور خدا تعالی سے جب اہل اسلام
مدد مانگتے ہین خواہ نماز مین ہو جیسے ایاک نستعین سورۂ فاتحہ مین پڑھتے ہین یا دعاء قنوت مین اللّٰہم انا نستعینک
پڑھتے ہین تو یہہ مدد مانگنا خدا تعالی سے خدا تعالی کو متصرف بالذات و متصرف حقیقی و قادر بقدرت کن فیکون
اعتقاد کرکے ہوتا ہے یہہ قسم استمداد کی اَور ہے اور وہ قسم استمداد کی جو اولیاء اللہ و انبیاء علیہم السلام سے
ہوتی اَور ہے دونو کی حقیقت و ماہیت غیر غیر ہے دونو کا نام ایک ہے اور شرکت اسمی ہوئی تو کیا ہوا اس سے
یعنے نام ایک ہونے سے اور دونون کو استعانت و استمداد کہنے سے نہ دونو کی معنی و حقیقت ایک ہوئی جاتی ہے
اور نہ دونو کا حکم ایک ہوا جاتا ہے اور ایک چیز خدا تعالی کے ساتھ خاص ہونے سے یہہ کب لازم آتا ہے کہ دوسری چیز جو فقط
نام مین شرکت رکھتی ہے اور معنی و حقیقت مین غیر ہے وہ بھی خدا تعالی کے ساتھ خاص ہووے اور مخلوق کی نسبت
وہ ناجائز ہووے یہہ سراسر حماقت و جہالت و ضلالت ہے ایسی حماقت و جہالت کے سبب سے کہین یہہ مؤلف اور دوسرے
وہابیہ یہہ نہ کہنے لگین کہ خدا تعالی کے بندونکو سمیع و بصیر و حکیم و قاضی و نحوہا کہنا بھی درست نہین ہے شرک ہے اور اپنے
اس قول باطل کی ایسی دلیلین پیش کرین جیسے کہ استمداد کے بارہ مین پیش کرتے ہین اور کہین کہ قرآن شریف مین سمیع
و بصیر و حکیم خدا تعالی کی صفت آئی ہے جب خدا تعالی کی صفت ہوئی تو دوسرے کسی مخلوق کو سمیع بصیر و حکیم کہنا
درست نہین بلکہ دوسرے کو سمیع بصیر و حکیم کہنے والا مشرک ہے کہ اوسنے خدا تعالی کی صفت کا اطلاق غیر خدا تعالی پر کیا اور غیر مین
بھی اوسنے صفت سمع و بصر و نحوہا قرار دی پھر ان احمقونکی حماقت پر جاہل بھی واقف بخوبی ہو جاویگا اگر یہہ حمقا یہ کہین

کہ ہم ایسے احمق کہان ہین کہ سمیع وبصیر وحکیم وقاضی کا اطلاق مخلوق پر ناجائز کہین اور ان الفاظ کے کہنے والے کو مشرک کہین کیونکہ خدا تعالی کو سمیع وبصیر وقاضی وحکیم وغیرہا اور معنی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے اور مخلوق کو اور معنی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے جب معنی غیر غیر ہو گئی اگرچہ اسم کی شرکت ہے تو غیر خدا تعالی پر بھی اطلاق ان اسمار کا اس سبب سے جائز ہو گیا کہ وقت اطلاق کے غیر خدا تعالی پر دوسری معنی مراد لیجاتی ہین جو معنی خدا تعالی کے حق مین لی جاتی ہین وہ یہان نہین لی جاتی ہین تو ان حمقار کو مسلمان اہل سنت وجماعت یہی جواب دین کہ اے احمقو اسیطرح استمداد واستعانت کو بھی سمجھو کہ خدا تعالی کی نسبت استمداد واستعانت جو ہوتی ہے تو مراد اوس سے اور ہوتی اور اور معنی کے اعتبار سے ہوتی ہے اور مخلوق سے جو ہوتی ہے تو دوسری معنی کے اعتبار سے ہے چنانچہ اوسکا حال ابھی معلوم ہو چکا ہے پھر کیون مسلمانونکو مرتکب عدم جواز وشرک کا اپنی جہالت سے قرار دیتے ہو اگر مولف یا کسی دوسرے وہابی کو یہہ وسواس پیدا ہو کہ انسان کی نسبت سمیع بصیر قرآن شریف مین وارد ہوا ہے اسواسطے ان الفاظ کا اطلاق مخلوق پر بھی درست ہے اور استمداد واستعانت غیر خدا تعالی سے قرآن مین وارد وثابت نہین ہے تو مسلمانونکو چاہیے کہ ایسے وسواسیونکو یہہ جواب دین کہ تعاونوا علی البر والتقوی بھی قرآن مین وارد ہے جس سے ایک دوسرے کی مدد کرنا ثابت ہے اور واستعینوا بالصبر بھی قرآن مین خدا تعالی نے فرمادیا صبر بھی خدا تعالی سے غیر ہے نہ خدا تعالی کی عین ذات ہے صبر کرنا تمہارا اور نہ تمہارا صبر کرنا خدا تعالی کی صفت ہے اور اس تمہاری صبر کے ساتھہ استعانت کرنیکا خدا تعالی تمکو حکم دیتا ہے پھر تم اپنی جہالت وحماقت سے غیر خدا تعالی کے ساتھ استعانت ومدد کو شرک بتاتے ہو اس قسم کی آیتون پر کیا ابھی تک تم ایمان نہین لائے ہو اگر مولف یا کوئی وہابی دوسرا یہہ دھوکہ کسی مسلمانکو دے کہ ان آیات مین انبیار علیہم السلام اور اولیاء کرام سے استمداد اور استعانت پکڑنیکا ذکر کہان ہے تو مسلمانونکو چاہیے کہ انکو یعنی مولف اور دوسرے وہابیونکو یہہ جواب دین کہ تمہاری دلیل انبیار اور اولیار سے استمداد کی عدم جواز وشرک ہونیکے بارہ مین تو یہی ہے کہ یہہ استمداد غیر خدا تعالی سے ہے اور غیر خدا تعالی سے استمداد ناجائز ہے پس جب قرآن سے غیر خدا تعالی سے استمداد واستعانت کا جواز ثابت ہوا تو جو دلیل تمہاری تھی وہ باطل ہو گئی اور کوئی دلیل تمہارے پاس موجود نہین کہ جس سے یہہ ثابت ہو کہ انبیار علیہم السلام اور اولیار کرام سے استمداد ناجائز ہے اور شرک ہے پس اوسہی دلیل آیات مذکورہ بالا سے جس سے استمداد واستعانت غیر خدا تعالی سے ثابت ہے استمداد واستعانت انبیار واولیار سے بھی ثابت ہے بالفرض اگر عبارت نص سے ثابت نہین تو دلالت نص سے تو ثابت ہے بایں طور کہ جب ہمکو آپس مین ایکدوسرے کی معاونت کرنا اور ساتھہ اپنے صبر کے ہمکو استعانت جائز ہوئی قرآن سے تو انبیار علیہم السلام اور اولیار کرام ہمسے اور ہمارے صبر سے بدرجہا افضل ہین اونسے بطریق اولی استمداد درست ہوئی جیسے کہ آیت لا تقل لهما اف جب دنی ایذاء والدین کو دینا ناجائز ہوئی تو مار پیٹ کرنا والدین کو اسی آیت سے بطریق اولی ناجائز ہوئی پس جیسے بطور دلالت نص کے قرآن سے مار پیٹ والدین کو

کرنا جائز ہے اگرچہ قرآن مین اسکا نام نہین لیا ہو ایسی ہی استمداد اولیاء وانبیاء علیہم السلام سے بطور دلالت نص کے قرآن سے
ثابت ہو اگرچہ قرآن مین اسکا نام نہین ہے بلکہ حدیث وفقہ سے یہہ بھی ثابت ہو کہ بوقت حاجت وضرورت کے جہاد مین مشرک کے
بھی استعانت ومدد لینا جائز ہے چنانچہ درمختار مین ہو مفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ وقد استعان
علیہ الصلوۃ والسلام بالیہود علی الیہود واضح ہو بعض جو استعانت واستمداد کا ساتھہ کافر کے ثابت ہو اور آنحضرت صلعم نے
استعانت پکڑی ہو ساتھہ یہود کے اوپر یہود کے اور کچھہ تھوڑا مال بھی اون یہود یکو جس سے استعانت لی تھی دیا تہا اس عبارت کی تحت مین
شامی مین ہو ان فی سندہ ضعفا وان جماعۃ قالوا لا یجوز لحدیث مسلم انہ علیہ الصلوۃ والسلام
خرج الی بدر فلحقہ رجل مشرک فقال ارجع فلن استعین بمشرک الحدیث وروی رجلان
ثم قال وقال الشافعی ردہ علیہ الصلوۃ والسلام المشرک والمشرکین کان فی غزوۃ بدر ثم انہ
علیہ الصلوۃ والسلام استعان فی غزوۃ خیبر بیہود من بنی قینقاع وفی غزوۃ حنین بصفوان
بن امیۃ وھو مشرک فالرد انکان لاجل انہ کان مخیرا بین الاستعانۃ وعدمہا فلا مخالفۃ
بین الحدیثین وانکان لاجل انہ شرک فقد نسخہ ما بعدہ انتہی حاصل ترجمہ یہہ ہو کہ آنحضرت صلعم نے
غزوہ بدر مین مشرک کے ساتھہ استعانت پکڑنیکو قبول نکیا انکار فرمایا تہا غزوہ بدر کے بعد جو غزوہ خیبر اور اوس سے ایک مدت کے بعد
غزوہ حنین ہوا تو دونون غزوہ مین استعانت آپنے کافر کے ساتھہ پکڑی ہے غزوہ خیبر مین یہود سے مدد لی اور غزوہ حنین مین صفوان
بن امیہ مشرک سے مدد لی ہو پس بدر مین جو آپ صلعم نے مشرک سے مدد لینے کا انکار فرمایا تھا تو وہ یا اس سبب سے تہا کہ حاجت آپکو
نہتھی پس دونو حدیثون مین مخالفت نرہی یا اسواسطے آپنے انکار فرمایا تھا کہ وہ شخص مشرک تھا جب اوسکے بعد مشرک سے مدد لی آپنے
تو مشرک سے مدد نلینا منسوخ ہوگیا اس آخر حدیث سے پس استمداد مشرک سے ثابت وجائز ہوئی جب مشرک سے بھی استمداد کا جواز حدیث
وفقہ سے ثابت ہوا اور اس استعانت کا ثبوت خود آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا تو اس مولف وہابیہ کا استعانت واستمداد کو مطلقاً
ناجائز وشرک کہنا اپنے نفس سے جہوٹا مسئلہ بنانا ہے اور خدا رسول پر افترا کرنا ہو معلوم نہین کہ یہہ مولف ودیگر وہابیہ آنحضرت
صلعم وصحابہ کرام رض پر اس مدد لینے مشرک سے کیا حکم لگا دینگا اکے ایمان کا کیا ٹھکانا ہے اور قولہ تعالی کونوا انصار اللہ
مین خدا تعالی نے اپنے بندونکو حکم مدد کرنیکا فرمایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ بندگان خدا بھی مدد کرتے ہین شاید مولف اور دوسرے
وہابیونکا ایمان اس آیت پر نہوگا جب خدا تعالی کے فرمانیسے واضح ولائح ہے مدد کرنا بندونکا اور مولف ودیگر وہابیہ اس
اعتقاد رکھنے کو کہ غیر اللہ بھی مدد کرتے ہین شرک وکفر وبدعت وناجائز بتاتے ہین تو یہہ عقیدہ انکا مخالف قرآن ہونیکے سبب سے کفر کہا
جاوے تو بجا ہو اور بخاری کے ابواب مظالم وقصاص مین ہو قال رسول اللہ صلعم انصر اخاک ظالما او مظلوما

قال یارسول اللہ ھذا ننصرہ مظلوماً فکیف ننصرہ ظالما قال تاخذ فوق یدیہ جس سے واضح ہے
کہ آنحضرت صلعم نے مخاطب مسلمان کو ظالم و مظلوم دونو نکی مدد اسطرح کرنیکو فرماتے ہین کہ مظلوم پر ظلم ظالم کا نکرنے دے اور ظالم کی مدد
اسطرح کرے کہ ظالم کو ظلم سے روکے جب آنحضرت صلعم نے قابل مدد کرنیکے مسلمانکو جانا جب یہہ حکم اوسکو مدد کرنیکا دیا اور غیر اللہ کو
قابل و لائق مدد کرنے جاننا ایسے حمقار مانند مؤلف و وہابیہ کے نزدیک شرک ہوا تو ان حمقار نے نعوذ باللہ من ذالک شارع علیہ السلام پر
یہہ حکم لگایا اپنی ہوئی باطل سے تو انہی کے ایمان کا سلب لازم آتا ہے ایسے ہی بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کی کتاب الصلوۃ مین
کہا ہی بَابُ الاِسْتِعَانَۃِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِی اَعْوَادِ الْمِنْبَرِ وَالْمَسْجِدِ یعنی یہہ باب ہے استعانت اور استمداد کا نجار یعنی سُتار سے اور کاریگروں سے
اس باب کے تحت مین یہہ حدیث لکھی ہے قال بعث رسول اللہ صلعم الیٰ امرأۃ مری غلامک النجار یعمل
اعواداً اجلس علیھن یعنی آنحضرت صلعم نے ایک عورت کے پاس کسی کو بھیجا کہ اپنے غلام سُتار بڑھئی سے منبر بنوا دے کہ اوسپر
مین بیٹھا کرونگا اس سے امام بخاری کے اعتقاد مین بھی استعانت و استمداد اور مدد چاہنا آنحضرت صلعم کا سُتار سے ثابت ہے
اب مؤلف و دیگر وہابیہ کو چاہئے یہان بھی یہی حکم جاری کرین کہ ستار سے مدد چاہنا جو غیر خدا تعالیٰ کا شرک اور ناجائز ہے امام
بخاری بیچارہ کو بھی مشرک بنا دین اور شارع علیہ السلام کے فعل کو بھی شرک کہکر اپنا نفاق قلبی ظاہر کردین اور بخاری کی
باب فرض الخمس مین ہے ان علیاً قال کانت لی شارف من نصیبی من المغنم یوم بدر وکان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اعطانی شارفاً من الخمس فلما اردت ان ابنی بفاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم واعدت
رجلا صواغا من بنی قینقاع ان یرتحل معی فناتی باذخر اردت ان ابیعہ من الصواغین
واستعین بہ فی ولیمۃ الحدیث یعنی حضرت علی رض نے فرمایا کہ ایک اونٹ تو مجھکو بدر کے مال غنیمت مین سے حصہ مین
ملا تھا دوسرا اونٹ آنحضرت صلعم نے مجھکو دیا تھا خمس مین سے یعنی پانچوین حصہ غنیمت مین سے جب مینے حضرت فاطمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کے ساتھ خلوت کا ارادہ کیا تو ایک زرگر سے کہا کہ میرے ساتھ چلنا کہ ہم اذخر جو ایک قسم کی گھاس ہے کاٹ کر اونٹوں پر
لاد کر لاوینگے میرا ارادہ اوس گھاس کے بیچ کرنیکا تھا زرگرونکے ہاتھ تاکہ اوسکی قیمت سے مدد پکڑون ضیافت ولیمہ کے مین دیکھو
خود حضرت علی نے لفظ اَسْتَعِیْنَ بِہٖ فرمایا جس کے یہی معنی ہین کہ مدد اور معونت پکڑونمین ساتھ اوس اذخر کے جو گھاس ایک
قسم کی ہے یہان گھاس کے ساتھ بھی استمداد و استعانت درست ہوئی جو اوسکے لائق و مناسب ہے اب اس مؤلف و دیگر
وہابیہ کا اعتقاد مسلمان معلوم کرین کہ حضرت علی رض پر یہہ حکم شرک یا عدم جواز یا بدعت ضلالت لگاتے ہین یا نہین ایسے ہی
بخاری کی کتاب الدیات مین ہے بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ عَبْداً اَوْ صَبِیًّا یعنے باب اوس شخص کا جس نے معونت و مدد چاہی غلام
و بچے سے اس باب کے تحت مین یہہ حدیث ہے ان ام سلمۃ بعثت الی معلم الکتاب ابعث الی غلمانا ینفشون

صوفا جس سے واضح ہی کہ حضرت ام سلمہؓ بی بی آنحضرت صلعم نے غلاموں سے مدد چاہی اون دھنگ واز مین علامہ قسطلانی
شارح بخاری فرماتی مین ان الخدمة مستلزمة للاستعانة یعنی خدمت مستلزم مدد چاہنی کو ہی اب مولف
و دیگر وہابیہ کو چاہئے حضرت ام سلمہ اور امام بخاری دونو پر حکم اعتقاد شرک کا لگا دین اور علامہ قسطلانی کے قول سے بھی
خدمت کیواسطی مدد کا لازم ہونا واضح ہی جس سی بخوبی ثابت ہی کہ کوئی خدمت کسی سے لینا خالی مدد چاہنی سے نہین ہی
پس علامہ قسطلانی پر بھی حکم مشرک ہونیکا مولف و دیگر وہابیہ کو چاہئی کہ کر دینگے اسیطرح بخاری کی کتاب الجہاد مین ہی
بَابُ من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب یعنی باب اوس شخص کا جس نے استعانت واستمداد کی اور مدد
چاہی ضعیفون اور صالحین کے ساتھہ قسطلانی مین ہی ای ببرکتہم ودعائہم یعنی مدد چاہی ساتھہ برکت اور دعا ان ضعیفون
اور صالحین کے اس باب کے تحت مین یہہ حدیث ہی عن مصعب بن سعد قال رای سعد ان لہ فضلاً علی
من دونہ فقال النبی صلعم ھل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم یعنی جب گمان کیا سعدؓ نے کہ مجھکو دوسرے
اصحاب رسول اللہ صلعم پر بسبب غنا اور شجاعت اور حصول کمال تیراندازی کے فضیلت ہی اور اس فضیلت کے سبب سے مال
غنیمت مین حصہ بھی مجھکو بہ نسبت دوسرے اصحاب کے جنمین یہہ تمام امور نہین ہین زیادہ ملنا چاہئے تو آنحضرت صلعم نے سعدؓ کو
خبردار فرمایا کہ سنو اگرچہ فضیلت ان چیزون مین ہی لیکن اونکو فضیلت اس امر مین ہی کہ تم مدد نہین دئے جاتی اور رزق نہین دئے
جاتی ہو مگر بسبب مدد دعا اونکی کے کہ دعا اونکی مقبول و مستجاب ہوتی ہی بسبب زیادتی اخلاص اور اکثریت خشوع فی العبادت کے
اور بباعث خالی ہونے دلون اونکے کے تعلقات دنیا سے چنانچہ یہہ مطلب قسطلانی و خیر الجاری وغیرہ سے حاصل ہی اور دوسری
حدیث اسی باب کے تحت مین یہہ ہی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی زمان یغزو فیہ فئام من الناس فیقال
فیکم من صحب النبی فیقال نعم فیفتح علیہ ثم یاتی زمان فیقال فیکم من صحب اصحاب النبی فیقال نعم
فیفتح ثم یاتی زمان فیقال فیکم من صحب صاحب اصحاب النبی فیقال نعم فیفتح یعنی آنحضرت صلعم سے روایت ہے
کہ ایک زمانہ آویگا کہ اوسمین غزا کریگی جماعت لوگونکی پس سوال کیا جاویگا کہ تم مین کوئی صحابی نبی صلعم کے مین جواب دیا جاویگا
کہ ہین پس فتح کی جاویگی مسلمانونکی پھر ایک زمانہ آویگا تو اسیطرح جہاد کیوقت دریافت کیا جاویگا کہ تم مین کوئی صحابی کا
صحابی بھی ہی پس کہا جاویگا کہ ہین پس فتح ہو جاویگی مسلمانونکی پھر ایک زمانہ آویگا پھر اسیطرح سوال کیا جاویگا کہ کوئی تم مین
صحابی کے صحابی کا بھی صحابی ہی پس کہا جاویگا کہ ہان ہین پس فتح ہو جاویگی مسلمانونکی امام بخاریؒ کا اس حدیث کو اس
باب مین ذکر کرنا دلالت واضحہ کرتا ہی کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے ساتھہ مدد چاہنی کو آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی اور امام
بدرالدین عینی حنفی رح بھی اس حدیث کے تحت مین یہی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے ساتھہ مدد کیجانے کو فرماتی مین ؛

بڑھا

چنانچہ بخاری مطبوعہ کے حاشیہ پر ہے قال العینی ومطابقتہ للترجمۃ من حیث ان من صحب النبی صلعم الخ
وهم ثلاثة الصحابة والتابعون واتباع التابعين حصلت بهم النصرة لكونهم ضعفاء فيما يتعلق
بامر الدنیا اقویاء فیما یتعلق بالآخرۃ انتہی یعنی صحابہ و تابعین و اتباع تابعین کے سبب سے مدد و نصرت حاصل ہوگی اگر
کہ وہ اون چیزون میں جو امر دنیا سے متعلق ہے ضعیف ہیں اور اون چیزون میں جو امر آخرت سے متعلق ہے قوی ہیں پس اس باب کی اور اوسکی دونون
حدیثون سے مدد چاہنے کا جواز اور استعانت دعا کی ساتھہ ضعفاء و صالحین کے ثابت ہے مولف اور دیگر وہابیہ کے ایمان کو دیکھنا چاہیے
کہ شارع علیہ السلام سے جو امر ثابت ہے اوسکو اپنی نفس امارہ سے شرک بتاتے ہیں اور مشکوۃ شریف میں باب فضل الفقراء میں ہے عن النبی
صلعم انہ کان یستفتح بصعالیک المہاجرین رواہ فی شرح السنۃ اس حدیث سے خود آنحضرت صلعم کا مدد
و فتح چاہنا ساتھ برکت دعاء فقراء مہاجرین کے ثابت ہے خدا تعالی اس مولف اور دیگر وہابیہ کو ہدایت کرے کہ فعل شارع علیہ
السلام کو شرک و کفر و ناجائز نہ بتاویں اور ایسے مسائل جھوٹے بیان کرکے لوگون عوام الناس کو گمراہ نکرین اور خدا و رسول پر
افترا کرکے اپنا گھر دوزخ میں نہ بناوین الغرض استمداد و استعانت یعنی مدد چاہنا غیر اللہ سے بھی قول خدا تعالی و احادیث رسول اللہ
صلعم سے بخوبی ثابت ہے انکار استمداد کا قرآن شریف کی آیات و احادیث واضحات کا انکار ہے اور حصن حصین میں یہہ حدیث نبوی ہے
واذا انفلتت دابتہ فلیناد اعینوا یا عباد اللہ رحمکم اللہ مو مص وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ
اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی ط وقد جرب ذلک انتہی یعنی جانور کسی مسافر کا اگر
چھوٹ جاوے اور وہ مسافر اوسکے پکڑنے میں مدد کا ارادہ کرے تو اوسکو چاہیے کہ ندا کرے اور چاہیے کہ کہے اے بندو اللہ کے جانور کے
پکڑنے اور میری طرف پھیرنے میں مدد کرو اے بندو اللہ کے میری مدد کرو اے بندو اللہ کے میری مدد کرو ملا علی قاری رح اس کتاب
حصن حصین کی شرح میں جسکا نام حرز ثمین ہے فرماتے ہیں المراد بهم الملائكة او المسلمون من الجن او رجال الغيب
المسمون بالابدال یعنی جن بندون اللہ کے سے مدد چاہنے کا حکم اور اونکو ندا کرنیکا امر حدیث میں فرمایا ہے وہ بندے فرشتے ہیں
یا مسلمان جن ہیں یا رجال الغیب یعنی اولیاء اللہ ہیں جو نظر نہیں آتے ہیں وہ ابدال نام رکھے جاتے ہیں اور اوسی شرح میں یہہ بھی
فرماتے ہیں رواہ البزار عن ابن عباس رضی اللہ عنہما و روی ابن السنی عن ابن مسعود مرفوعا
اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسوا فان للہ تعالی عبادا فی الارض تحبسہ
قلت حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انفلتت لہ دابۃ اظنہا بغلۃ وکان ہذا الحدیث فقال
حبسہا اللہ علیہم فی الحال وکنت انا مرۃ مع جماعۃ فانفلتت بہیمۃ وعجزوا عنہا فقلتہ فوقفت
فی الحال بغیر سبب سوی ہذا الکلام ذکرہ النووی فی الاذکار انتہی اور اسی شرح حرز ثمین میں ہے

رواه الطبرانی عن زید بن علی عن عقبة بن غزوان عن النبی صلعم انه قال اذا اضلُّ احدکم شیئاً
واراد عونا وھو بارض لیس بھا انیسٌ فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ
عبادا لاتراھم انتھیٰ ان تمام عبارتسے یہی ثابت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ کسی شخص کی کوئی چیز ایسی جنگل مین گم
ہوجاوی یا جانور چھوٹ جاوی کہ وہان اس شخص کا کوئی دوست اور انس کرنیوالا اور مددگار نہووی تو اوس شخص کو چاہیے کہ
یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی کہی جس کی معنی یہہ ہوئی کہ ای بندو خداتعالی کی میری مدد کرو ای بندو
خداتعالی کی میری مدد کرو کیونکہ خداتعالی کی ایسی بندی ہین کہ تم اونکو نہین دیکھتی ہو پس وہ تمھاری مدد کرینگی اور تمکو جانور چھوٹا ہوا
پکڑ دینگی اور چیز گمی تمکو پہنچا دینگی اور اس حدیث پر عمل بہی بعض اہل علم نے کیا اور استمداد و استعانت کی اور مدد چاہی تو مقصود اونکا
حاصل ہوگیا اور اس عمل کو مجرب پایا دیکھو خود آنحضرت صلعم جو شرک و کفر و ناجائز کی جڑ کاٹنی کو دنیا مین تشریف لائی تھی وہی
فرماتی ہین کہ بندونسی اللہ تعالی کی مدد مانگو اور یہہ مؤلف و دیگر وہابیہ اس استمداد و مدد چاہنی کو شرک و کفر و ناجائز بتاتی ہین تو معلوم ہوا
کہ انھون نے کوئی شریعت جدیدہ اپنی نفس سے گھڑی ہے اوسپر خود چلتی ہین اور اوسی پر دیگر لوگونکو بھی چلانا چاہتی ہین یہ شریعت
محمدیہ صلعم کو ہرگز نہین مانتی ہین جھوٹا دعوی شریعت محمدیہ پر چلنی کا کرتے ہین ورنہ اسقدر آیات و احادیث سے جو حکم ثابت و جائز ہو
اوسکو یہہ شرک نہ بتاتے اگر یہہ مؤلف یا کوئی دوسرا وہابی مسلمانونکو یہہ دھوکہ دیوی کہ ان آیات و احادیث سے جو استمداد و استعانت
کا جائز ہونا ثابت ہے تو ایسی بندونسی اللہ کے ثابت ہی جو زندہ ہون ایسی بندونسی ثابت نہین جو دنیا سے انتقال کرگئی ہین اور ہم جو استعانت
و استمداد کا شرک و ناجائز ہونا کہتی ہین تو اہل قبور سے استمداد کا شرک و ناجائز ہونا کہتی ہین نہ زندونسی مسلمانونکو چاہیے کہ ایسی دھوکہ
بازونکو یہہ جواب دین کہ تم جو استمداد کو ایسی بندونسی جو انتقال دنیا سے کرگئی ہین شرک و کفر بتاتی ہو اور ناجائز کہتی ہو تو کوئی دلیل
خاص قرآن و حدیث سے یا اجماع امت سے بھی تمھاری پاس ہے یا فقط اپنی گمان فاسد و وہم کاسد سے کفر و شرک بتاتی ہو اور ناجائز
کہتی ہو جو دلیلین تمنے استمداد کی شرک ہونے اور عدم جواز کی قرار دی ہین مانند آیت ایاک نعبد اور دعاء قنوت اللّٰھم نستعینک کے
اور مانند اوس حدیث کی جسکا یہہ مضمون ہی کہ جب کوئی چیز مانگو تو اللہ سے ہی مانگ انکا تو حال معلوم ہوگیا کہ اونسے استمداد و استعانت
کا وہ فرد خاص مراد ہے جو سوائی خداتعالی کی اور دوسرے کی نسبت متصور ہی نہین ہی کہ وہ استمداد و استعانت بالذات و بالاستقلال ہے
اور متصرف حقیقی جانکر اور قادر بقدرت کن فیکون جانکر ہی اور غیر اللہ سے جو مدد مانگی جاتی ہی تو اسطرح نہین مانگی جاتی کہ کوئی
انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ کو معین بالذات و مستقل بالاعانة و متصرف حقیقی اور قادر بقدرت کن فیکون جانکر اونسے
مدد چاہتا ہو بلکہ جیسی اونکی لائق ہو ویسی مدد اونسی مانگی جاتی ہی اس قسم کی مدد کا شرک ہونا یا ناجائز ہونا اون دلیلونسے جو مؤلف نے
پیش کی ہین یا دوسرے وہابیہ پیش کرتے ہین جنکا ذکر ابھی ہمنے کردیا ہے ہرگز مفہوم نہین ہوتا ہی اور بلکہ اوسکا جواز اُن آیات

واحادیث سے جو ہمنے پیشتر کی ہین ثابت ہی اور جیسی اون دلیلونسے جو مولف وہابیہ کی ہین استمداد و استعانت مذکور اولیار
وانبیار علیہم السلام کا دنیا مین جب وہ موجود ہون شرک یا ناجائز ہونا معلوم نہین ہوتا ہی ایسیہی بعد انتقال کے دنیا سے اونسے استمداد
واستعانت کا شرک یا عدم جواز معلوم نہین ہوتا ہی بلکہ مدد جو اونکے لائق ہی اونسے مانگی جاوے پس مولف وہابیہ کا استمداد و استعانت کو
شرک یا ناجائز بتانا بعد انتقال کے بہی بلا دلیل ہوا اور غلط محض اور جو ادلہ شرعیہ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے ہمنے پیشتر کی ہین
مانند آیت تعاونوا علی البر والتقوی اور مثل حدیث فلیقل یا عباد اللہ اعینونی الحدیث وغیرہما کے مطلق ہین
قید دنیا اور بعد انتقال کے دنیا سے اونمین نہین ہی اور قاعدہ اصول حنفیہ کا ہی المطلق یجری علی اطلاقہ پس
بمقتضای اس قاعدہ کے آیت وحدیث دنیا مین بہی استمداد انبیار واولیار سے جائز ہوگی اور بعد انتقال کے بہی اس دنیا سے
اونسے استمداد واستعانت درست ہوگی پس مولف وہابیہ کا اس استمداد کو شرک یا ناجائز کہنا ہر طرحسے باطل ہوگیا دوسرا
جواب یہہ ہے کہ جیسے سورہ والنازعات مین ان الفاظ پانچ نازعات وناشطات وسابحات وسابقات
و مدبرات سے مفسرین نے مراد فرشتے وستارے وغیرہا ہونا بیان کیا ہی ایسیہی ان الفاظ سے جانین پاک انسانونکی بہی
جو اس جہان فانی سے انتقال کر گئی ہین مراد لی ہین باینطور کہ وقت انتقال کے دنیا سے وہ جانین اور روحین کہینچے والی
ہوتی ہین اپنے بدنونسے کہینا شدید اور کہینچنے کے بعد فرشتونسے ملکر وہ روحین خوشی ونشاط مین ہونیوالی ہوتی ہین اور اون
فرشتونمین ملکر تیرنیوالی ہوتی ہین پہر جاتی ہین اور سبقت کرنیوالی ہوتی ہین خطائر قدس کیطرف یعنی جنتونکیطرف
پہر ہوجاتی ہین بسبب شرف وقوت اپنی کے مدبرات یعنی تدبیر کرنیوالونمین سے چنانچہ یہہ تفاسیر مین موجود ہی تفسیر بیضاوی کی
عبارت یہہ ہی او صفات النفوس الفاضلۃ حالۃ المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا
من اغراق النازع فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی خطائر القدس فتصیر
بشرفہا وقوتہا من المدبرات انتہی اس عبارتسے وہی مضمون واضح ہی جو اس سے پہلے ہمنے بیان کر دیا ہے
اور امام رازی نے بہی اپنی تفسیر کبیر مین یہ مع شیئی زائد کے فرمایا ہی چنانچہ اونکی عبارت یہہ ہی الوجہ الثالث فی
تفسیر ہذہ الکلمات الخمسۃ انہا ہی الارواح وذلک لان نفس المیت تنزع یقال فلان فی النزع
وفلان ینزع اذا کان فی سیاق الموت والانفس نازعات عند السیاق ومعنی غرقا ای نزعا شدیدا
ابلغ ما یکون واشد من اغراق النازع فی القوس وکذلک تنشط لان النشط معناہ الخروج ثم ان
الارواح البشریۃ الخالیۃ عن العلائق الجسمانیۃ المشتاقۃ الی الاتصال بالعالم العلوی بعد خروجہا
عن ظلمۃ الاجساد تذہب الی عالم الملائکۃ ومنازل القدس علی اسرع الوجوہ فی روح وریحان

فعبر عن ذهابها على هذه الحالة بالسباحة ثم لاشك ان مراتب الارواح فى النفرة عن الدنيا
ومحبة الاتصال بالعالم العلوى مختلفة فكلما كانت اتم فى هذه الاحوال كان سيرها الى
هناك اسبق وكلما كانت اضعف كان سيرها الى هنا اثقل ولا شك ان الارواح السابقة
الى هذه الاحوال اشرف فلاجرم وقع القسم بها ثم ان هذه الارواح الشريفة العالية لايبعد
ان يكون فيها ما يكون بقوتها وشرفها يظهر منها آثار فى احوال هذا العالم فهى المدبرات
امرا اليس الانسان قد يرى استاذه فى المنام ويسأله عن مشكلة فيرشده اليها اليس ان
الابن قد يرى اباه فى المنام فيهديه الى كنز مدفون اليس ان جالينوس قال كنت مريضًا
فعجزت عن علاج نفسى فرأيتُ فى المنام واحدا ارشدنى الى كيفية العلاج اليس ان الغزالى
قال ان الارواح الشريفة اذا فارقت ابدانها ثم اتفق انسان مشابه للانسان الاول فى الروح
والبدن فانه لايبعد ان يحصل للنفس المفارقة تعلق بهذا البدن حتى تصير كالمعاونة
للنفس المتعلقة بذلك البدن على اعمال الخير فتسمى تلك المعاونة الهاما ونظيره فى جانب النفوس
الشريرة وسوسة وهذه المعانى وان لم تكن منقولة عن المفسرين الا ان اللفظ محتمل لها جدًا انتہى

اس عبارت امام رازی سے بھی یہہ مطلب حاصل ہے کہ آیت قرآنیہ وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا الخ کی یہہ معنی اور مراد ہوسکتی ہیں کہ روحین
نامنفلا مسلمانون کاملین اولیاء اللہ کی بعد موت کے بسبب قوت و بزرگی و شرافت کے ایسی ہوجاتی ہین کہ اونسے آثار اس عالم کے
دنیا مین ظاہر ہووین اور وہ تدبیر کاموکی کرین تو کچھ بعید نہین ہے اور اس مطلب و مقصود کی تائید کیواسطے اور اس
بات کی قوت دینے کیواسطے کہ بعد موت بھی ارواح صالحین کی اس عالم مین تدبیر کاموکی کرتی ہین امام رازی رح یہہ فرماتے
ہین کہ کبھی انسان اپنے استاد کو خواب مین دیکھتا ہے اور اوس سے کوئی مقام جو مشکل ہوتا ہی دریافت کرتا ہی وہ استاد اسکو
خواب مین بتادیتا ہے اور ایسے ہی بیٹا اپنے باپ کو خواب مین دیکھتا ہی یعنے بعد موت کے اور وہ باپ بیٹے کو خزانہ دفن کیا ہوا بتاتا ہے
اور جالینوس نے لکھا ہے کہ مین ایسا بیمار ہوا تھا کہ اپنے علاج سے عاجز ہوگیا یعنے ہرچند علاج کیا فائدہ نہوا ایک شخص کو خواب مین دیکھا
اوسنے کیفیت علاج بتائی اور امام غزالی رح جو حجۃ الاسلام مشہور ہین انہون نے فرمایا ہے کہ روحین شریفہ و بزرگ جب اپنے بدنونسے جدا
ہوجاتی ہین یعنے بعد موت پھر اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ کوئی انسان اون روحون شریفہ و بزرگ کی مشابہ بدن و روح مین
اس دنیا مین موجود و زندہ ہوتا ہے تو وہ روحین جو جدا ہوچکی ہین اپنے بدنونسے وہ اس انسان مذکور کے بدنسے متعلق ہوکر اوسکی
روح و نفس کی معاونت کرنیوالی نیک اعمال مین ہوتی ہین یہہ بعید نہین ہے یہہ معاونت و مدد کرنا روحون شریفہ کا

انسان مذکور کے نفس و روح کیتیئن الہام نام رکھا جاتا ہی بعنی اس معاونت کے نیکو اعمال نیک پر الہام کہتے ہین پس اس سے
واضح ہی کہ بعد انتقال کے بہی اس دنیا سے اولیا رکرام و انبیار علیہم السلام مدد کر سکتے ہین اور شرعًا و عقلًا اسمین کوئی خرابی نہین ہی
پس انبیار علیہم السلام اور اولیار کرام سے بعد انتقال کے مدد چاہنے کو کفر اور شرک قرار دینا مولف یا کسی دوسرے وہابی ضال مضل کا
سراسر غلط و افترا ر شریعت نبویہ پر ہے اگر مولف یا کوئی دوسرا وہابی عوام الناس و ناقص العلم و ناقص الفہم کو یہہ دہوکہ دیوے
کہ امام رازی نے یہہ مراد ہونا آیت کی جو مذکور ہوئی اگرچہ بیان کی ہے لکن آخر مین یہہ بہی کہدیا ہی کہ مفسرین سے منقول نہین ہے
جب مفسرین سے یہہ منقول نہین تو یہہ مراد آیت کی لینا صحیح نہین ہی تو جواب اسکا یہہ ہی کہ اسکا جواب خود امام رازی رح دیکے
چلے ہین کہ اگرچہ مفسرین سے یہہ منقول نہین ہی لکن لفظ قرآن کا اس مراد کو محتمل بخوبی ہی پس یہہ مراد لینا غیر صحیح ہرگز نہین ہی
اور اس سے چند سطور کے بعد بہی امام رازی یہہ فرماتے ہین واعلم ان الوجوہ المنقولۃ عن المفسرین غیر منقولۃ عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصًا حتی لا یمکن الزیادۃ علیہا بل ذکروہا لکون اللفظ محتملا لہا
فاذا کان احتمال اللفظ لما ذکرناہ لیس دون احتمالہ للوجوہ التی ذکروہا لم یکن ما ذکروہ اولی مما ذکرناہ
انتہی بقدر الحاجۃ یعنی جو کچہ مفسرین نے ذکر کیا ہے وہ منقول صراحۃً کچہ آنحضرت صلعم سے نہین ہی بلکہ مفسرین نے جو کچہہ ذکر کیا ہی
تو وہ بہی اس سبب سے ذکر کیا ہی کہ قرآن کا لفظ اوسکو محتمل ہی پس جب قرآن کا لفظ اس معنی و مراد کو بہی محتمل ہوا جو مراد و معنی
ہم نے ذکر کی ہین اور ہماری ذکر کی ہوئی معنی و مراد کو محتمل ہونا لفظ قرآن کا کم نہین ہی مفسرین کی معنی و مراد کو محتمل ہونے کی نسبت
تو اونکی یعنی مفسرین کی معنی و مراد ذکر کی ہوئی ہماری مراد و معنی ذکر کی ہوئی سے بہتر و اولی نہوئی یعنی ہماری معنی و مراد برابر ہین مراد
و معنی مفسرین کے پس جو حال مفسرین کی معنی و مراد کا ہی وہی حال ہماری معنی و مراد کا ہی پس اس سے واضح ہی کہ مفسرین کی اس مراد
و معنی کو ذکر نکرنے سے اس معنی و مراد کا غیر صحیح ہونا ثابت نہین ہوتا ہی پس اس تقدیر پر قرآن سے اولیار اللہ تعالی اور انبیار
علیہم السلام کا بعد موت کے بہی زندونکا مدد کرنا اور اس عالم مین مدبر و متصرف ہونا ثابت ہی اور علمار کبار اسکی جائز کہنے
والے ہین اور چونکہ شرع سے بعد موت بہی استمداد صالحین سے ثابت ہی اسیواسطے کتب عقاید مین علمار محققین نے اسکی ثبوت کی
اور جواز کی قواعد اسلام سے تصریح فرمائی ہی چنانچہ شرح مقاصد عقائد کی معتبر و پرانی کتاب ہی علامہ تفتازانی سے جو مشہور و معروف
محقق ہین اوس مین تصریح کرتے ہین اونکی عبارت یہہ ہے جلد ثانی صفحہ ۴۳ مطبوع مصر من الظاہر من قواعد الاسلام
انہ یکون للنفس بعد المفارقۃ ادراکات متجددۃ جزئیۃ واطلاع علی بعض جزئیات احوال الاحیاء
سیما الذین کان بینہم وبین المیت تعارف فی الدنیا ولہذا ینتفع بزیارۃ القبور والاستعانۃ
بنفوس الاخیار من الاموات فی استنزال الخیرات واستدفاع الملمات فان للنفس بعد المفارقۃ

تعلقا ما بالبدن وبالتربة التی دفنت فیها فاذا زار الحی تلك التربة وتوجهت تلقاء نفس
المیت حصل بین النفسین ملاقات وافاضات انتھی یعنی قواعد سلام سے یہہ بات ظاهر وباہر ہے کہ روح انسانی کو
بعد جدا ہو جانیکے اپنے بدن سے یعنے بعد موت کے ادراکات وعلوم جدیدہ حاصل ہوتے ہین اور بعض خاص خاص احوال زندونکے خاصکر
اون زندونکے جنکے درمیان اور اس میت کے درمیان مین دنیا مین تعارف تھا اطلاع ہو جاتی ہے جب بعد موت کے ایسا حال روح کا
ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہوا تو اسیواسطے نفع حاصل ہوتا ہے ساتھہ زیارت قبور کے اور ساتھہ مدد چاہنے کے ساتھہ روحون نیک
وصالحین کے جو دنیا سے انتقال کرگئے ہین بیچ نازل کرنا اور اوتار نے نیکیون وخیرات کے اور دفع کرنے بیماریون مانند جنون وغیرہ کے
اسلئے کہ روح کو بعد جدا ہو جانیکے بدن سے تعلق بدن اور قبر دونو سے رہتا ہے جب کوئی زندہ اونکی قبر کی زیارت کرتا ہے اور متوجہ ہوتی
ہے روح اوسکی طرف روح میت کے تو روح زندہ اور میت کے درمیان ملاقات وفیض پہنچانا ہوتا ہے دیکھو علامہ تفتازانی کے کلام سے بخوبی
واضح ہے کہ قاعدون اسلام ودین کے سے استعانت واستمداد میت سے خیرات چاہنے مین یعنے نیکیونکے طلب کرنے اور بیماریونکے
دفع کرنے مین ثابت ہے اور علامہ شامی فقیہ نے اپنی رد المحتار حاشیہ در مختار کے ایک حاشیہ مین لکھا ہے اوس سے بھی بعد موت کے
اولیاء اللہ سے استمداد ومدد چاہنے کا ثبوت ہے چنانچہ جلد ثالث مطبوع استنبول قبیل کتاب الآبق صفحہ ۱۰۵ حاشیہ پر یہ عبارت
موجود ہے قدس الزیادی ان الانسان اذا ضاع له شئ واراد ان یردہ اللہ سبحانہ علیه فلیقف
علی مکان عال مستقبل القبلة ویقرأ الفاتحة ویھدی ثوابھا للنبی صلی اللہ علیه وسلم
ثم یھدی ثواب ذلك لسیدی احمد بن علوان ویقول یا سیدی احمد یا ابن علوان ان لم
ترد علی ضالتی نزعتك من دیوان الاولیاء فان اللہ یرد علی من قال ذلك ضالته ببرکته اجھوری
مع زیادة کذا فی حاشیة شرح المنھج للداؤدی رحمه اللہ اه منه انتھی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ گمی
ہوئی چیز ملجانیکیو اسطے بلند مکان پر کھڑے ہو کے سورہ فاتحہ پڑھکر اوسکا ثواب اول آنحضرت صلعم کو پہنچاوے پھر شیخ احمد بن علوان
ولی اللہ کی روح کو پہنچاوے اور اسطرح سے ندا کرے اور مدد چاہے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان میری گمی ہوئی چیز کو مجھکو پہنچا دو گے
تو دفتر اولیاء سے تمکو خارج کر دونگا اس عمل کے کرنیسے خدا تعالی گمی ہوئی چیز اون ولی اللہ کی برکت سے اوس شخص کو پہنچا دے گا
اس عبارت علامہ شامی سے بھی ولی اللہ کو ندا دور سے کرنا اور مدد چاہنا ثابت ہوا اور لو صاحب قصیدہ بدء الامالی جو عقائد مین معتبر قصیدہ
ہے اور بڑے محققین نے اوسکی شروح لکھی ہین وہ خود مدد طلب کرتے ہین دعا مین چنانچہ فرماتے ہین ﷺ وکونوا عون ھذا العبد دھرا
بذکر الخیر فی حال الابتھال یعنی ہو جاؤ اے مسلمانون اہل سنت وجماعت معین ومددگار اس بندہ یعنی مؤلف قصیدہ کے کسی زمانہ
میں ساتھہ ذکر خیر ودعاء استغفار کے بیچ حالت تضرع وزاری کے اس شعر کی تحت مین ملا علی قاری رح فرماتے ہین والمعنی اعینوا

ھذا العبد المصنف وساعد واھذا الفقیر المصنف بذکر الخیر لہ والدعا والاستغفار فی
حقہ حال تضرعکم الی اللہ سبحانہ مایتسر من الدھر کلہ او بعضہ فان دعوۃ المؤمن
لاخیہ بظھر الغیب مستجابۃ اسکا حاصل ترجمہ وہی ہی جو شعر کے بعد ہمنے ذکر کردیا ہی دیکھو صاحب قصیدہ بوصیریؒ اہل سنت
وجماعت سے ہے چنانچہ اوسکے اس قصیدہ سے ہی اوسکا اہل سنت وجماعت ہونا واضح ہی اوسنے مدد غیر اللہ سے چاہی اور ملا علی قاریؒ
جو اہل سنت وجماعت مشہور ومعروف ہین اونھون نے اس مدد چاہنے کو جائز رکھا ہی پس آیات واحادیث اور اقوال فقہاء
وعلماء عقائد وکلام تمام سے استمداد انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے حالت حیات اور ممات مین ثابت ہی لکن مولف
رسالہ اور وہابیہ نے اپنا دین ومذہب نیا نرالا نکالا ہی کہ یہہ شرک بتاتے ہین اور مولف نے جو صفحہ ٢١ مین یہہ کہا ہی کہ ہمارے نبی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم خارج ہین اس حکم سے) یعنی اس حکم سے کہ استمداد واستعانت غیر اللہ سے شرک اور ناجائز ہے ہمارے محمد رسول
اللہ صلعم مستثنی اور خارج ہین یعنی آنحضرت صلعم سے مدد چاہنا بعد انتقال کے بھی جائز ہے شرک کفر وناجائز نہین ہی سوا
آنحضرت صلعم دوسرے کسی سے استمداد شرک وکفر وناجائز ہے اور مولف نے اس مدعی کی ثبوت کیواسطے یہہ دو آیت
پیش کین قولہ تعالی اِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُؤُسَھُمْ وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ
مُّسْتَکْبِرُوْنَ وقولہ تعالی وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ان دو آیت کے بعد مولف نے روایت ونقل ایک بدوی کی ذکر کی کہ بعد وفات آنحضرت
صلعم کے آیا اور آپکی قبر پر گر پڑا روتا تھا اور کہتا تھا یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ خدا تعالی نے آپکے حق مین یہہ آیت فرمائی ہی
وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا الآیۃ یعنی اگر لوگ جب اپنی جانون پر ظلم کرکے یعنی گناہ کرکے آپکے پاس آوین اور خدا تعالی سے بخشش
گناہونکی چاہین اور رسول اللہ بھی اونکیواسطے بخشش خدا تعالی سے چاہین تو خدا تعالی کو توبہ قبول کرنیوالا رحیم پاوینگے
مین اپنی جان پر ظلم کرکے آپکے پاس اسواسطے آیا تھا کہ آپ میرے واسطے بخشش خدا تعالی سے چاہین پس رسول اللہ صلعم کی
قبر شریف سے آواز آئی کہ خدا تعالی نے تیرے گناہ بخشدیئے وہ بدوی یہہ شعر کہتا ہوا چلا شعر یا خیر من دفنت اعظمہ
فطاب من طیبھن القاع والاکم ٭ نفسی فداء لقبر انت ساکنہ ٭ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم ٭ اے
نیکذات کہ مدفون ہوئی ہین خاک پاک مین استخوان اونکی پس خوشبودار ہوگئی اونکی خوشبو سے زمین ہموار اور ٹیلے میری جان
قربان ہو ایسی قبر کیواسطے جسمین آپ آرام فرما ہین کہ اوسمین پاکیزگی اور بخشش اور کرم ہی اور کہا مولف نے کہ اللہ کیلیئے
ہی خوبی اوس کلام کی جسنے ملائے اوسمین کئی شعر

عند الصراط اذا ما زلت القدم نزدیک پلصراط کے جب پھسلینگے قدم	انت الحبیب الذی ترجی شفاعتکا آپ محبوب ہین ایسے کہ امید کیگئی ہی شفاعت آپکی

لولاک ما خلقت شمس ولا قمرٌ
ولا سماء ولا لوح ولا قلمٗ

اگر نہوتے آپ تو نہ پیدا کیے جاتے سورج و چاند
اور نہ آسمان اور نہ لوح و قلم

انت البشیر النذیر المستغاث بہ
وشافع الخلق اذ یغشہم الندمُ

آپ خبر خوش سنانے والے اور ڈرانے والے اور طلب فریاد کیگئی آپ میں
اور شفاعت مخلوق کی کرنیوالے جب ڈھانپیگی اونکو ندامت

تعطی الوسیلۃ یوم العرض مغتبطا
عند المہیمن لما تحشر الامَمُ

دیئے جاوینگے آپ وسیلہ دن قیامت کے غبطہ کرکر
نزدیک اللہ کے جب جمع کی جاوینگی امتین

الحوض قد خصک الکریم بہ
یوم القیمۃ یوم الخلق تزدحمُ

حوض کوثر البتہ خاص کر لیا اللہ بزرگ نے آپکو ساتھ اوس حوض کے
دن قیامت کے کہ اوس دن مین مخلوق جمع کی جاویگی

تشفع لمن شئت یا خیر الانام وکم
قوم لعظم شقا والبعد قد حرمٗ

اللہ فرماویگا آپکو شفاعت کر جسکی چاہو تم اے بہتر مخلوق کے اور بہت
قومین بسبب بڑی بدبختی و دوری کے محروم کیجاوینگے

فکن شفیعی اذا ماثرت من جدث
لانی ضیف والضیف محترمٗ

پس ہوجائیو آپ شفیع میرے جب مین نشان سے ہوون قبر سے
اسلئے کہ آپکا مہمان ہون اور مہمان احترام کیا جاتا ہے

صلی علیک الہ العرش ما طلعت
شمس وحن الیہ الجزع والسلمٗ

درود نازل فرماوے اللہ آپ پے جبتک طلوع کرے شمس
اور زاری کرے آنحضرت کیطرف تنہ نخل و درخت سلم کا

وصاحباک فلا تنسہما ابداً
منی السلام علیہم ما جری القلمٗ

اور آپکے دو صحابی جو ہمراہ مدفون ہین پس اونکو نہ بھولیگا تم کبھی
میری طرف سے سلام اون دونو پر جبتک قلم کا چلنا جاری رہے

یہہ دونون بیت جنکا اوپر ذکر ہوا اور روایت بدوی و شعر بدوی اور یہہ اشعار الحاقیہ ذکر کرکے صفحہ ۴۴ مین مولف نے یہہ کہا ہی (پس ان دونون آیتون سے خصوصیت رسول اللہ صلعم کی خاصکر ثابت ہوئی غیر کیلئے نہین اگر واسطے زید عمرو بکر خالد بندہ کے جائز کہے کوئی تو ہوجاویگی عموم اور عموم نفی کرد یتا ہے خصوص کی پس استمداد کے عموم ٹھہرانے مین نقص ٹھہرانا ہے نبی صلعم کی بلند شان مین اسیواسطے بہت محققون نے اوس استمداد کا انکار کیا ہے **اقول** وباللہ التوفیق مسلمانون کو چاہیئے کہ ذرا اس مولف بیباک کی تقریر پر تزویر مین غور کرین اوپر اسکے اقوال مین چند مرتبہ استمداد و مدد چاہنے کا شرک ہونا گذر چکا ہی اور صفحہ ۱۰۱ مین اس مؤلف کی یہہ عبارت موجود ہے (بعض لوگ گور پرست یہہ گمان کرتے ہونگے کہ استمداد ارواح بزرگان کیون نا روا ہے اسکا سبب یہہ ہی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ اوس استمداد کو شرک ٹھہراتا ہی دیکھو اس

عبارت مؤلف سی واضح ہی کہ کلمۂ لاالٰہ الا اللہ سے استمداد کا شرک ہونا ثابت ہی اور یہہ واضح ہی کہ کلمۂ مذکورہ مین نفی غیر اللہ کی
معبود اعتقاد کرنیکی ہے پس جب مؤلف کی زعم مین کلمۂ مذکورہ سی رد استمداد ثابت ہی تو اسی تقدیر پر ثابت ہی کہ یہہ مؤلف کی
زعم مین ہی کہ جن بزرگان دین سی مدد مانگی جاتی ہی تو اون بزرگانِ دین کو یہی اعتقاد کیا جاتا ہی کہ یہہ معبود ہین نعوذ باللہ
من ذلک بلکہ مؤلف فی الدعاء مخ العبادۃ کو دلیل بناکر استمداد کا عبادت ہونا ہی صفحہ مذکورہ مین ثابت کیا ہے
پس جب مؤلف کا زعم فاسد و وہم کاسد یہی ٹھہرا کہ استمداد عبادت ہی اور جو لوگ استمداد بزرگونسی کرتے ہین تو وہ یہی اعتقاد
کرتے ہین کہ وہ بزرگ معبود ہین تو واضح ہے کہ جب استمداد کیواسطے یہہ لازم ہوا کہ جس سی استمداد کی جاوی تو اوسکو معبود ہی
اعتقاد کیا جاوی اور باوجود اسکی آنحضرت صلعم سی استمداد اس مؤلف نے جائز قرار دی تو اس سی ثابت ہوا کہ مؤلف کے
زعم مین نعوذ باللہ من ذلک آنحضرت صلعم کو معبود بنانا اور معبود اعتقاد کرنا درست ہوا اب مؤلف نے یہہ اعتقاد اگر رکھا
تو مؤلف ہی کا ایمان گیا اور مؤلف ہی کا مشرک ہونا ثابت ہوا نہ کسی دوسرے کا اور اگر مؤلف کہی کہ میرا یہہ اعتقاد ہی
نہین ہی کہ آنحضرت صلعم معبود ہین سا تہہ اعتقاد معبود ہونے آنحضرت صلعم کی استمداد کو آنحضرت سی مین جائز کہتا ہون
تو یہی جواب اسطرف بھی ہی کہ جیسی تم نے ای مؤلف استمداد کو جائز کہا ہے اور معبود بنانیکا اعتقاد نہ رکھا ایسی ہی تمام مسلمان
جو دوسری بزرگان دین سی استمداد کو جائز جانتی ہین تو اونکو بھی معبود نہین جانتی ہین جب معبود بزرگان کو بھی مسلمانون نے
نہ جانا اور واجب الوجود بھی نہ مانا تو نہ شرک فی العبادۃ اونہون نے کیا نہ شرک فی الالوہیت اور شرک کی یہی دو قسم ہین
کتب عقائد اہل سنت مین جب یہہ دونون منتفی ہوگئین تو پھر استمداد کو تمہارا شرک بنانا خدا تعالی و رسول اللہ صلعم پر
افترا کرنا ہی پس تم مفتری خدا و رسول پر ہوئی اور شرک کی فقط دو قسم ایک واجب الوجود غیر اللہ کو جاننا دوسری لائق
استحقاق عبادت سوی خدا کی کسی کو ماننا جو ہمنی بحوالہ کتب عقائد اہل سنت کہا ہی اسکی ثبوت کیواسطے عبارت شرح عقائد نسفی
کی ہم نقل کرتی ہین وہ یہہ ہی لا یقال فالقائل بکون العبد خالقا لافعالہ یکون من المشرکین دون
الموحدین لانا نقول الاشراک ہو اثبات الشریک فی الالوہیۃ بمعنی وجوب الوجود کما
للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام والمعتزلۃ لا یثبتون ذلک بل لا
یجعلون خالقیۃ العبد کخالقیۃ اللہ تعالی لافتقارہ الی الاسباب التی ہی بخلق اللہ
تعالی انتہی دیکھو محققین اہل سنت و جماعت تو معتزلہ کو بھی جو بندہ کو اپنی افعال کا خالق اعتقاد کرتی ہین
اور خدا تعالی کو افعال اختیاریہ عباد کا خالق نہین جانتی ہین مشرک نہین کہتی اسی واسطے کہ اشراک کی دو ہی قسم ہین
ایک اثبات شریک فی الالوہیۃ بمعنی وجوب الوجود اور دوسری اشراک فی الالوہیۃ بمعنی استحقاق عبادت ان دونون مین

معتزلہ مین کوئی موجود نہین ہی بسبب خالقیۃ مذکور بندہ کی اور مولف بیباک اپنا نیا دین تراشتا ہی مانند دوسری وہابیہ کی کہ باوجودیکہ
استمداد بزرگان مین بہی ان دونو قسم اشراک سی کوئی بھی موجود نہین ہے وہ یعنی مولف و وہابیہ استمداد کرنیوالونکو مشرک بناتی ہین
خدا اور رسول پر افترا کرنیسی نہین ڈرتی دوسری یہہ کہ استمداد کو علی الاطلاق شرک کہتا ہی چنانچہ اول و آخر اقوال سی واضح ہی کہ استمداد کو
اسنی بغیر کسی قسم کی قید لگانیکی شرک کہا ہی اور کسی جگہہ یہہ تصریح اس مولف نی نکی کہ بزرگان دین کو کوئی معبود و متصرف
حقیقی نہ جانی اور فقط مقربان درگاہ الہی جانکر اور اونکو مستجاب الدعوات اعتقاد کرکے دعا مین استمداد چاہی تو درست ہے
جب ایسی تصریح مولف نی نکی تو واضح ہی کہ اس مولف کی نزدیک بغیر متصرف حقیقی جانیکی بھی فقط دعا مین بھی استمداد بزرگان
دین سی اسکی نزدیک شرک ہی باوجودیکہ یہہ عقیدہ و قول مولف کا قرآن و احادیث نبویہ اور فقہا و علما و عقائد اسلام کی بالکل
مخالف ہی چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہی اور ادلہ گذر چکی ہین جس سی مولف کا بد دین و خارج از جماعت اہل اسلام ہونا واضح ہا ہے
پھر اسمین لیئی اس قول مولف مین کہ آنحضرت صلعم سی استمداد شرک نہین اور اولیا سی شرک ہی یہہ خرابی ہی کہ جو چیز فی نفسہ
کفر و شرک ہی تو وہ قبیح لذاتہ ہی اوسمین یہہ متصور نہین کہ کسی حالت مین اور کسی دین مین اور کسی کی نسبت اوسکا شرک ہونا
مرتفع ہو جاوی اور اوسکو جائز اعتقاد کرنا صحیح ہو جاوے حالت اکراہ مین بھی یہہ درست نہین کہ مکرہ دلمین بھی اوسکی شرک کی ہونیکا
اعتقاد نکرے بلکہ بدلیل آیۃ قرآنیہ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ مکرہ کو بھی حالت اکراہ مین شرک کی جواز کا اعتقاد کرنا درست
نہین ہی اور اسیواسطے کہ شرک قبیح لذاتہ ہی کسی شریعت مین اشراک فی الالوہیۃ بمعنی وجوب الوجود اور اشراک فی الالوہیۃ بمعنی
استحقاق عبادت درست نہین ہوا ہی تمام انبیا علیہم السلام ان دو قسم کی اشراک کی مٹانیکو مبعوث ہوئی ہین جب مولف کی
اعتقاد فاسد مین بھی علی الاطلاق استمداد شرک ہوئی اور کسی طرحسی استمداد بزرگان دین سی جائز نہین ہی اگرچہ بغیر واجب الوجود
و بغیر مستحق العبادۃ اور بلا متصرف حقیقی و بغیر قادر بقدرت کن فیکون جانیکی ہو اور باوجود اسکی کہ استمداد بزرگان دین کو مولف نی
علی الاطلاق شرک کہا ہی پھر استمداد کو آنحضرت صلعم کی ساتھہ کرنا اس مولف نی جائز کہا تو اسکی نزدیک اور اسکی اعتقاد مین ایک ہی چیز
ایک کی نسبت تو شرک ہوئی دوسری کی نسبت شرک نہوئی یہہ عقیدہ تمام انبیا علیہم السلام کی شریعت کی خلاف ہی کسی
شریعت مین یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ ایک چیز ایک کی نسبت تو شرک نہو اور دوسری کی نسبت شرک ہووی اگر مولف سچا ہی
تو اسکا ثبوت دیوی ورنہ مولف کا ایسا مشرک ہونا لازم ہے کہ تمام شریعتونکی نسبت اسکا مشرک ہونا ثابت ہی یہہ تمام خرابی
اس سی مولف پر لازم آتی ہی کہ بزرگان دین سی کسی قسم کی استمداد کو بہی جائز نہین جانتا ہی علی الاطلاق شرک بتاتا ہے
اور اہل اسلام تو جیسی استمداد انبیا علیہم السلام سی جائز جانتی ہین ویسی ہی اوسی قسم کی استمداد اولیاء اللہ سی بہی جو انبیا علیہم
السلام کی تابع ہین جائز اعتقاد کرتی ہین اور اس اعتقاد کو معتقد اسی سبب سی ہوئی ہین کہ قرآن و احادیث و اقوال علما سی

اسکا ثبوت ہی چنانچہ اوپر مذکور ہوئی مین پس اہل اسلام اہل سنت وجماعت پر کچھ خرابی نہین ہی مولف پر قباحت شرعی لازم
ہر طرحسی ہی اور مولف نی جو کہا ہے کہ (ان دونو آیتو نسی خصوصیت آنحضرت صلعم ثابت ہی) یہہ مولف کا آیتون پر افترا ہے
آیتو نمین کوئی کلمہ اور کوئی قرینہ خصوصیت پر دلالت کرنیوالا ہرگز موجود نہین ہی اگر مولف اپنی جہالت وسفاہت یا عناد فی الدین
کی سبب سی یہہ دہوکہ عوام الناس کو دی کہ کلمہ واستغفر لہم الرسول جو آیتہ مین موجود ہے اوس سی خصوصیت ثابت ہی تو مولف کی
جواب مین مسلمانونکو یہہ کہنا چاہی کہ رسول صلعم کا نام لینی سے خصوصیت جاننا اور یہہ اعتقاد کرنا کہ جو حکم ثابت اس آیت مین ہے
وہ خاص ہی آنحضرت صلعم کی ساتھہ اور کسی کو اسکا جواز نہین ہی بلکہ شرک ہی اول اسمین یہہ خرابی ہی کہ اس آیت مین ذکر اسکا ہی
کی آنحضرت صلعم گناہگارونکیواسطی مغفرت خدائتعالی سے چاہین اگر اس آیت مین رسول اللہ صلعم کی نام لینی سی مولف کے
زعم مین خصوصیت ہوگئی تو چاہی کہ کسی مسلمان کو دوسری مسلمان گنہگار کی مغفرت خدائتعالی سی چاہنا درست نہو وی
بطلان اسکا واضح ہی کہ سلف سی خلف تک کوئی مسلمان اسکا قائل آجتک نہوا کہ فقط رسول اللہ صلعم کو ہی دوسرے
مسلمان گنہگار کی مغفرت خدائتعالی سے طلب کرنا جائز اور دوسری کسی کو جائز نہین بلکہ تمام کا اتفاق ہی کہ کوئی مسلمان
دوسری مسلمان گنہگار کی مغفرت خدائتعالی سی چاہے تو جائز ہی خود قرآن شریف اس جواز کی ساتھہ ناطق ہی قولہ تعالی ؛
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ اور بہت سی آیات واحادیث بی شمار سی اسکا جواز ثابت ہی شاید
مولف یہہ آیت مذکورہ بہی نہ پڑھتا ہوگا اور دعا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِاُسْتَاذِيْ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ زبان
پر نلیتا ہوگا اور نماز جنازہ دعا اللہم اغفر لحینا ومیتنا الخ بہی شاید نہ پڑھتا ہوگا کیونکہ مولف کی اعتقاد کی موافق گنہگار
کیواسطی مغفرت طلب کرنا آیتون مذکور مین بسبب نام لینی آنحضرت صلعم کی آنحضرت صلعم کی ساتھہ خاص ہوگیا ہی دوسری کیواسطی
جائز نہین کہ دعا مغفرت کرے کسی مسلمان گنہگار کیواسطی بلکہ کوئی مسلمان کسی مسلمان دوسری کیواسطی جائز کہی تو نقص آنحضرت کا
مولف کی قول وزعم کی موافق لازم آویگا اور اسی قاعدہ مولف پر کہ نام لینی سے خصوصیت ہوجاتی ہی تو دوسری خرابی یہہ لازم
آتی ہی کہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مین آنحضرت صلعم کا نام لیکر رسول اللہ انکو کہا ہی پس بسبب زعم مولف خصوصیت
ہوگئی تو دوسری رسولونکو مثل موسی وعیسی وغیرہما علیہم السلام جو صدہا رسول اللہ تعالی کی ہین کسیکو مولف کی زعم کی موافق
رسول اللہ کہنا اور اونکی رسالت کا اعتقاد کرنا درست نہونا چاہی ورنہ نقص آنحضرت صلعم کا مولف کی زعم مین لازم آویگا
اور دوسری رسولونکو رسول اعتقاد نکرنا اور رسول نکہنا صریح کفر ہی اور تیسری خرابی اسمین یہہ ہی کہ جب فقط آنحضرت
صلعم کا ذکر آیت مین ہونا موجب خصوصیت ہی اور ایسی ہی جس چیز کا ذکر ہو تو حکم اوسی چیز کی ساتھہ خاص ہوجاتا ہی اوسکی
غیر مین وہ حکم ثابت ماننا ناجائز ہے تو قولہ تعالی لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا مین نام ام القری یعنی مکہ کا ہے

اور جو اوسکے لوگ گرد ہون پس چاہیے کہ موافق مولف کے آنحضرت صلعم کا نذیر و نبی ہونا ساتھ مکہ شریف اور اوسکے گرد والونکے ہی واسطے
ثابت ہووے اور مکہ شریف و اوسکے گرد سے جو دور ہین اونکے واسطے ثابت نہووے ایسا عقیدہ تو ایک فرقہ اہل کتاب کا ہے پس مولف کو
بھی چاہیے کہ اس عقیدہ کی تصحیح کرکے اونھین مین ملجاوے اسیطرح بہت سے احکام شریعت کا درہم برہم ہو جانا مولف کے زعم کے
موافق لازم آتا ہے اور مولف مصداق اس شعر کا ہے خیالات نادان خلوت گزین ٭ بہم بر کند عاقبت کفر و دین ٭
ہوا جاتا ہے ایسے ہی مولف کا یہہ کہنا ہے کہ (استمداد کو عموم ٹھہرانے مین نقص ٹھہرانا ہے نبی صلعم کی بلند شان مین) یہہ بھی جہالت
و شقاوت سے خالی نہین ہے اور بنار فاسد علی الفاسد ہے کیونکہ اسکو مبنی مولف نے اسی پر کیا ہے کہ استمداد خصوصیت آنحضرت
صلعم کی ہے دوسرے کے واسطے جائز نہین ہے جب خصوصیت کا ابطال ظاہر ہو گیا تو عموم مین نقص شان آنحضرت صلعم کا جو
اُسپر یعنی خصوصیت پر مولف نے مبنی کیا تھا اوسکا ابطال بھی واضح ہو گیا اور بنار فاسد علی الفاسد ہونا ثابت ہو گیا پس
نہ ان دونو آیتون مین استمداد کی خصوصیت ہے اور نہ عموم مین نقص شان ہے اگر دوسرے سے استمداد مین نقص شان آنحضرت صلعم
کی ہوتی یا اشراک لازم آتا تو اسقدر علمار دین کی عبارات اوپر گذر چکی ہین اون تمام بزرگان دین کو کیا یہہ مولف نرا لادین والا
مشرک اور نقص شان آنحضرت صلعم کی کرنیوالی گمان کرتا ہے امام بخاری نے بھی استعانت غلام و صبی و استعانت بالضعفار
و صالحین کی باب منعقد کیے ہین چنانچہ اوپر مذکور ہوے ہین اور امام رازی و امام غزالی و علامہ تفتازانی و علامہ شامی نے
اور دیگر محققین مجوزین استمداد بغیر اللہ و بغیر رسول اللہ صلعم کو بھی یہہ مولف کافر و مشرک صراحۃً کہدے تا کہ اسکا خبث باطنی
تمام واضح ہو جاوے بلکہ خود خدا تعالی و رسول اللہ صلعم پر بھی کوئی ایسا بے ادبی کا حکم لگادے کیونکہ والنازعات و حدیث
یا عِبَادَ اللہِ اَعِینُونِی سے بھی استمداد و بزرگان دین کا ثبوت ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے دوسری یہہ کہ بعضی امور ایسے ہین کہ رسول اللہ
صلعم کو اللہ تعالی نے واسطے عظمت شان کے اسکے عطا دئے ہین اور اولیاء اللہ چونکہ متبعین آنحضرت صلعم کے ہین سبب متابعت کے
اون اولیاء اللہ کو بھی خدا تعالی نے وہ امور عظمت شان والے دئے ہین چنانچہ قسطلانی شرح بخاری کی جلد ساتوین باب
قولہ تعالی عِندَہُ مَفَاتِحُ الغَیبِ لَا یَعلَمُہَا اِلَّا ہُوَ مین علامہ قسطلانی یہہ فرماتے ہین مستفاد من قولہ تعالی
عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسولٍ الآیۃ و مقتضاہ اطلاع الرسول
علی بعض المغیب وَالوَلِیُّ تابع للرسول یاخذ عنہ انتہی اس سے واضح ہے کہ بعض غیب کی اطلاع اللہ رسول
اللہ صلعم کو دیتا ہے و ولی چونکہ تابع آنحضرت رسول اللہ صلعم کا ہے تو وہ ولی باذن خدا تعالی آنحضرت صلعم سے وہ غیب لیتا ہے
اور حاصل کرتا ہے ایسے ہی حدیث مین وارد ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ صدقہ کے اناج پر حفاظت کیواسطے متعین تھے ابلیس
ملعون چور بنکر آکر چورانے لگا تو حضرت ابوہریرہؓ نے پکڑ لیا تھا جب اوسنے عاجزی کی اور اپنی مسکینی ظاہر کی تو چھوڑا

تکملہ مجمع صفحہ ۱۵۱ مین ہی تمکن ابو ہریرۃ ببرکۃ متابعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی یعنی حضرت ابوہریرہؓ کو
جو قدرت ابلیس کے پکڑنیکی حاصل ہوئی تو بسبب متابعت آنحضرت صلعم کے حاصل ہوئی اس سے بھی واضح ہی کہ بعض چیز اصالۃً تو
حاصل آنحضرت صلعم کو ہی ہی لیکن بسبب متابعت کے دوسرے اولیاء اللہ کو جو تابع آنحضرت صلعم کے ہوتے ہین اونکو بھی حاصل ہوتی ہی
ایسے حصول تبعی و طفیلی سے خصوصیت آنحضرت صلعم کی جو باعتبار اصالت کے ہے مرتفع نہین ہوتی ہی دیکھو کوئی بادشاہ اپنے ارکان دولت
اور امرار سلطنت مین سے اگر کسی کی دعوت خاص کرے اور جس امیر وزیر کی اوسنے دعوت کی ہی اوسی کو اپنا طعام خاص کھلاوے اور دوسرے
امیر وزیر کو اوس دعوت مین بالکل دخل نہدے اور جس امیر کی پادشاہ نے دعوت خاص کی ہی اوس امیر کے خدمتگارون اور نعلین
بردارونکو جو اوس امیر کے تابع ہین اور اوسکی خدمت کیواسطے دربار شاہی وغیرہ مین اوس امیر کے ہمراہ رہتے مین امیر مذکور کی متابعت
و خدمتگاری کے باعث اوس خاص کھانیمین سے اون خدمتگارونکو بھی کھلاوے تو یہہ کوئی اہل عقل و اہل انصاف ہرگز خیال نکریگا
کہ یہہ دعوت بادشاہ خاص کی نرہی عام ہوگئی بلکہ دعوت خاص ہی قرار دینگے اور ان خدمتگارون و نعلین بردارون امیر کو جو
اوس کھانیمین سے کھلادیا ہی تو یہہ اوس امیر کی ہی دعوت قرار دیجاویگی نہ اُنکی بلکہ یہہ طفیلی عرف مین کہلاتے ہین انکا عدم وجود بسبب
خصوصیت کے برابر قرار دیا جاتا ہی انکا اوس کھانیمین شریک بطور تبعیت کے ہوجانا خصوصیت دعوت کو دور کرنیوالا نہین ہی اور نہ
اونکا ہونا خصوصیت کا ثابت کرنیوالا ہی ہون یا نہون ہر حالت مین وہ دعوت خاص ہی ہے پس اسیطرح بالفرض استمداد ستنازع
فیہ اگر خاصہ آنحضرت صلعم کا بھی ہووے تب بھی اولیاء اللہ کی نسبت اس استمداد کے جائز ہونیسے خصوصیت مرتفع نہین ہوتی ہے
کیونکہ اولیاء کی نسبت یہہ استمداد بطور تبعیت آنحضرت صلعم کے جائز ہوگی نہ بطور اصالت کے اسیطرح جب آنحضرت صلعم معراج کو تشریف
لیگئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے آگے آگے جاتے ہوئے جنت مین دیکھا اس سے کوئی عاقل یہہ گمان نہین کرسکتا ہی کہ حضرت بلالؓ کے
ہمراہ ہونیسے معراج خاص نرہی ساتھہ حضرت صلعم کے پس خصوصیت نرہنے کا وہم کرنا مولف کا استمداد اولیاء کی جواز ہونیسے اور نقص شان
لہذا آنحضرت صلعم اس سے خیال کرنا مولف کی سراسر سفاہت یا عناد ہی اور یہہ جو کہا ہی مولف نے کہ بہت محققون نے اوس استمداد کا
انکار کیا ہی) اسکی وجہ مولف نے یہی قرار دی ہی اپنے زعم فاسد مین کہ استمداد خاص ہی ساتھہ آنحضرت صلعم کے اور اولیاء اللہ کے
ساتھہ استمداد جائز کہنے سے آنحضرت صلعم کی شان مین نقص آتا ہی پس جب اس دلیل مولف کا قلع و قمع منصفین نے بخوبی جانلیا کہ
اول تو مخصوص ہونا ساتھہ آنحضرت صلعم کے مسلم ہی نہین ہی اور اسکی سند ین اوپر مذکور ہوئین اگر بالفرض خصوصیت استمداد کی
ساتھہ آنحضرت صلعم کے مان لی جاوے تو اولیاء اللہ کی استمداد جائز ہونیسے خصوصیت مذکورہ مرتفع ہونا مسلم نہین چنانچہ اوسکی
سند بھی ابھی معلوم ہوئی تو انکار محققین بھی مولف کے زعم مین جسکو اس دلیل مردود پر مولف نے مبنی کیا تھا اوسکا بطلان بھی ظاہر
ہوگیا پس استمداد ساتھہ اولیاء اللہ کے بادلہ کثیرہ مذکورہ بالا سے ثابت ہی اور منکرین کا انکار کسی دلیل معتمد پر مبنی نہین ہے اسیواسطے

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی اس انکار استمداد کے رد مین تطویل کی اور بلا دلیل قرار دیا ہی اور جواز استمداد ثابت کیا ہی اول تو
بہت احادیث کے حوالے سے میت کا علم و سماع ثابت کیا ہی اور آخر مین یہہ کہا کہ کتاب و سنت بھری ہوئی ہین ایسی اخبار و آثار سے
کہ جو اس پر دلالت کرتی ہین کہ موتی کو دنیا اور اہل دنیا کا علم ہی منکر اوسکا کوئی نہوگا مگر وہ شخص جو جاہل ہوگا اخبار سے اور منکر ہوگا دین کا
اسکے بعد استمداد مین کلام کیا ہی تطویل و بسط کے ساتھہ اوس سے جو عبارت متعلق ہی وہ ہم نقل کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق محدث کی
عبارت ترجمہ فارسی مشکوۃ کتاب الجہاد کی یہہ ہی ۔ و بالجملہ کتاب و سنت مملو و مشحون شدہ باخبار و آثار کہ دلالت میکنند بر وجود علم
مر موتی را بدنیا و اہل آن پس منکر نشود آنرا مگر جاہل باخبار و منکر دین و گفتہ من بتوفیق خدا و اما استمداد باہل قبور منکر شدہ اند آنرا بعض فقہا
اگر انکار از جہت آن است کہ سماع و علم نیست ایشانرا بزائران و احوال ایشان پس بطلان او ثابت شد و اگر بسبب آنست
کہ قدرت و تصرف نیست مر ایشانرا دران موطن تا مدد کنند بلکہ محبوس و ممنوع اند و مشغول اند بآنچہ عارض شدہ است
مر ایشانرا از محنت و شدت و آنچہ باز داشتہ است از دیگران کہ این کلیہ نمی ماند خصوصا در شان متقین کہ دوستان خدا اند شاید کہ
حاصل شود ارواح ایشانرا از قرب در برزخ و منزلت و قدرت بر شفاعت و دعا و طلب حاجات مر زائران را کہ متوسل اند
بایشان چنانکہ در روز قیامت خواہد بود چیست دلیل بر نفی آن و تفسیر کردہ است بیضاوی آیۃ کریمہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا
الآیۃ بصفات نفوس فاضلہ در حال مفارقت از بدن کہ کشیدہ میشوند از ابدان و نشاط میکنند بسوی عالم ملکوت و سباحت
میکنند دران پس سبقت میکنند بحظائر قدس پس میگردند بشرف و قوت از مدبرات و لیت شعری چہ میخواہند ایشان
باستمداد و امداد کہ فرقہ منکر اند آنرا آنچہ ما می فہمیم ازان این است کہ داعی محتاج فقیر الی اللہ دعا میکند خدا را و طلب میکند حاجت
خود را از جناب عزت و غنای وی و توسل میکند بروحانیت این بندہ مقرب مکرم در درگاہ عزت وی و میگوید خداوندا ببرکت
این بندہ تو کہ رحمت کردہ بروی و اکرام کردہ او را بلطف و کرمی کہ بوی داری برآوردہ گردان حاجت مرا کہ معطی کریمی یا ندا میکند
این بندہ مکرم و مقرب را کہ ای بندہ خدا ای ولی وی شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا کہ بدہد مسئول و مطلوب مرا و قضا کند حاجت
مرا پس معطی و مسئول و مامول پروردگار است تعالی و تقدس و نیست این بندہ درمیان مگر وسیلہ و نیست قادر و فاعل متصرف
در وجود مگر حق سبحانہ و اولیا خدا فانی و ہالک اند در فعل الہی و قدرت و سطوت وی و نیست ایشانرا فعل و قدرت و تصرف
نہ اکنون کہ در قبور اند و نہ دران ہنگام کہ زندہ بودند در دنیا و اگر این معنی کہ در امداد و استمداد ذکر کردیم موجب شرک و توجہ بما سوای
حق باشد چنانکہ منکر زعم میکند پس باید کہ منع کردہ شود توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات نیز
و این ممنوع نیست بلکہ مستحب و مستحسن است باتفاق و شائع است در دین و اگر میگویند کہ ایشان بعد از موت معزول شدند
و بیرون آوردہ شدند ازان حالت و کرامت کہ بود ایشانرا در حالت حیات چیست دلیل بر آن یا گویند کہ مشغول

وممنوع شدند بآنچه عارض شد از آفات بعد از ممات پس این کلیه نیست و دلیل نیست بر دوام و استمرار آن تا روز قیامت
نهایت آنکه این کلیه نباشد و فائدہ استمداد عام نباشد بلکه ممکن است که بعضی منجذب باشند بعالم قدس و مستهلک باشند
در لاهوت حق چنانکه ایشان را شعوری و توجهی بعالم دنیا نمانده باشد و تصرفی و تدبیری در وی نه چنانکه درین عالم نیز
از تفاوت حال مجذوبان و متمکنان ظاهر میگردد بزعم اگر زائران اعتقاد کنند که اهل قبور متصرف و مستبد و قادر اند بی توجه
بحضرت حق والتجا بجناب وی تعالی چنانکه عوام و جاہلان و غافلان اعتقاد دارند و چنانکه میکنند آنچه حرام و منهی عنه است
درین از تقبیل قبر و سجده مر آن او نماز بسوی وی و جز آن از آن چه نهی و تحذیر واقع شده است این اعتقاد و این افعال
ممنوع و حرام خواهد بود و فعل عوام اعتباری ندارد و خارج مبحث است و حاشا از عالم بشریعت و عارف باحکام دین که اعتقاد
بکند و آنچه مروی و محکی است از مشائخ اهل کشف در استمداد از ارواح کمل و استفاده از آن خارج از حصر است و مذکور است
در کتب و رسائل ایشان و مشهور است میان ایشان حاجت نیست که آن را ذکر کنیم و شاید که منکر و متعصب سود نکند او را
کلمات ایشان عافانا الله من ذلک سخن درینجا از وجه علم و شریعت است آری مروی و مسنون در زیارت سلام بر موتی
و استغفار مر ایشان را و قرأة قرآن است و لیکن درینجا نهی از استمداد نیست پس زیارت برای امداد مر موتی را و استمداد
از ایشان هر دو باشد بر تفاوت حال زائر و مزور و باید دانست که خلاف در غیر انبیاء است صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین
که ایشان احیا اند بحیات حقیقی دنیاوی باتفاق در اولیاء بحیات اخروی معنوی و کلام درین مقام بحد اطناب و تطویل کشید
بر رغم منکران که در قریب این زمان فرقه پیدا شده اند که منکر اند استمداد و استعانت را از اولیائی خدا تعالی که نقل کرده شده اند
از دار فانی بدار بقا و زنده اند نزد پروردگار خود و خوشحال اند و مردم را از آن شعور نیست و متوجهان بجناب ایشان را
مشرک بخدا و عبده اصنام میدانند و میگویند آنچه می گویند انتهی اس سے واضح و لائح ہے منکرین استمداد کے زعم کا باطل ہونا
چنانچہ شیخ محدث دہلوی رح فرماتے ہین کہ اگر منکرین استمداد کا انکار اس سبب سے کرتے ہین کہ اہل قبور اپنی زیارت کرنیوالونکے
قول کو نہین سن سکتے ہین اور نہین جانتے ہین اونکے اقوال و حالات کو تو اس نہ سننے اور نہ جاننے کا بطلان ظاہر ہوچکا ہے
چنانچہ شیخ موصوف نے ادلہ نقلیہ احادیث سے علم و سماع میت کا ثابت کردیا ہے پس جب عدم علم و عدم سماع باطل ہوگیا
تو انکار استمداد جو اس عدم سماع و عدم علم پر مبنی تہا وہ بھی باطل ہوگیا اور اگر یہہ انکار استمداد اس سبب سے ہے کہ منکرین کے زعم مین
اہل قبور اولیاء اللہ تعالی کو اوس مقام مین قدرت و تصرف نہین ہے جو وہ مدد کرین بلکہ مقید و ممنوع ہین قدرت و تصرف سے
اور وہ خود اپنی محنت و سختی مین جو اونکو بعد موت کے عارض ہوئی ہے مشغول ہین تو یہہ کلیۃً نہین ہے اور ہر ایک کیواسطے
ہر وقت خصوصًا شان صالحین و متقین مین جو خدا تعالی کے دوست ہین یہہ محنت و سختی نہین ہے جو اونکو زیارت

کرنیوالونکیطرف توجہ والتفات کرنیسے اونکو روکے اور لائق ہے کہ متقین واولیاء اللہ کی ارواح کو قرب الٰہی اور منزلت و قدرت اوپر
شفاعت کرنیکے اور دعا کرنیکے اور حاجت طلب کرنے پر اون زیارت کرنیوالونکیواسطے حاصل ہووے کہ جو اون اولیاء اللہ
اہل قبور کا وسیلہ پکڑتے ہین جیسا کہ یہہ منزلت و قدرت شفاعت و دعا و طلب حاجت کی دن قیامت کے اون اولیاء اللہ
تعالیٰ کو حاصل ہوگی بعد موت و قبل قیامت کے جو زمانہ ہے جسکو برزخ کہتے ہین اوسمین بھی حاصل ہووے تو اسکی نفی و انکار پر
کونسی دلیل منکرین کے نزدیک قائم ہے جو اسکی نفی و انکار کرتے ہین اور اولیاء اللہ کے متصرف و مدبر ہونے پر بعد موت کے تو یہہ
دلیل ہوسکتی ہے کہ بیضاوی نے آیۃ کریمہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا الآیۃ کی یہہ تفسیر کی ہے کہ نفوس فاضلہ یعنی جانین فضیلت و بزرگی
والی وقت جدا ہونیکے بدنون سے کھینچی جاتی ہین اور نشاط و خوشی کرتی ہین طرف عالم ملکوت کے اور سیاحت و سیر کرتی ہین
اوس عالم ملکوت یعنی فرشتونمین پھر سبقت کرتی ہین بیچ خطائر قدس کے یعنی جنت کے پھر ہوجاتی ہین بسبب حاصل ہوجانے
بزرگی و قوت کے اللہ کی جانب سے تدبیر و تصرف کرنیوالون مین سے معلوم نہین کہ وہ استمداد و امداد سے کیا چاہتے ہین اور کیا ارادہ
کرتے ہین جو اوسکے منکر ہوئے ہین اور ہم جو کچھہ سمجھتے ہین استمداد و امداد کو تو وہ یہہ ہے کہ مدد چاہنیوالا خدا تعالیٰ کیطرف محتاج
ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اپنی حاجت کو خدا تعالیٰ سے طلب کرتا ہے اور وسیلہ پکڑتا ہے ساتھہ روحانیت اس بندۂ
مقرب و مکرم ولی اللہ کے خدا تعالیٰ کی درگاہ عزت مین اور کہتا ہے کہ ساتھہ برکت اس بندہ کے کہ تو نے اے جناب باری اوسپر اپنے لطف
و کرم سے رحم کیا ہے اور اوسکو تو نے بزرگ کیا ہے میری حاجت کو پورا کردے کہ تو دینے و بخشش کرنیوالا ہے یا وہ مدد چاہنیوالا اوس
بزرگ ولی اللہ مکرم و مقرب کو ندا کرتا ہے اور پکارتا ہے کہ اے ولی اللہ کے اور اے بندہ مقرب اوسکے میری شفاعت و سفارش کر
اور خدا تعالیٰ سے میرے واسطے چاہ یعنی دعا کر اور مانگ کہ خدا تعالیٰ میرا مطلوب و مقصود حاصل کرے اور حاجت میری پوری
کرے پس دینے والا اور سوال کیا گیا اور امید کیا گیا خدا تعالیٰ پاک پروردگار ہی ہے اور یہہ بندہ مقرب ولی اللہ فقط
درمیان مین ایک وسیلہ ہے اور قادر و فاعل و متصرف حقیقی عالم مین سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہین ہے اور اولیاء اللہ تعالیٰ کو قدرت
و تصرف حقیقی نہ وقت زندگانی دنیا کے تھا اور نہ اب اس حالت مین ہے کہ وہ قبور مین ہین اگر ایسی استمداد و امداد بھی جسکا ہمنے
ذکر کیا ہے کوئی چیز موجب شرک کے موجب توجہ بماسوا خدا تعالیٰ منکرین کے زعم و گمان مین ہو تو چاہئے کہ حالت حیات مین بھی
خدا تعالیٰ کے دوستون اور اولیاء و صالحین سے دعا نکرائی جاوے اور اونکو وسیلہ نہ ٹھہرایا جاوے بلکہ اونسے دعا کرانیسے بھی لوگونکو
منع کرنا چاہئے اور حال آنکہ یہہ ممنوع نہین بلکہ مستحب و مستحسن ہے سب کے نزدیک اور سبکا اسپر اتفاق ہے کوئی اسکا مانع نہین ہے
اور یہہ مشہور و معروف ہے دین مین اگر منکرین استمداد یہہ کہین کہ بعد موت کے صالحین و اولیاء مرتبہ ولایت سے اوتار دیے
گئے اور معزول کردیے گئے ہین اور وہ حالت و کرامت کہ دنیا مین اونکو حاصل تھی وہ اونسے چھین لی گئی اور اوس سے اونکو

بعد موت کو خارج کر دیا ہی اسلئی بعد موت استمداد و طلب دعا اونسی کرنا جائز نہین تو ہم کہینگی کہ اونکی کرامت چھنجانی اور اونکی مرتبہ کی
جاتی رہنی پر بعد موت کی کوئی دلیل پیش کرنا چاہئی ورنہ دعوی بلا دلیل باطل ہی اور ویسی ہی کرامت اور مرتبہ اونکا باقی ہی
اور جسطرح حالت حیات دنیا مین اونکو وسیلہ ٹھہرانا اور اونسی طلب دعا کی کرنا جائز ہے اب بھی جبکہ وہ قبرونمین ہین جائز ہی
اگر وہ منکرین استمداد یہہ کہین کہ وہ اولیاء اللہ دعا کرنیمین بھی کسی کی مدد اسواسطی نہین کر سکتی ہین کہ اس سی ممنوع و مشغول
ہو گئی ہین سبب عارض ہونی آفتونکی بعد موت کی تو ہم کہینگے کہ یہہ کلیہ نہین اور یہہ نہین کہ اونکو مشغول و ممنوع رہنا سبب
آفات بعد موت کی ہمیشہ کیواسطی ہے اور قیامت تک کبھی اونکو اون آفاتسی فرصت ہی نہین ہوگی اور نہ ہوتی ہو اگر منکرین
اس ممنوعیت و مشغولیت کی ہمیشہ قیامت تک رہنی کی اور کبھی فرصت آفاتسی نہونیکی مدعی ہین تو اسپر دلیل قائم کرین ورنہ
مدعی اونکا ثابت نہین ہی اور انکار استمداد بلا دلیل ہونیکی سبب سے قابل التفات نہین ہی نہایت یہہ ہی کہ فائدہ استمداد کا نہ
عام ہوگا سبب عارض ہونی آفات کی اور مشغولیت کی بعض اوقات مین بلکہ ممکن ہی کہ بعض اولیاء اللہ منجذب و کھنچنے والے
ہو جاوین طرف عالم قدس و عالم فرشتونکی اور مستہلک ہو جاوین لاہوت حق یعنی ذات حق تعالی مین اسطرحسی کہ اونکو
کچھ شعور اور کچھ توجہ عالم دنیا کیطرف نہ رہے اور کوئی تصرف و کوئی تدبیر اونکی دنیا مین نہ جاری ہو جیسا کہ اس عالم کے
دنیا مین بھی تفاوت حال مجذوبون و سالکین سی ظاہر ہوتا ہے پس کسی وقت ایسا حال ہو نیسی یا بعض کا ایسا حال
ہونیسی یہہ لازم نہین آتا کہ کوئی بھی قابل مدد و تصرف و تدبیر کی کسی وقت نہو اور استمداد تمام سی ممنوع ہو جاوی ہان اگر
زیارت قبور اولیاء کی کرنیوالی یہہ اعتقاد رکھینگی کہ اولیاء اللہ تعالی جو اہل قبور ہین متصرف و قادر ہین بغیر متوجہ ہونیکی طرف
درگاہ حق تعالی کی اور بغیر التجا کی اور بی امید کرنیکی جناب باریتعالی مین جیسی کہ عوام جاہلون و غافلونمین سی کوئی یہہ اعتقاد رکھی
تو حرام و منع ہی دین مین جیسا کہ حرام و منع ہی کہ عوام جاہل و غافل قبر کو بوسہ دیتی ہین اور سجدہ کرتی ہین اور اوسکی طرف
نماز پڑھتی ہین الیسی فعل عوام کا کیا اعتبار ہی وہ خارج بحث ہی کوئی عالم شریعت و عارف احکام دین تو یہہ اعتقاد ہرگز نہین
کرتا ہے پہر مطلقاً استمداد کیونکر منع و ناجائز ہو سکتی ہی اور سب کی حق مین استمداد کی عدم جواز کا حکم کسطرح ہو سکتا ہے
اور مشائخ اہل کشف سی استمداد کا ثبوت اسقدر منقول ہی کہ حصر سی باہر ہے یعنی بیشمار نقول مشائخ سی ثابت ہے
اور اونکی کتابونمین مذکور ہے اور اونکی درمیان مشہور ہی اونکی نقول کی ذکر کی حاجت نہین ہی اور شاید منکر و متعصب کو
اونکی نقول سی فائدہ نہو ہان مروی اور مسنون زیارت قبور مین سلام موتی پر اور استغفار اونکی واسطی اور پڑھنا قرآن کا ہی لکن
اس سی منع ہونا استمداد کا ثابت نہین ہوتا ہے پس زیارت قبور واسطی مدد دینی موتی کی ساتھہ سلام و استغفار و قراۃ قرآن کی
اور واسطی مدد چاہنی کی اونسی اپنی حاجت طلب کرنیمین خدا تعالی سی دونونکی واسطی ہی موافق اختلاف حال زیارت کرنیوالی

اور زیارت کئی گئی کے اور درازی کلام مین دربارہ اثبات استمداد کے اسواسطے ہوئی کہ قریب اس زمانہ سے ایک فرقہ نیا پیدا
ہوا ہے جو منکر استمداد و استعانت کا ہے اولیاء اللہ تعالی سے یہہ تمام مطلب ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی عبارت کا
جس سے واضح ہے کہ استمداد ساتھہ بزرگان دین کے فقط اونکا وسیلہ پکڑنا ہے اور اسکی ممنوعیت و عدم جواز پر کوئی دلیل
قائم نہین ہے اور تمام خدشات جو اسکی بارہ مین کوئی کرے وہ سب مدفوع ہین بلکہ دلیل شرعی سے ایسی استمداد کا ثبوت ہے
پس مولف نے جو محققین اپنے نزدیک قرار دئے تہے اور اونکو منکرین استمداد بتایا تہا اور اونکی انکار کی دلیل اپنی طرف سے
گھڑی تھی تو اونکی محققین کے زعم کا بطلان بہی شیخ دہلوی رح کے قول سے اور اون ادلہ شرعیہ سے ہو گیا جنکا ذکر اوپر گذرا ہے
اور مولف کی جہالت و حماقت و بیدینی معلوم ہو گئی اور جب قول شیخ دہلوی رح سے صاف واضح ہے کہ استمداد فقط توسل ہے
اور اولیاء اللہ کو وسیلہ گرداننا ہے اسکے سوا اوسمین کچھ نہین ہے اور مولف بھی وسیلہ ٹھہرانیکے جواز کا قائل ہے چنانچہ چند مواضع پر
مولف نے وسیلہ کے جواز کی تصریح کی ہے اون مواضع مین سے ایک یہہ موضع ہے کہ صفحہ ۵۹ کی آخیر سے یہہ عبارت شروع ہے
(ہان اولیاء اللہ کا توسل درست ہے پہر بھی یہہ اعتقاد نرکہے کہ بغیر توسل کے دعا قبول نہین ہوتی) اس عبارت مولف کی
واضح ہے کہ اولیاء اللہ کو وسیلہ ٹھہرانا درست ہے تو استمداد کے جواز کا ثبوت بھی واضح ہے پس استمداد کو شرک قرار دینا سراسر
حماقت و جہالت و ضلالت مولف کی ہے اگر مولف یا کوئی دوسرا وہابی کسی مسلمان کو یہہ دہوکہ دے کہ جو لوگ اولیاء اللہ
تعالی سے مدد چاہتے مین تو وہ یہی اعتقاد کرتے ہین کہ اولیاء متصرف حقیقی اور مدبر حقیقی امور عالم مین ہین اور وہ قادر بقدرت
کن فیکون اور بغیر التجا کے طرف خدا تعالی کے اور بدون توجہ کے طرف درگاہ الہی کے خود ہی تصرف امور دنیا مین کرتے ہین اسواسطے
استمداد بزرگان دین سے شرک و کفر و ناجائز ہے تو مسلمانونکو چاہیے کہ یہہ جواب دیوین کہ ہر ایک مدد چاہنیوالے کے حق مین
خواہ عارف احکام شرع شریف ہو یا نہو خواہ وہ صحبت یافتہ علماء کا ہو یا نہو یہہ گمان کرنا اور ہر ایک کا اعتقاد جو دلمین
ہوتا ہے ایسا ہی بتانا ہر ایک کے اعتقاد و امر باطنی کی خبر دینا ہے اور امر قلبی و باطنی و اعتقاد کی خبر بغیر اظہار اون لوگونکے دینا
ادعاء غیب دانی کا ہے اور مولف اور وہابیہ دوسرے آنحضرت صلعم کو بھی غیب دان نہین جانتے ہین بلکہ جو ایسا اعتقاد رکہے اوسکو
کافر و مشرک قرار دیتے ہین پس جب مولف و وہابیہ دوسرے ایسی خبر دوسرونکے اعتقاد کی دینگے تو خود ہی کافر ہونگے اور دوسرا
جواب یہہ ہے کہ مسلمانونکے حق مین ایسا گمان بد کرنا حرام ہے قال اللہ تعالی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ
إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ تفسیر بیضاوی مین ہے اس آیت کے تحت مین ہے كونوا على جانب منه وابهام الكثير
ليحتاط فی كل ظن ويتامل حتى يعلم من ای القبيل فان من الظن ما يجب اتباعه كالظن حيث
لا قاطع فيه من العمليات وحسن الظن بالله وما يحرم كالظن فی الالهيات والنبوات وحيث

یخالف قاطع وظن السوء بالمؤمنین ومایباح کالظن فی الامور المعاشیۃ انتھیٰ پس آیت قرآنیہ کی
یہہ معنی ہین کہ اے مسلمانون پرہیز کرو اور بچو بہت سے گمانون سے اسواسطے کہ بعضی گمانون مین گناہ ہوتا ہی اور عبارت تفسیر بیضاوی کا
یہہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ یہہ فرماتا ہی کہ ہر گمان مین احتیاط کرنا اور فکر و تامل کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جو گمان تم کرنا
چاہتے ہو وہ کونسی قسم کا گمان ہی اسلئے کہ گمان کی کئی قسمین ہین ایک گمان ایسا ہی کہ جسکی اتباع واجب ہی یعنے اوس گمان کا
کرنا ضرور ہی جیسے گمان ایسے عمل مین علمیات شرعیہ سے کہ جسکے بارہ مین کوئی دلیل قطعی وارد نہین ہی جس سے حکم اوس عمل کا
معلوم ہووے تو وہان گمان مثلاً مجتہدین کو کرنا واجب ہی اور ایسے قبلہ معلوم نہونیکے وقت بھی تحری و گمان واجب ہی اور اللہ
تعالیٰ کے ساتھ بھی گمان نیک کرنا واجب دوسری قسم گمان کی حرام ہی جیسے خدا تعالیٰ کی ذات و صفات و نبوتون انبیاء
علیہم السلام مین گمان کرنا اور جس محل مین دلیل قطعی موجود ہووے وہان یقین نکرنا موافق دلیل قطعی بلکہ گمان کرنا
اور بدگمانی مسلمانونکے ساتھ کرنا یہہ تمام حرام ہے اور تیسری قسم گمان کی مباح ہی کہ اپنے کامون معیشت دنیاوی مین
گمان کرنا ہی اور تفسیر حسینی مین گمان کی چار قسم لکھی ہین عبارت یہہ ہی باید دانست کہ گمان بر چہار قسم است اول مامور بہ
و آن حسن ظن است بخدا و مومنان در خبر آمدہ است کہ اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنَ الْاِیْمَانِ دوم حرام و آن گمان بد بخدا و مومنان است
کہ موجب اثم است سیوم مندوب الیہ و آن تحری باشد در امر قبلہ و بنا نہادن بر غلبہ ظن در امور اجتہادیہ چہارم مباح و آن ظن است
در امور دنیا و مہمات معیشتی انتہی پس بنا بر بیان اہل تفسیر کے آیت قرآنیہ سے مسلمانونکے ساتھہ گمان نیک کرنا فرض و واجب ہے
اور بدگمانی کرنا حرام ہے کیا مؤلف اور دیگر وہابیہ اپنے حق مین یہہ پسند کرتے ہین کہ مولف و دیگر وہابیہ کے عقائد کو کوئی کفر و
شرک قرار دے و ضلالت بتا دے باینطور کہ قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا
هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ کا مصداق کوئی اونکو بتا دے اور اقرار توحید و رسالت کا جو یہہ وہابیہ و مولف ظاہر مین کرتے ہین وہ بطور
نفاق قرار دے اور وہابیہ کو منافق کہے اور ایسا ہی معاملہ ساتھہ مؤلف کے کرے تو مولف و دیگر وہابیہ کو اپنا منافق ہونا پسند کرنا
پڑیگا اور اگر پسند نہین کرتے ہین باوجودیکہ ایسے امور اہل سنت و جماعت کے نزدیک ثابت ہین جنسے وہابیہ و مولف کا
منافق ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ مؤلف کے اقوال مردودہ بالا کو دیکھکر ہر ذی شعور منصف یہہ جان سکتا ہی اور باینہمہ
مؤلف و وہابیہ کو دعویٰ ایمان و اتباع حدیث نبوی کا ہے اور حدیث نبوی سے یہہ ثابت ہی کہ کوئی بندہ مومن نہین ہوتا ہے
جبتک جو اپنے واسطے پسند کرتا ہی وہ اپنے بھائی مسلمان کیواسطے پسند نکرے عن النبی قال قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
لا یؤمن العبد حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ من الخیر اور وہابیہ ز جیسی بدگمانی و کفر و شرک کیطرف
نسبت کرنا دوسرے مسلمانونکیواسطے پسند کیا ہی وہ خود کیواسطے پسند نکیا یا اسطرح کہا جاوے کہ اپنے حق مین ایسی بدگمانی نہو

یہہ مؤلف وہابیہ پسند کرتی ہین اور دوسرے مسلمانونکے حق مین یہہ بدگمانی نہونا پسند نہین کرتی مین بلکہ یہہ بدگمانی ہونا
پسند کرتی ہین تو بموجب حدیثِ نبوی یہہ مؤمن وایمان وال نہوئے اور حدیث کے خلاف کیا تو یہہ بدعتی ضال بہی ٹھہرے
اور سنت پر عمل نکرنیوالا او بدعت اختیار کرنیوالا مؤلف کے عقیدہ مین تو امتی نہین ہے اور نماز روزہ وکلمہ پڑھنا اوسکا مانند
نماز وروزہ وکلمہ پڑھنے منافقین کے ہے چنانچہ مؤلف نے صفحہ ۹۱ مین یہہ عبارت لکھی ہی (امتی جبہی بنیگا کہ سنت نبوی کے
عمل کرے اور بدعتونکو چھوڑے اور باپ دادا کی رسمونسے منہہ موڑے نہین تو منافق پیغمبر خدا صلعم کے حضور کیا کلمہ اور نماز
پنجگانہ نہین پڑھتے تہے) پس جب مؤلف نے اس حدیث کے خلاف کیا اور اسکے خلاف عقیدہ رکھا بلکہ استمداد کے بارہ مین قرآن
کے خلاف اور بہت سی احادیث کے خلاف عقیدہ رکھنا مؤلف کا واضح ہوچکا ہی پس تو اپنی ہی قول کے موافق امتی آنحضرت صلعم کا
ہونیسے یہہ مؤلف خارج ہوگیا اور اوسکا کلمہ ونماز منافقانہ ہونا اوسکی ہی قول کے موافق قرار پایا اور ہمارے فقہا نامدار وائمہ ذوی
الاقتدار تو احتمال بعید بہی اگر نکل سکتے اور فقط امکان ہی ہووے ایسے امر کا کہ جس سے مسلمان سے قباحت دفع ہوجاوے
تو اوسہی احتمال کو اوس محل مین قرار دیتے ہین تا کہ مسلمان کا حال نیک وخیر پر محمول ہووے اور بدی اوس سے دفع کے
ہووے چنانچہ درمختار کی فصل ثبوت النسب مین ہی وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی
بمشرقیة بینہما سنة فولدت لستة اشہر منذ تزوجہا لتصورہ کرامة واستخداما
فتح لکن فی النہر الاقتصار علی الثانی اولی لان طی المسافة لیس من الکرامة عندنا قلت
لکن فی عقائد التفتازانی جزم بالاول تبعا للمفتی الثقلین النسفی بل سئل عما یحکی ان الکعبة
کانت تزور واحدا من الاولیاء ہل یجوز القول بہ فقال خرق العادة علی سبیل الکرامة
لاہل الولایة جائز عند اہل السنة ولیس بالمعجزة لانہا اثر دعوی الرسالة وبادعائہا
یکفر فورا فلا کرامة انتہی یعنے کوئی شخص مغرب مین مثلا رہتا ہووے اور عورت مشرق مین ہووے اور وہ شخص
اوس عورت سے نکاح کرے اور اون دونو مرد اور عورت کے درمیان راستہ ایک سال کا ہووے اور وقت نکاح سے پورے
چھہ مہینے مین اوس عورت کے بچہ پیدا ہووے تو اوسکا نسب اوس مرد سے ہی ثابت ہوجاویگا اگرچہ ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ جب دونوکے درمیان مین راستہ سال بھر کا ہی اور عورت کا حمل چھہ ماہ مین پیدا ہوا ہی تو وہ مرد اوس عورت کے پاس
نہین گیا ہے اور دخول نہین ہوا ہی تب بہی اوس مرد سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا کیونکہ اگرچہ اس موقع ومحل مین بظاہر
نہ پہنچنا اوس عورت کے پاس اور دخول نہونا معلوم ہوتا ہی لکن اسکا یہان احتمال وامکان ہی کہ وہ شخص صاحب
کرامت ہو یا جن اوسکے تابع ہون یا وہ نہایت تیز رفتہ ہو کہ جسکے سبب سے اوسنے اس مسافت بعیدہ کو تھوڑی سی ہی عرصہ مین

قطع کیا ہووے اور وہان جاکر اوس عورت سے ملا ہووے اور دخول ہوا ہووے اور نطفہ قرار پایا ہووے اور پھر یہہ واپس آگیا
ہووے اور اسقدر مسافت بعیدہ کو تھوڑے عرصہ مین طے کر لینا بطور کرامت کے شرح عقائد تفتازانی مین جائز لکھا ہے اور مفتی
امام نسفی اسکے جواز کے قائل ہین اونسے جب ایسا سوال کیا تھا کہ کعبہ شریفہ بہی کسی ولی کی زیارت کو جاتا ہے اور اسکا قائل
ہونا جائز ہے تو امام نسفی رح نے جواب دیا کہ خرق عادت بطور کرامت کے اولیاء اللہ کیواسطے جائز ہے اہل سنت وجماعت کے
نزدیک اور اسکو التباس ومشابہت معجزہ سے نہین رہتا ہے کیونکہ معجزہ اثر دعوی رسالت کا ہوتا ہے اور دعوی رسالت
کرنیسے کافر ہوجاویگا فی الحال تو کرامت نہوگی اس عبارت در مختار سے چند مطالب کا ثبوت ہوا ایک تو یہی کہ احتمال بعید بھی
ہو تو مسلمان کے حال کو نیکی پر حمل کرنا ضرور ہے اسیواسطے مغربی مرد اور مشرقیہ عورت کے بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہے دوسرا
یہہ مطلب ثابت ہے کہ وہ خرق عادات جو جنس بڑے بڑے معجزات سے ہو اوسکا صدور بھی اولیاء اللہ تعالی سے جائز ہے ہان وہ
خرق عادت جسکا عدم امکان دلیل قطعی سے بہ نسبت اولیاء اللہ کے ثابت ہوا ہے وہ نا جائز ہے جیسے لانا کسی سورت کا
مانند سورت قرآن شریف کے البتہ یہہ اولیاء نہین لاسکتے ہین اور جو ایسی خرق عادات نہین ہین وہ اولیاء اللہ تعالی سے
بطور کرامت صادر ہوسکتی ہین اسیواسطے امام نسفی رح فرماتے ہین کہ ظاہر ہوتی ہے کرامت ولی سے اوپر طریق خلاف عادت کے
وہ یہہ ہے جیسے مسافت بعیدہ کا تھوڑے عرصہ مین طے کر لینا اور ظاہر ہونا کھانے اور پینے کا اور لباس کا وقت حاجت کے اور پانی
اور ہوا پر چلنا اور کلام کرنا جمادات پتھر مٹی وغیرہ کا اور کلام اور بات کرنا بے زبان کا خواہ جانور ہو یا بچہ چھوٹا اور دفع ہوجانا
بلا و آفت کا جو متوجہ ہوئی ہووے اور آگئی ہو اور کافی ہونا اعداء کے مہمات کے واسطے اور سوای اسکے دوسری چیزین عبارت
امام نسفی کی اس عبارت در مختار کے قول لکن فی عقائد تفتازانی کے تحت مین علامہ شامی نے ذکر کی ہے یہہ ہے
حیث قال وعبارة النسفی فی عقائده وکرامات الاولیاء حق فتظهر الکرامة علی طریق نقض العادة للولی
من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة والمشی
علی الماء والهواء وکلام الجماد والعجماء واندفاع المتوجه من البلاء وکفایة المهم من الاعداء وغیر ذلک
من الاشیاء اھ انتہی اس عبارت کا مطلب یہی ہے جو اس سے پہلے مذکور ہوا اور عبارت در مختار کے قول ولا یلتبس بالمعجزة
کے تحت مین شامی مین ہے جواب عن قول المعتزلة المنکرین لکرامات الاولیاء لانها لو ظهرت لاشتبهت
بالمعجزة فلم یتمیز النبی عن غیره والجواب ان المعجزة لابد ان تکون ممن یدعی الرسالة تصدیقا
لدعواه والولی لابد من ان یکون تابعا للنبی وتکون کرامته معجزة لنبیه لانه لایکون ولیا ما لم
یکن محقا فی دیانته واتباعه لنبیه حتی لو ادعی الاستقلال بنفسه وعدم المتابعة لم یکن ولیا

بل یکون کافرا ولا تظهر له کرامةً فالحاصل ان الامر الخارق للعادة بالنسبة الی النبی معجزة سواء ظهر من قبله او قبل احاد امته وبالنسبة الی الولی کرامةً لخلوه عن دعوی النبوة وتمامها فی العقائد وشرحها انتہی اور شامی کے اسی صفحہ مین دوسرے قول کے تحت مین ہی وفی التاتارخانیة ان مسئلة تزوج المغربی بمشرقیة تؤید الجواز ای فانها نص المذهب والحاصل انه لاخلاف عندنا فی ثبوت الکرامة وانما الخلاف فیما کان من جنس المعجزات الکبار والمعتمد الجواز مطلقاً الا فیما ثبت بالدلیل عدم امکانه کالاتیان بسورةٍ انتہی عبارت اول کا مطلب یہہ ہی کہ امام نسفی رح نے جو یہہ فرمایا ہی کہ کرامت کو التباس معجزہ سے نہین ہی یہہ جواب ہے معتزلہ کے قول کا جو منکر ہین کرامت اولیاء اللہ تعالی کے اونکا یعنی معتزلہ کا قول یہہ ہے کہ اگر کرامت اولیاء اللہ سے ظاہر ہوگی اور مثلاً قطع مسافت بعیدہ تھوڑی مدت مین وہ کر سکینگے تو وہ کرامت اونکی معجزہ کے ساتھہ ملتبس ومتشابہ ہوجاویگی پس نبی کو فرق غیر نبی سے نہوگا تو اونکے قول کا یہہ جواب امام نسفی رح نے دیا ہی کہ معجزہ کے واسطے یہہ بات ضرور ہی کہ اوس شخص سے ظاہر وصادر ہووے جو دعوی رسول ہونیکا کرے اور ظاہر ہونا معجزہ کا اوسکے دعوی رسالت کے تصدیق کیواسطے ہوتا ہی اور ولی کیواسطے یہہ بات ضرور ہے کہ وہ تابع نبی کا ہووے اور اوس سے جو کرامت ظاہر ہوتی ہے وہ معجزہ اوس نبی کا ہوتا ہے کہ ولی جسکا تابع ہے اسواسطے کہ وہ ولی جبتک دین داری اور اپنے نبی کی اتباع مین محق وصادق نہووے تو وہ ولی نہین ہوتا ہی اگر وہ دعوی مستقل بنفسہ ہونیکا کریگا اور دعوی عدم متابعت نبی کا کریگا تو ولی نہوگا بلکہ کافر ہوجاویگا اور اوس سے کرامت ظاہر نہوگی پس حاصل یہہ ہے کہ امر خلاف عادت کے بہ نسبت نبی کے معجزہ ہی برابر ہے کہ نبی کی جانب سے ظاہر ہووے یا امت مین سے کسی کی طرف سے ظاہر ہووے اور بہ نسبت ولی کی کرامت ہے بسبب خالی ہونیکے دعوی نبوت سے اور دوسری عبارتکا یہہ مطلب ہی کہ مسئلہ نکاح مغربی کا ساتھہ مشرقیہ کے ایسی کرامت کے ظہور کی تائید کرتا ہے اسواسطے کہ وہ تصریح مذہب کی ہے اور حاصل یہہ ہی کہ ہمارے نزدیک کرامت کی ثبوت مین خلاف نہین ہے خلاف اوس کرامت مین ہی جو جنس معجزات کبار سے ہے اور معتمد یہی ہی کہ ایسی کرامت کا ظہور بھی ولی سے جائز ہے یعنی ولی سے مطلقاً کرامت کا ظہور جائز ہی لیکن ایسی کرامت کا ظہور جائز نہین ہے جسکا عدم امکان دلیل سے ثابت ہوچکا ہی مانند لانے سورت قرآن کے یہہ ولی کی نسبت ممکن نہین ہے کہ ایسی سورت بھی بطور کرامت کے لاوے اس سے ہمارا وہ مطلب بھی حاصل ہوا جو ہم اول بیان کر آئے ہین مولف کے اس قول کے کہ۔

(استمداد غیر نبی صلعم سے کوئی جائز کہے تو آنحضرت صلعم کی خصوصیت نرہیگی عموم ہوجاویگا اور آنحضرت صلعم کی بلند شان مین نقص ٹھہریگا) جواب مین کہ ولی نبی کا تابع ہوتا ہی جو وصف بطور تبعیت ولی مین پائی جاتی ہی اور وہ وصف اصلی نبی کی ہوتی ہی تو وہ بطور تبعیت کے ولی مین بھی پائی جانیسے نبی کے ساتھہ اوس وصف کو جو خصوصیت ہی وہ خصوصیت مرتفع نہین ہوتی ہے

کیونکہ بطور اصالت جب کوئی نبی کا شریک نہین ہوا وس وصف مین تو خصوصیت باقی ہے وہی مطلب یہانسے مفہوم
و معلوم ہوتا ہی کہ تمام خرق عادات جو ولی سی ظہور مین آتی ہین اون تمام مین ولی نبی کا تابع ہے اور وہ تمام بنسبت نبی کے
معجزات قرار دیئی جاتی ہین اگرچہ اونکا ظہور ولی سی ہوا ہووے نہ نبی پس ایسی ہی بالفرض اگر استمداد خاص ہووی ساتھہ آنحضرت
صلعم کی جیساکہ زعم مؤلف کا ہے اور ولی سی مدد چاہنی والا ولی کو تابع نبی کا اعتقاد کرتا ہے اس وصف امداد مین بھی تو خصوصیت
نبی کی مرتفع نہوئی خیر یہہ تو جملہ معترضہ کی طور پر درمیان مین بات آگئی اس محل مین تو اسقدر ثابت کرنا منظور ہے
کہ مسلمان کی حال کو نیک و خیر پر حمل کرنا واجب ہے اگرچہ یہہ حمل کرنا ساتھہ احتمال بعید کی ہووہ مسئلہ مغربی و مشرقیہ سے
ثابت ہے جیسا اوپر بالتفصیل مذکور ہوا پس یہہ گمان بد مولف کا کرنا یا کسی دوسری وہابی کا کرنا کہ ہر مدد چاہنی والا
بزرگان دین سے اونکو متصرف حقیقی و بغیر توجہ الی اللہ کی قادر بمدد کرنے پر جانتا ہی حرام و ناجائز ہی ایسی ہی ہدایہ مین
ہے من باع درھمین ودینارا بدرھم ودینارین جاز البیع وجعل کل جنس منہا بخلافہ یعنی جو شخص دو
درہم اور ایک اشرفی کو بیچ کرے بمقابلہ ایک درہم و دو اشرفی کی تو بیع درست اور دو درہم کی مقابلہ مین دو اشرفی قرار دیجاویگی
اور ایک اشرفی کی مقابلہ مین ایک درہم قرار و یہ خلاف جنس اسواسطی قرار دیا جاویگا تاکہ بیع درست ہوجاوی اسکو ذکر کرنے کے
صاحب ہدایہ نی خلاف زفر و شافعی رح کا اور اونکی دلیل عدم جواز بیع کی ذکر کی اوسکی بعد ہم حنفیہ کی یہہ دلیل لکہی
لنا ان المقابلۃ المطلقۃ تحتمل مقابلۃ الفرد بالفرد کما فی الجنس بالجنس وانہ طریق متعین لتصحیحہ
فتحمل علیہ تصحیحا التصرفہ یعنی مقابلہ مطلقہ محتمل ہی مقابلہ فرد کو ساتھہ فرد باینطور کہ ایک جنس یعنی دو درہم بمقابلہ دوسری
جنس یعنی مقابلہ مین اشرفیونکی ہون اور ایک اشرفی بمقابلہ ایک درہم کی ہو جیسی کہ جنس مقابلہ مین جنس کی ہوتی ہی باینطور کہ جب
کوئی دو اشرفی کو مثلا دو اشرفی سی بیع کرے اور وہ مقابلہ فرد کا ساتھہ فرد کے طریق متعین ہی واسطی تصحیح عقد کی باینطور
کہ ایک کے مقابلہ مین ایک اور دو کی مقابلہ مین دو ہون اسصورت مین خلاف جنس ہوجاتا ہی اور عقد جائز ہوجاتی ہے
پس اسی مقابلہ فرد پر حمل کیا جاویگا امام بدر الدین عینی اسکی دلیل یہہ فرماتی ہین کہ تصحیح کرنا کلام عاقل کا حتی الامکان
واجب ہی چنانچہ اونکی یہ عبارت ہی اذ تصحیح کلام العاقد تقتضیہ دیانتہ وعقلہ واجب ما امکن انتہی اور ہدایہ
کی اس عبارت کی تحت مین من باع احد عشر درھما بعشرۃ دراھم ودینار جاز البیع ویکون العشرۃ بمثلہا
والدینار بدرھم لان شرط البیع فی الدراھم التماثل علی ما روینا فالظاہر انہ اراد بہ ذلک فبقی الدرہم
بالدینار وھما جنسان الخ امام بدر الدین عینی رح فرماتی ہین لاختلاف الجنسین وانما جوزنا علی ہذا الوجہ
حملا لامور المسلمین علی الصلاح اس سی بھی ثابت ہی کہ ایسا احتمال پر بیع کو منعی محمول کرکی جو جائز کہا ہے

تو اسیواسطے جائز کہا ہے کہ اسمین امور مسلمانونکو صلاح اور درستی پر حمل کرنا ہی بس ان عبارات فقہیہ سے واضح ہی کہ جہانتک
ممکن ہووے مسلمان کی امور کو صلاح و درستی اور صحت پر ہی حمل کرنا ضرور و واجب ہی اور امام رازی رح اپنی تفسیر کبیر مین
تحت آیہ مذکور یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ فرماتے ہین وقولہ کثیرا
اخراج للظنون التی علیہا تبتنی الخیرات قال النبی صلعم ظنوا بالمؤمن خیرا و بالجملۃ کل امر لا یکون
بناءہ علی الیقین فالظن فیہ غیر مجتنب مثالہ حکم الحاکم علی قول الشہود و براءۃ الذمۃ عند
عدم الشہود الی غیر ذلک فقولہ اجتنبوا کثیرا وقولہ تعالی اِنَّ بعض الظن اثم اشارۃ الی الاخذ
بالاحوط کما ان الطریق المخوفۃ لا یتفق فی کل مرۃ فیہ قاطع طریق لکنک لا تسلک لاتفاق
ذلک فیہ مرۃ ومرتین الا اذا تعین فتسلکہ مع رفقۃ کذلک الظن ینبغی بعد اجتہاد تام و وثوق
بالغ ثم قال تعالی وَلَا تَجَسَّسُوْا اتماما لما سبق لانہ تعالی لما قال اجتنبوا کثیرا من الظن فہم
منہ ان المعتبر الیقین فیقول القائل انا اکشف فلانا یعنی اعلمہ یقینا واطلع علی عیبہ مشاہدۃ
فاعیب فاکون قد اجتنب الظن فقال ولا تتبعوا الظن ولا تجتہدوا فی طلب الیقین فی معائب
الناس انتہی اس عبارت سے یہہ بھی ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مسلمانونکے ساتھہ نیک گمان رکھو اور یہہ بھی اس
عبارت سے ثابت ہی کہ خدا تعالی نے جو یہہ فرمایا ہی کہ بعض گمان مین گناہ ہی تو اسمین اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ اس بارہ مین
احتیاط کرنا چاہیے اور جسمین احتیاط ہو اوسکو اختیار کرنا چاہی جیسے کہ راستہ خوفناک مین ہر دفعہ راہزن لوگ نہین ہوا کرتے ہین
لکن جب ایک یا دو دفع اتفاق اوس راستہ مین راہزنونکا ہو جاتا ہی تو تو ای مخاطب اوسمین جب چلتا ہے تو احتیاط کرتا ہی تنہا
نہین جاتا ہی اپنے رفیقونکے ہمراہ جاتا ہی تاکہ راہزنونسے بے خوف ہووے اور اونکی ایذا سے بچے ایسے ہی بعد کوشش تمام اور اعتماد
و بھروسہ سخت کے گمان بھی کرنا چاہیے پھر اسکے بعد جو خدا تعالی نے یہہ فرمایا ہی کہ وَلَا تَجَسَّسُوْا یعنی تجسس و تلاش کسی مسلمان کے
عیب کی مت کرو تو یہہ اسواسطے فرمایا ہے کہ جب خدا تعالی نے یہہ فرمایا کہ بہت سے گمانونسے تم پرہیز کرو تو اس سے یہہ مفہوم ہوا کہ گمان کا
اعتبار نہین ہی یقین کا اعتبار ہی پس کوئی قائل یہہ کہے کہ جب مین فلان شخص کے حال کو خوب تلاش کرکے اوسکا حال معلوم کرون اور یقین
حاصل کرون اور اوسکی عیب پر اطلاع ساتھہ مشاہدہ کے کرون اور اوسکے بعد اوسکا عیب بیان کرون تو اوسوقت مین نے گمان سے پرہیز کیا
تو مین گنہگار اوسکی عیب ظاہر کرنیمین نہونگا تو خدا تعالی نے اسنے اس قول کے ساتھہ لَا تَجَسَّسُوْا تلاش کرنے اور لوگونکے عیب کا یقین حاصل
کرنیسے بھی منع فرمایا اور یہہ کہا کہ گمان کے تابع بھی مت ہو اور کوشش یقین حاصل کرنیکی بھی عیوب لوگونمین مت کرو پس بدلیل
قرآن و حدیث و اقوال علماء بدگمانی کرنا مسلمانونکے حق مین حرام ہوا تو یہہ گمان بد کرنا مؤلف و دیگر وہابیہ کا مسلمانونکے بارہ مین کہ بد

چاہنی والا اولیاء اللہ تعالی سی یہی اعتقاد رکھتا ہی کہ اولیاء اللہ متصرف حقیقی اور مدبر بالذات اور قادر بقدرت کن فیکون ہین لہٰ
اور بغیر توجہ الی اللہ کی بالاستقلال کام کرتی ہین یہہ مولف کی اور دیگر وہابیہ کی مسلمانونکی حق مین بدگمانی ہی جو قرآن وحدیث
واقوال سی حرام ہی اور بدگمانی کی حرمت کی اثبات مین اس محل مین قدر سی تطویل ہمنی اسواسطی کی کہ وہابیہ کا اکثر یہی قاعدہ ہی
کہ ایسی ایسی بدگمانیونسی مسلمانون اہل سنت وجماعت کی اعمال واقوال کو حرام وبدعت ضلالت وشرک بنایا کرتی ہین یہہ خود
مسلمانون پر ایسی بہتانات لگاتی اور بدگمانی کرنیسی ضال ومضل وبدعتی وکافر بنتی ہین اور اہل سنت وجماعت اوس حرمت
وضلالت وشرک وکفر سے بری ہین پس مدد چاہنا اولیاء اللہ تعالی سی جائز ہے اور جسقدر شبہات وخدشات فاسدہ اور توہمات
کاسدہ اس پر وارد مین وہابیہ کیطرفسی اور جو کچھہ مولف نی اپنی نفس سی ادلہ باطلہ عدم جواز کی گھڑی تھین اون تمام کا مردود ہونا
واضح ہوگیا اور حدیث یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی سی اولیاء اللہ تعالی کو ندا کرنا بھی بقول آنحضرت
صلعم کی واضح ہوگیا اور عبارتسی جسمین شیخ ابن علوان کا ذکر اوپر گذرا ہی اوس سی بھی ندا اولیاء اللہ تعالی کو دور سی کرنا ثابت
ہوگیا اور ندا کی بارہ مین اور پکارنیکی عدم جواز مین جو مولف نی ہذیان بکا تھا اور ہر دعا کرنے اور پکارنیکو عبادت قرار دیا جس سے
غرض ومطلب یہہ تھا کہ مدد چاہنا اور پکارنا غیر اللہ کو ناجائز ہے بلکہ حرام وشرک ہی سب کا ابطلان ظاہر ہوگیا پس ہماری تقریر
ماسبق سی یا شیخ عبد القادر رضؓ جیلانی شیئاً للہ کا جواز بھی واضح ہوگیا اگرچہ حاجت تفصیل کی نہین ہی اسیقدر اجمالاً اشارہ
کرنیسی ہر ادنی عقل والا بھی اوسکی جواز کو جان سکتا ہی لکن چونکہ مولف نی اپنی حماقت سی اس بارہ مین زبان درازی کی ہے
اور مسلمانونکو اسبارہ مین مانند یہود کی تحریف کرنیوالی قرار دیا ہی بلکہ خدا تعالی پر اسبارہ مین اس نادان نی یہہ افترا کیا
کہ خدا تعالی حضرت غوث اعظم رح سی اسبارہ مین سوال کریگا قیامت مین بلکہ اس مفتری نی خود جناب رسالت مآب صلعم سی
بھی خدا تعالی کا سوال کرنا اپنی ہذیان مین بکدیا اسواسطے بطور اجمال کی کچھہ بحث اسمین بھی کی جاتی ہی تاکہ مولف واوسکی
ہم مشرب دوسری وہابیونکا افترا خدا تعالی ورسول اللہ صلعم وبزرگان پر کرنا واضح ہو جاوی **بحث سوال** انبیاء
واولیاء اور وظیفہ یا شیخ عبد القادر رضؓ جیلانی شیئاً للہ قال المولف فی صفحہ ۴۳ پوچھی جاینگی سب نبی اور کل ولی قیامت کو دن
مخالفون پر حجت قایم کرنیکی لئے الزاما پس گویا کہ فرماویگا اللہ حبیب محمد صلعم سی کہ ای محمد کیا تو نی کہا تھا کہ مین احمد بلا میم اور مین
عرب بلا عین ہون پس گویا کہیگا اللہ کا حبیب اوپر اوسکی درود اور سلام مین نی نہین کہا لوگون نی مجھپر جھوٹھہ باندھا ہے
مین تو اونکو خبر کرچکا ہون کہ ڈرو اللہ سی حدیث بیان کرتی وقت میری طرفسی جو کوئی جھوٹھہ بولی مجھپر جان بوجھکر چاہیے
اوسکو کہ اپنی جاگہ دوزخمین کر لے اور پوچھیگا حسنین رضی اللہ تعالی عنہما سی کیا تمنی کہا تھا آدمیونکو کہ ہماری شہادت کی دنونکو
ماتم کرکے بکریو گویا وہ دونون جواب دینگی کہ ہمنی یہہ بات اونکو نہین کہی ہمنی ہماری نانا رسول اللہ صلعم کی سنت کی

پیروی کا حکم کیا تھا وہ بدعتین جھوٹونکی نکالی ہوئی ہین اور کہیگا اللہ برتر واسطی محی الدین کی پاک کری اللہ اوسکو بھیدونکو
کیا تونی کہا تھا اپنی خادمون اور مریدونکو کہ گیارہ ناموںکی تسبیح کریو اور ختم غوثیہ مین یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ
کہیو پس گویا کہ جناب غوث اعظم یون فرماوینگی ای پروردگار میری مینی کچھ خلاف شریعت نہین کہا مگر موافق تیری کتاب
اور مطابق تیری نبی کی سنت کی درود اللہ کا اوسپر اور سلام **فائدہ** واضح ہو کہ اصل عبارت یون تہی کہ یا شیخ سید عبد القادر
جیلانی شیئاً یا اللہ جہلانی اوسمین مانند یہود کی تحریف کردی فقط والدلیل علی ذلک قولہ تعالی وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی
ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰـہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الی ان قال مولف ہذہ الرسالۃ
المردودۃ اور پوچھے جائینگی بت جیسا کہ ہیچ قول اللہ کی وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ
اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ ھٰٓؤُلَآءِ اَمْ ھُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ مَا یَنْبَغِیْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِکَ اَوْلِیَآءَ
الآیہ انتہی ملخصاً اقول وباللہ التوفیق ان وہابیہ اندہ مولف کو خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم و بزرگان دین پر افترا کرنی
اور جھوٹ بنانی مین نہ خوف خدا ہی اور نہ شرم بندونکی مولف کو اس افترا علی اللہ تعالی والرسول والاولیاء کی سبب سی مصداق
آیت وَلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ کا کہا جاوی تو بجا ہی اس بیباک و ضلال و اضلال نا ک سی
پوچھنا چاہی کہ ای کذاب مفتری کس آیت یا حدیث صریح سی ثابت ہی کہ اللہ تعالی آنحضرت صلعم سی بھی وہ سوال کرے گا
جو تونی بیان کیا ہی اور آنحضرت صلعم وہ جواب دینگی جو تونی گھڑا ہی قرآن شریف مین تو فقط حضرت عیسی علیہ السلام اور معبودین
مشرکین سی سوال کرنا خدا تعالی کا اور اونکا جواب دینا ثابت ہی اوس مین ایسا عموم کہان ہی جو آنحضرت صلعم سے
واہل بیت سی اور اولیاء سی بھی سوال کرنیکو شامل ہووی پس اوس آیت کو جسمین عیسی علیہ السلام سوال ہونیکا اور معبودین
مشرکین سی سوال ہونیکا ذکر ہی مولف نی جو دلیل اسکی قرار دی ہی کہ آنحضرت صلعم واہل بیت و حضرت غوث اعظم رض سی بھی
سوال ہوگا یہہ سراسر حماقت وجہالت وضلالت وافترا آیت قرآنیہ پر ہی اگر مولف سچا اور مسلمان اور موافق اہل حق کے
عقیدہ رکھتا ہی تو علماء اہل حق اہل سنت وجماعت معتبرین کی اقوال سی اسکی تصحیح دکھلاوی کہ آنحضرت صلعم وحسنین رض
اور حضرت غوث اعظم رح سی بھی بدلیل ہر دو آیت مذکورہ سوال ہوگا ورنہ مولف کا تمام اہل حق اور سبیل مومنین کی
خلاف ہو کر ضال و مضل ہونا ثابت سہے اور یہہ قیاس مولف کا ایسا ہی جیسا کہ منکرین قرآن ومعاندین دین نی
ربا یعنی سود کو بیع پر قیاس کیا اور مانند بیع کی سود کو بھی حلال جانا اور کہا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا یا جیسی شیخ نجدی نے
خود کو حضرت آدم علیہ السلام سی قیاس سی بہتر جانا تہا کہ مین نار سی پیدا ہوا ہون اور آدم علیہ السلام مٹی کی
پیدا ہوی ہین اور سجدہ کرنیکا آدم علیہ السلام کو انکار کیا تھا جیسی کفار نی اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہکر نزول احکام الہی کا

انبیاء

انبیار علیہم السلام پر انکار کیا اور اپنے اوپر قیاس کرکے اپنا سا بشر جانکے یہہ جانا کہ جیسے ہمپر احکام نہین نازل ہوتے ہین بلکہ
نازل نہین ہو سکتی ہین ایسے ہی انبیار علیہم السلام پر بہی نازل نہین ہو سکتی ہین اس مولف نادان و بے ادب کو اسقدر بہی
پاس ادب ساتھہ حبیب خداتعالی کے نہین کہ آنحضرت صلعم کو ایسے سوال وجواب سے جسکا ثبوت نہ قرآن مین نہ
نہ حدیث مین ہے نہ کسی عالم معتبر کے قول سے ہے بری و محفوظ جانے نعوذ باللہ من ذلک کیا یہہ بے باک تِلْكَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ پر بہی ایمان نہین لایا ہے جس سے
فضیلت بعض رسول کی بعض پر اور بعض کے درجات بعض پر بلند ہونا واضح ہے اور مفسرین نے تحت اس آیت کے
آنحضرت صلعم کی تمام انبیار و رسل سے افضل ہونیکی تصریح کی ہے اور تمام امت محمدیہ صلعم کا اجماع و اتفاق بلا اختلاف
کی ہے کہ آنحضرت صلعم تمام انبیار علیہم السلام سے افضل ہین بلکہ خود آنحضرت صلعم نے بطور وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
فَحَدِّثْ کے اپنے افضل ہونے کی اور اکرم ہونیکی تمام اولین اور آخرین سے تصریح فرمائی ہے چنانچہ حدیث مروی ترمذی
و دارمی کی بروایت ابن عباس رض یہہ ہے کہ خود آنحضرت صلعم فرماتے ہین انا اکرم الاولین والاخرین ولا فخر
وانا اکثرهم تبعًا اور حدیث بخاری و مسلم کی بروایت انس رض ہے کہ خود آنحضرت صلعم فرماتے ہین انا سید
الناس یوم القیمة اور حدیث ابی ہریرہ کی ہے کہ آن سرور علیہ السلام فرماتے ہین انا اطمع ان اکون اعظم
الانبیاء اجرا یوم القیمة بلکہ ایک حدیث ترمذی مین اسطرح بہی فرمایا ہے آن سرور کائنات صلعم نے
انا سید ولد آدم یوم القیمة ولا فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن
سواه الا تحت لوائی اور ایک حدیث دارمی مین ہے ان النبی صلعم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا
خاتم النبیین ولا فخر اور ایک حدیث مین اسطرح بہی ہے اما ترضون ان یکون ابراهیم وعیسی
کلمة الله فیکم یوم القیمة وقال انهما فی امتی یوم القیمة ان تمام احادیث سے آنحضرت صلعم کا بزرگ
زیادہ ہونا تمام انبیار و رسل اولین و آخرین سے اور قیامت کے دن تمام انبیار علیہم السلام کا سردار ہونا اور تمام
انبیار علیہم السلام کا آنحضرت صلعم کے نشان کے نیچے ہونا اور تمام انبیار علیہم السلام سے آپکا اجر و ثواب مین قیامت کے دن
زیادہ ہونا اور آپکا تمام رسول کے پیشوا ہونا ثابت ہے بلکہ حضرت ابراهیم علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کا
دن قیامت کے آنحضرت صلعم کی امت مین داخل ہونا ثابت ہے پس جب آنحضرت صلعم کو عیسی علیہ السلام
و دیگر انبیار علیہم السلام پر ایسا شرف و بزرگی اور فضیلت ہے اور آنحضرت صلعم کی امت مین مانند ابراهیم
و عیسی علیہ السلام سے اولوالعزم پیغمبر داخل ہوئے تو دوسرے انبیار علیہم السلام پر آنحضرت صلعم کو قیاس کرکے

جو سوال اون دوسرون سے ہوگا ویسا ہی سوال آنحضرت صلعم سے ہونیکا اعتقاد کرنا قیاس مع الفارق ہے اور باطل ہے اور بطور
دلالت مساوات یا دلالت اولی ہے اون آیاتسے جنمین عیسی علیہ السلام سے اور معبود مشرکین سے سوال ہونیکا ذکر ہے آنحضرت
صلعم کے حق مین ویسا سوال ہونا ہرگز ثابت نہین ہوسکتا ہے کیونکہ یہ تو جب ثابت ہوتا کہ آنحضرت صلعم سے عیسی علیہ السلام
و معبودین و مشرکین کا برابر ہونا یا اولی و اعلی ہونا فضیلت و کرم مین ثابت ہوتا جب یہہ ثابت نہین ہے تو بطور دلالت
نص بھی ثبوت اسکا ہرگز نہین ہوسکتا ہے پس مؤلف کا خدا تعالی اور آنحضرت پر افترا کرنا اور جھوٹ باندھنا واضح ہے
اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ بنانا موجب استحقاق دخول نار کا ہے بلکہ بعض کے نزدیک تو کفر ہے ملا علی قاری رح نے
حدیث نبوی (مَن کذبَ علیّ مالم اَقُل فلیتبوأ مقعدہ من النار) کو بہت سے طرق سے ساتھہ الفاظ متفاوتہ کے نقل کیا ہے
اپنے موضوعات کبیر مین پھر بحوالہ جلال الدین سیوطی رح کے صفحہ ۹ مین یہہ نقل کیا کہ اس حدیث کو سو صحابہؓ سے زیادہ نے
روایت کیا ہے اونکی عبارت یہہ ہے قال الحافظ السیوطی روی ھذا الحدیث اکثر من مائۃ من الصحابۃ
انتہی اور اسی صفحہ مین ہے قال شیخ مشائخنا الحافظ جلال الدین السیوطی لا اعلم شیئا من الکبائر
قال احد من اہل السنۃ بتکفیر مرتکبہ الا الکذب علی رسول اللہ صلعم فان الشیخ ابا محمد
الجوینی من اصحاب الشافعی وھو والد امام الحرمین قال ان من تعمد الکذب علیہ علیہ
السلام یکفر کفرا یخرجہ عن الملۃ وتبعہ علی ذلک طائفۃ منہم الامام ناصر الدین بن المنیر
من ائمۃ المالکیۃ قلت ویؤیدھما قولہ علیہ السلام لیس الکذب علیّ ککذب علی غیری)
وکذا امرہ ع بقتل من کذب علیہ ولحراقہ بعد موتہ وذلک لان الافتراء علیہ افتراء علی اللہ
فانہ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی) ویقویہ قولہ فی ما تقدم ما اقول الا ما انزل
من السماء فاذا کان کذلک (فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا) وانما یفتری الکذب الذین
لا یؤمنون بآیات اللہ ای الکذب علی اللہ ورسولہ فان الکذب علی غیرھما لا یخرجہ عن الایمان
باجماع اہل السنۃ والجماعۃ انتہی یعنے کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہین ہے کہ اہل سنت وجماعت مین سے کسی نے اوس گناہ کے
کرنیوالے کو کافر کہا ہووے سوائے جھوٹ بنانیکے اوپر آنحضرت صلعم کے کہ شیخ ابو محمد جوینی رح نے جو امام شافعی صاحب کے اصحاب مین سے
ہین اور وہ والد ہین امام الحرمین کے اونہون نے فرمایا ہے کہ جو آنحضرت صلعم پر تعمدا جھوٹ بناوے تو وہ ایسا کافر ہوجاتا ہے
کہ اسلام سے نکل جاتا ہے اور امام جوینی کے قول کے موافق ایک گروہ دوسرے نے بھی کہا اوس گروہ مین سے ایک امام ناصر الدین ہین
جو ائمہ مالکیہ مین سے ہین اور ملا علی قاری صاحب فرماتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ امام جوینی اور امام ناصر الدین نے

و امر النبی صلعم ۱۲ منہ

جو آنحضرت صلعم پر جھوٹ باندھنے والیکو کافر فرمایا ہی تو اونکے قول کی یہہ حدیث رسول اللہ صلعم کی بھی تائید کرتی ہی لیس
الکذب علیّ ککذب علی غیری یعنے آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ مجھپر جھوٹ باندھنا مانند جھوٹ باندھنے کی
اور غیر میری کی نہین ہی اور ایسی ہی اون دونون امامونکے قول کی تائید یہہ بھی کرتا ہی کہ آنسرور علیہ السلام نے اوس شخص کی
قتل کرنیکا حکم دیا اور بعد موت کے جلا دینے کا حکم دیا تھا جس نے آنحضرت صلعم پر جھوٹ باندھا تھا اور یہہ حکم آنحضرت صلعم کا
جھوٹ باندھنے والے پر اسواسطے ہے کہ آنحضرت صلعم پر جھوٹ باندھنا اور افترا کرنا خدا تعالے پر جھوٹ باندھنا اور افترا کرنا
ہی کیونکہ جو کچھ آنحضرت صلعم احکام شرعیہ بیان فرماتے ہین تو وہ سوائے وحی کے اللہ تعالی کیطرف سے دوسرا کچھ نہین ہے
اور اوسکے وحی الہی ہونیکی یہہ حدیث بھی تائید کرتی ہی کہ جو کچھہ مین کہتا ہون وہ تمام آسمان سے ہی نازل ہوا ہے
پس جب ایسا ہوا کہ آنحضرت صلعم پر افترا کرنا اور جھوٹ بنانا خدا تعالی پر افترا کرنا اور جھوٹ بنانا ہی اور خدا تعالی پر
افترا کرنیوالا بہت بڑا ظالم ہے اور خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم پر جھوٹ بنانیوالے ایسے ہی لوگ ہوتے ہین جو خدا تعالی
کی آیات و کلام پر ایمان نہین رکھتے ہین خدا اور رسول پر ہی جھوٹ بنانیسے آدمی کافر ہوتا ہی انکے غیر پر جھوٹ بناوے تو کافر
نہین ہوتا ہی اور انکے یعنے خدا رسول کے غیر پر جھوٹ بنانا جھوٹ بنانیوالے کو ایمان سے خارج نہین کرتا ہی اور اس خارج نکرنے
پر اجماع اہل سنت و جماعت کا ہی اس تقریر ملا علی قاری رح سے بہی آنحضرت صلعم پر جھوٹ بنانیوالیکا کافر ہونا ثابت
ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ باندھنے کی حرمت سخت ہوئیہین اور حرمت قطعی ہوئیہین تو کسی کو کلام ہی اسمین نہین ہے
اور ایسی حرمت کے حلال جاننے سے کافر ہونا بخوبی کتب دینیہ سے ثابت ہی پس مؤلف رسالہ نے سوال و جواب مذکورین
کی بارہ مین خدا تعالی اور رسول اللہ پر جھوٹ باندھا ہی کیونکہ کسیطرح سے اون سوال و جواب کا ثبوت قرآن و حدیث
و اجماع سے نہین ہی اور یہہ ظاہر ہے کہ مولف ایسا کہدینے اور ایسے سوال و جواب کی نسبت خدا تعالی اور رسول اللہ
صلعم کی طرف کرنیکو حرام بہی نہین جانتا ہوگا بلکہ عین حق و حلال اعتقاد کرتا ہی اسیواسطے اوسکے بارہ مین وہ آیت جسمین
عیسی علیہ السلام سے سوال ہونے اور اونکے جواب دینے کا ذکر ہے اور دوسری آیت جسمین معبودین مشرکین کے سوال
و جواب کا ذکر ہے مولف نے پیش کی ہے پس مولف کے اب ایماتسی لوگونکو خبردار ہوجانا چاہیے دیکھو آنحضرت صلعم و صحابہ رض
تو ایسی احتیاط کرتے تہے کہ حتی الامکان جو حدیث کہ اپنے کانونسے آنحضرت صلعم کی زبانی سنی ہوتی تہی وہ بہی اس
خوف سے روایت اور نقل نہین کرتے کہ کہین زیادہ و کم اوسمین نہوجاوے اور ہم آنحضرت صلعم پر جھوٹ بنانے والونمین
نہ داخل ہوجاوین چنانچہ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دار قطنی مین ہی عن انس رض انہ لیمنعنی
ان احدثکم حدیثا ان النبی صلعم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار اس حدیث سے

واضح ہو کہ حضرت انس رضی صحابی آنحضرت کی فرماتی مین کہ مین اسواسطی بہت حدیث نہین روایت کرتا کہ آنحضرت صلعم نے
یہہ فرمادیا ہی کہ جو مجھپر قصد جھوٹ بولنیکا کرے تو چاہئی اوسکو کہ اپنی جگہہ دوزخ قرار دیلے اور بخاری ابی داؤد نسائی ابن ماجہ
دار قطنی مین ہی عن عبد اللہ بن الزبیر قال قلت للزبیر انی لا اسمعک تحدث عن رسول اللہ
صلعم کما یحدث فلان وفلان قال اما انی لم افارقہ منذ اسلمت ولکنی سمعتہ یقول من کذب
علی فلیتبوأ مقعدہ من النار زاد الدار قطنی واللہ ما قال متعمدًا وانتم تقولون متعمدًا
یعنی عبد اللہ بن زبیر رضی کہتی ہین کہ مین نے زبیر رضی اللہ تعالی اصحابی رسول اللہ صلعم سے کہا کہ جسطرح فلان فلان صحابی روایت
حدیث کی کرتی ہین اسطرح تمکو مین نے روایت حدیث کرتے نہین سنا زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے یہہ جواب دیا کہ جبسی کہ مین نے
اسلام لایا ہون آنحضرت صلعم سے جدا نہین ہوا ہون لکن مین نے آنحضرت صلعم کو یہہ حدیث فرماتی ہوئی سنا ہی کہ جو شخص
مجھپر جھوٹ بولی تو وہ اپنی جگہہ دوزخ کو بنالی یعنی چونکہ رسول اللہ صلعم نے ایسا فرمادیا ہے تو کمی زیادتی ہو جانیکی خوف سے
اور اس حدیث کے مصداق بنجانیکے ڈر سے مین روایت حدیث رسول اللہ کی نہین کرتا ہون اور دار قطنی کی روایت
اسقدر اور زیادہ ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ یہہ بہی فرماتی ہین کہ تم متعمدًا کی قید لگاتی ہو قسم اللہ تعالی کی رسول اللہ
صلعم نے متعمدًا نہین فرمایا ہے یعنی آنحضرت صلعم نے جو یہہ وعید فرمائی ہی تو یہہ وعید تعمد و قصد پر موقوف نہین کی بلا اس قید کے
بہی یہی وعید ہی اور امام احمد و بزار و ابی یعلی و دار قطنی و حاکم کی روایت مین ہی عن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ انہ کان
یقول ما یمنعنی ان احدث عن رسول اللہ صلعم ان لا اکون اوعی اصحابہ عنہ ولکنی اشہد
لسمعتہ یقول من قال علی کذبًا فلیتبوأ بیتًا فی النار یعنی حضرت عثمان رضی فرماتی ہین کہ مجھکو حدیث آنحضرت
صلعم کی بیان کرنیسی یہہ امر مانع نہین ہی کہ مجھکو حدیث رسول اللہ صلعم کی یاد و حفظ نہین ہی بلکہ مجھکو آنحضرت صلعم کی حدیث
بیان کرنیسی یہہ بات مانع ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہہ فرمایا ہی کہ جو مجھپر جھوٹ کہی تو اپنا گہر آگ مین چاہئی کہ بنا وی طبرانی کی
اوسط مین یہہ روایت ہی عن ابی خلدۃ قال سمعت میمون الکردی وھو عند مالک بن دینار وقال
لہ مالک بن دینار ما للشیخ لا یحدث عن ابیہ فان اباک قد ادرک النبی علیہ السلام وسمع منہ
فقال کان ابی لا یحدثنا عنہ علیہ السلام مخافۃ ان یزید او ینقص فی الکلام وقال سمعتہ علیہ
السلام یقول من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار اس سے بہی واضح ہی کہ شیخ میمون کردی کی والد
صحابی تہی رسول اللہ صلعم کے وہ بہی آنحضرت صلعم کی حدیث روایت اس خوف سے نہین کرتے تہے کہ کہین کمی بیشی کلام مین
نہو جاوے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ نہو جاوے اور اس حدیث کی مصداق نہ بنجاوین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جو مجھپر

جھوٹ بولی تو اپنی جگہہ آگ مین بناوی اور ابن عدی کی روایت مین ہی عن صہیب و لفظہ من کذب علی کلف یوم القیمۃ ان یعقد بین شعیرتین فذالک الذی یمنعنی من الحدیث اس سی ہی واضح ہی کہ صہیب صحابی رضی رسول اللہ صلعم کی فرماتی ہین کہ مین اس خوف سی روایت حدیث رسول اللہ صلعم کی نہین کرتا ہون کہ آنحضرت صلعم نی یہہ فرمایا ہی جو شخص مجھپر جھوٹ بولی تو قیامت کی دن اوسکو یہہ تکلیف دیجاویگی کہ درمیان جو کی دانہ کی گرہ لگاوی یہہ روایات موضوعات کبیر ملا علی قاری رحمہ سی نقل کی گئی ہین ایک عبارت دوسری اوسی کتاب کی یہہ ہی ثم من روی عن النبی علیہ السلام حدیثا وھو شاک فیہ اصحیح او غیر صحیح تکون کاحد الکاذبین لقولہ علیہ السلام من کذب عنی حدیثا وھو یری انہ کذب حیث لم یقل وھو یستیقن انہ کذب وفی للتحرز عن مثل ذلک کان الخلفاء الراشدون والصحابۃ المنتجبون یتقون کثرۃ الحدیث عنہ علیہ السلام وکان ابوبکر و عمر یطالبان من روی لھما حدیثا عنہ علیہ السلام لم یسمعاہ عنہ باقامۃ البینۃ علیہ ویتواعدانہ فی ذلک وکان علی یستحلفہ علیہ وکان بعض المحتاطین من المحدثین من الصحابۃ والتابعین کان یقول قریبا من ھذا او نحو ھذا او شبہ ھذا کل ذلک خوفا من الزیادۃ والنقصان او السھو والنسیان وکان من جملۃ المحتاطین فی ھذا الامر والشان ابو حنیفۃ النعمان وقد اخبر علیہ السلام بما یقع فی اخر الزمان فی امتہ من الروایات الکاذبۃ والاحادیث الباطلۃ فحذرھم عن ذلک خوفا ان یقع ھالک ھناک فقال سیکون فی آخر الزمان اناس من امتی یحدثونکم بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم فایاکم وایاھم اخرجہ مسلم من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ومن ھذا قیل الاسناد من الدین لانہ مدار المجتھدین انتہی یعنی جو شخص حدیث رسول اللہ صلعم کی بیان کرے اسحالت مین کہ اوسکو شک ہو کہ آیا یہہ حدیث صحیح ہی یا غیر صحیح ہی تو وہ جھوٹون سی ہے یا اون دو جھوٹون مین سی ہے کہ وہ راوی اور مروی عنہ اوس حدیث کی ہین بسبب فرمانی آنحضرت صلعم کی کہ جو شخص حدیث میری طرف سی نقل کرے اسحالمین کہ اوسکی رای مین یہہ ہووے کہ وہ جھوٹ ہی اس حدیث مین آنحضرت صلعم نی یہہ نہین فرمایا کہ وہ یقین رکھتا ہووی کہ وہ جھوٹ ہی یعنی جب آنحضرت صلعم نی یہہ قید نہین لگائی کہ اوس حدیث کی جھوٹی ہونیکا اوسکو یقین ہووے اوسوقت اوسکی حق مین یہہ وعید ہی تو حالت گمان و شک جھوٹ کا ہونیمین بہی اوسکی حق مین وہی وعید ہی جو آنحضرت صلعم نی فرمائی ہے اور واسطی پرہیز کرنی اور بچنی کی ایسی وعید سی خلفاء راشدون اور دوسری صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین آنحضرت صلعم سی زیادہ روایت کرنیکی بارہ مین پرہیز کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رض و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی

سامنی جو کوئی ایسی حدیث آنحضرت صلعم کی بیان کرتا تھا کہ وہ حدیث ان دونون صاحبون نی آنحضرت صلعم سی خود نہ سنی
ہوئی تھی تو اوس حدیث کی روایت کرنیوالی سے گواہ طلب کرتی تہی اور اس بارہ مین اوسکو ڈراتی تہے اور حضرت علیؓ اوس
حدیث کی روایت کرنیوالی سے حلف اور قسم لیتی تہی اور بعضی صحابہ وتابعین جو احتیاط والی تھے حدیث آنحضرت صلعم کی روایت
کرکے فرماتی تھی کہ آنحضرت صلعم اسکی قریب یعنی جیساکہ ہمنی کہا ہی اسکی قریب قریب آپ فرماتی تھے یا مانند اسکی فرماتی تہی یا مشابہ
اسکی فرماتی تھے ایسی کلمات روایت کرتی وقت وہ صحابہ وتابعین احتیاط والی بسبب خوف کمی بیشی اور سہو ونسیان کی فرماتی تہی اور ایسی
امر مین احتیاط کرنیوالونمین سی امام اعظم امام حنیفہ رح بہی تہی اور آنحضرت صلعم نی اول سی ہی ایسی خبر دی تھی کہ آخر زمانہ مین آپکی
امت کی درمیان ایسا واقع ہوگا کہ روایات کاذبہ واحادیث باطلہ لوگ روایت کرینگی اسیواسطی کہ کوئی ایسی روایات کاذبہ
اور احادیث باطلہ بیان کرکے ہلاک نہووی آپنی اول ہی ڈرایا اور فرمایا تھا کہ آخر زمانہ مین میری امت مین سی بعضی لوگ ایسی
حدیثین تمکو سناوینگی کہ تمنی اور تمہاری باپون نی بہی نہ سنین ہونگی اونسی تم بچو اور پرہیز کرو اسیواسطی اسناد حدیث دین مین
قرار دی گئی ہی اوسی کتاب ملا علی قاری صاحب مین یہہ عبارت بہی ہی وقد حکی الحافظ ابو بکر بن الخیر اتفق العلماء
علی انہ لا یصح لمسلم ان یقول قال رسول اللہ صلعم کذا حتی یکون عندہ ذلک القول مرویا ولو علی
اقل وجوہ الروایات لقولہ علیہ السلام من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار وفی بعض الروایات
من کذب علی مطلقا من غیر تقیید انتہی یعنی تمام علماء کا اتفاق ہی اسپر کہ کسی مسلمان کی واسطی صحیح اور جائز نہین
یہہ کہ کہی کہ رسول اللہ صلعم نی ایسا فرمایا ہی جبتک اوس مسلمان کی نزدیک وہ فرمانا آنحضرت صلعم کا روایات سی ثابت ہوا ہووی
اگرچہ اقل وجہ روایت کی ہووی اور یہہ اسواسطی جائز نہین ہے کہ آنحضرت صلعم نی فرمادیا ہی کہ جو شخص جھوٹ بولی مجھپر قصدًا
پس چاہی کہ وہ اپنی جگہہ دوزخ کو بنالی اور بعض روایات مین اسیقدر آنحضرت نی فرمایا ہی کہ جو جھوٹ بناوی مجھپر تو چاہی کہ جگہہ دوزخمین
بنالی اوسمین قید قصد اور عمد کی آپنی نہین فرمائی ہی اب مسلمان غور کرین مولف کی حال مین کہ صحابہ آنحضرت صلعم کے
اون احادیث کی روایت کرنی اور بیان کرنیمین بہی خوف کرتی تھے جو اون صحابہؓ نی خود آنحضرت صلعم سی سنی تھین اور کمی بیشی
ہوجانیکی خوف سی جو موجب استحقاق دخول نار ہی لوگونکی سامنی نہین بیان کرتی تہے اور یہی عذر پیش کرتی تہی کہ آنحضرت صلعم نی
جھوٹ بنانیوالی کے حق مین ایسا فرمایا ہی جیسا کہ مکرر اوپر گذرا ہے اور یہہ مولف ایسا بیباک و نڈر بلکہ مفتری خدا تعالی اور رسول
اللہ صلعم پر ہی کہ جس سوال و جواب کی ہونیکو خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم نی نہین فرمایا ہے اور کسیطرح سی اوسکا ثبوت کسی روایت قوی
وضعیف سی ہرگز نہین ہی وہ بہی خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم پر اپنی نفس امارہ سی لگائی دیتا ہی اور خدا تعالی و رسول اللہ صلعم پر
جھوٹ باندھتا ہے اور افترا کرتا ہی کہ اللہ تعالی یہہ سوال آنحضرت صلعم سی کریگا اور رسول اللہ صلعم یہہ جواب دینگی

نعوذ باللہ من ہذہ الکذب علی اللہ و رسولہ مؤلف کو او نہین لوگو نمین سی جاننا چاہیی کہ جنکی حق مین آنحضرت صلعم نی یہہ فرمایا ہے
کہ آخر زمانہ مین ایسی حدیثین بیان کرینگے کہ تمنی اور تمہاری باپون نی بہی کبہی نہ سنی ہونگی بلا شبہہ مولف اسکا مصداق ہی
کہ یہہ اسنی ایسی حدیث بیان کی کہ کسی مسلمان کی دادا اور پردادا نی بہی ہرگز نہین سنی ہوگی پس موافق فرمانی آنحضرت
صلعم کی مسلمانونکو چاہیی کہ مولف کو ایسی کذابو نمین سی جانکر مولف سی اشد پرہیز کرین اور اس سوال و جواب کا چونکہ ثبوت
کسی قسم کی روایت سی نہین اور باوجود اسکی مولف اسکا قائل ہوا تو جو امر غیر صحیح و غیر جائز باتفاق تمام علمار کی ہی اوسکا مولف
مرتکب بلکہ مستحل ہوا تو مولف کی ایمان کا حال مسلمان معلوم کرین اگر مولف واسطے دفع الوقتی اور اپنی برات عن القباحت
کیواسطی یہہ دہوکہ عوام کو دی کہ آنحضرت صلعم پر کذب و افترا کرنا حرام سخت اور بعض کی نزدیک کفر اور مخالف حدیث
من کذب علی الحدیث کی اوسوقت ہی کہ کوئی قصداً اور عمداً آنحضرت صلعم پر جہوٹ بولی اور افترا کرے اور مین نی قصداً
اور عمداً آنحضرت صلعم پر جہوٹ نہین باندھا اور افترا قصداً و عمداً نہین کیا پس ارتکاب حرام و کفر عند البعض و
مخالفت حدیث کا مین نے نہین کیا تو مؤلف کی دہوکہ کا جواب یہہ ہی کہ جب مولف کی نزدیک ایسی سوال و جواب کا
ثبوت روایات کسی قسم کی سی نہین ہے اور باوجود اس عدم ثبوت مذکور کی مولف اسکا قائل و معتقد ہی تو یہی قصداً
و عمداً جہوٹ آنحضرت صلعم پر بلکہ خدا تعالیٰ پر بہی باندھنا مولف کا ثابت پس قلع و قمع ایمان مولف کا ہونا ثابت ہے
دوسرا جواب یہہ ہی کہ بہت روایات حدیث من کذب علی الحدیث مین لفظ تعمداً و متعمداً کا نہین چنانچہ اوپر چند روایات
ایسی بہی گذرین ہین کہ اونمین قید متعمداً کی نہین ہے اس قید سی وہ روایات مطلقہ ہین اور اسیواسطی کہ بعض وقت آنحضرت
صلعم نی یہہ قید متعمداً کی نہین فرمائی ہی روایت دار قطنی مین زبیر رضی اللہ تعالیٰ سی اوپر گذر چکا ہی کہ وہ یعنی زبیر رضی اللہ تعالیٰ
بالتصریح یہہ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلعم نی متعمداً نہین فرمایا ہی اور یہہ ظاہر ہے کہ یہہ کہنا حضرت زبیرؓ کا موافق اپنی
اپنی علم کی ہے اور موافق اپنی سماعت کی ہی یعنی آنحضرت صلعم نی جسوقت حدیث مذکور حضرت زبیرؓ کے روبرو بیان فرمائی
اوسوقت یہہ قید متعمداً نہین فرمائی ہوگی اسیواسطی حضرت زبیرؓ آپکی اس قید متعمداً کی فرمانیکا قسم کہاکر انکار کرتے ہین
اور دوسرے صحابہؓ کے روبرو حدیث مذکور فرماتی وقت آپنی یہہ قید بہی فرمائی ہوگی اور ایک مضمون کی حدیث کئی مرتبہ
فرمانا اور بعض مرتبہ ایک قید کی ساتہہ فرمانا اور بعض مرتبہ بلا قید کی فرمانا عقلاً و شرعاً و عرفاً کچھ بعید نہین ہی پس جب
حدیث مذکور بلا قید متعمداً کی اور مع قید متعمداً کی دونون طرح سی وارد ہی اور یہی یعنی بعض روایات کا اس قید سی مطلق ہونا
ملا علی قاری رح کی اوس عبارت سی جو ابہی آخر مین منقول ہوئی ہے ثابت ہی تو ہم حنفیہ کی اصول و قواعد کی موافق جس حدیث
مین قید متعمداً کی ہی اوس سی متعمداً آنحضرت صلعم پر جہوٹ باندھنی کی حرمت کا ثبوت ہی اور بعض کی نزدیک کفر کا ثبوت ہے

اور اوس حدیث سے جسمین متعمداً کذب آنحضرت صلعم پر باندھنے کی حرمت وکفر کا ثبوت ہے اوسمین اسپر دلالت نہین ہے موافق مذہب
حنفیہ کے کہ بلا تعمد کے آنحضرت صلعم پر افترا کرنا اور جھوٹ باندھنا درست ہے غایت یہہ ہے کہ یہہ مسکوت عنہ ہے یعنی اوس حدیث مین بلا تعمد کے
آنحضرت صلعم پر افترا کرنے اور جھوٹ باندھنے سے حرمت وکفر ہونے اور نہونیسے سکوت ہے نہ اوسمین سے حرمت وکفر ثابت ہوتا ہے اور نہ
عدم حرمت وعدم کفر معلوم ومفہوم ہوتا ہے پھر جب دوسری روایات کو دیکھا جاتا ہے جنمین متعمداً کی قید نہین ہے تو اونسے بلا قید
تعمد کے بھی آنحضرت صلعم پر افترا کرنے اور جھوٹ باندھنے کا عدم جواز اور بعض کے نزدیک کفر ثابت ہوتا ہے تو بلا قید تعمد کے بھی حرمت
یا کفر کا ثبوت ہوگیا پس چونکہ بلا قید تعمد کے بھی حرمت یا کفر کا ثبوت ہے اون روایاتسے جنمین قید تعمد کی نہین ہے تو اسیواسطے
حضرت زبیر صحابی رسول اللہ صلعم نے یہہ صاف فرمادیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے متعمداً نہین فرمایا ہے تم متعمداً کہتے ہو جسکی مراد یہہ
ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلعم کے نزدیک آنحضرت صلعم پر جھوٹ بولنے اور افترا کرنے پر جو وعید ہے تو اسپر موقوف نہین کہ تعمداً ہی
کوئی آپ پر جھوٹ بولیگا تو دوزخی ہوگا ورنہ نہوگا اگر تعمد پر دوزخی ہونیکو موقوف کرتے ہو تو تم اپنی طرفسے اور اپنی رای سے
موقوف کرتے ہو یہہ موقوف کرنا آنحضرت صلعم کیطرفسے نہین ہے اور اسیواسطے کہ مطلق یعنے بلا قید تعمد کے بھی یہی وعید ہے دوسرے
صحابہ رض بھی روایت احادیث کرنیسے ڈرتے تھے ورنہ یہہ تو ظاہر ہے کہ کوئی ادنی صحابی بھی آنحضرت صلعم پر تعمداً جھوٹ
نہین بول سکتا ہے اگر کسی صحابی سے جو کچھ بالفرض واقع ہوتا تو بلا تعمد ہی واقع ہوتا جب بلا تعمد مین قباحت نہین تھی
تو روایت کرنیسے اور تبلیغ احکام کرنیسے جسکے آنحضرت صلعم کیطرفسے صحابہ رض مامور تھے کیون باز رہتے اور ملا علی قاری نے شرح
جو اخر عبارت مین یہہ کہدیا کہ بعض روایت مین من کذب علیّ مطلقاً آیا ہے قید متعمداً نہین ہے اس سے غرض ملا علی
قاری رح کی بھی یہی ہے کہ بلا تعمد بھی کسی سے آنحضرت صلعم پر جھوٹ وکذب واقع ہوگا تو اوسپر بھی وہی وعید ہے کہ جگہہ
اوسکی واسطے دوزخ ہے اسکی نظیر کہ ایک جگہہ ایک قید ذکر کی ہووے اور اوس جگہہ ایک حکم لگایا ہووے اور دوسری جگہہ بغیر اوس قید کے
ذکر کیا ہووے اور وہانسے وہی حکم ہم حنفیہ کے اصول کے موافق ثابت ہووے جو وہان ثابت ہوا تھا جہان مع قید کے ذکر کیا تھا
قرآن مین بھی موجود ہے کما قال اللہ تعالی وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ یعنی جو شخص اس قدر زیادتی مال کی طاقت نرکھے کہ عورتون حرہ مسلمان سے نکاح کرے
تو وہ شخص کنیزکون اور باندیون مسلمان سے نکاح کرے اس آیت مین خدا تعالی نے باندیونسے نکاح کرنیکے جواز کو معلق اسپر کیا
کہ حرہ کے نکاح کی طاقت ووسعت نہو یعنی اسقدر مال زائد نہو کہ جسکے ذریعہ سے نکاح حرہ سے کرے اور باندیون مین بھی قید مسلمان ہونیکی
لگائی ہم حنفیہ کے نزدیک باوجود وسعت نکاح حرہ کے بھی باندی ولونڈی سے نکاح درست ہے اور اگر لونڈی کتابیہ سے نکاح کرے
تب بھی درست ہے اس آیت کے بارہ مین ہمارے علما یہہ فرماتے ہین کہ خدا تعالی نے وقت نہونے قدرت کے اوپر نکاح حرہ کے لونڈیونکے

ساتھہ نکاح کرنیکا حکم ہمارے واسطے بیان کر دیا اور اس آیت مین نکاح لونڈیونسے وقت ہونے قدرت کے اوپر نکاح حرہ کے سکوت ہے نہ اوسکی نفی ہے نہ اثبات ہے دوسری دلیل خارجی سے کہ وہ آیت وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ ہے وقت قدرت کے اوپر نکاح حرہ کے بھی لونڈی سے نکاح کا جواز ثابت ہے اسیطرح لونڈی مسلمان سے اس آیت مین نکاح کرنیکا ذکر ہے اور کتابیہ سے نکاح کرنیکی نہ اسمین نفی ہے نہ اثبات ہے پس جس دلیل سے مطلقہ کتابیہ کا نکاح درست ہے خواہ وہ لونڈی خواہ حرہ اوسی سے لونڈی کتابیہ کا نکاح بھی ثابت ہے تھوڑی سی عبارت تفسیر احمدی کی نقل کیجاتی ہے وہ یہہ ہے وعندنا جاز نکاح الامۃ وانکان قادرا علی الحرۃ وذلک لان اللہ تعالی انما بین الحکم عند عدم الطول علی الحرۃ واما عند الطول علیہا فالنص ساکت عنہ فلم یوجب نفیا ولا ثباتا فبقی علی الحل الاصلی عملا بقولہ تعالی وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ وھکذا جاز نکاح الامۃ الکتابیۃ ایضا عندنا لان الوصف بمنزلۃ الشرط فکما لا یلزم من نفی الشرط نفی المشروط عندنا فکذلک لا یلزم من نفی الصفۃ نفی الموصوف انتہی اور ہدایہ اور اوسکی شرح نہایہ مین ہے م وعندنا الجواز مطلق ش ای جواز النکاح الامۃ مطلقا مسلمۃ کانت او کتابیۃ م لاطلاق المقتضی ش وھو قولہ تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء انتہی پس اسیطرح جس روایت مین قید متعمدا کی ہے اوس سے حالت تعمد مین جھوٹ آنحضرت صلعم پر بولنے سے دوزخی ہونیکی ثبوت ہے اور جس روایت مین یہہ قید تعمد کی نہین ہے اوس سے بلا تعمد کے بھی جھوٹ آنحضرت صلعم پر بولنے سے دوزخی ہونا ثابت ہے پس بہر صورت مولف کا افترا کرنا اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ بولنا اور مستحق دوزخ ہونا اس جھوٹ باندھنے کے سبب سے ثابت ہے اگر مولف یہہ دھوکہ لوگونکو دیوے کہ مین نے یہہ نہین کہا کہ خدا تعالی سوال آنحضرت صلعم سے امور مذکورہ کے بارہ مین کریگا اور آنحضرت صلعم وہ جواب دینگے جو اوپر مذکور ہوا ہے مین نے تو یہہ کہا ہے کہ گویا فرمایگا اللہ تعالی اپنے نبی اور اپنے حبیب محمد صلعم کو) اور اسی طرح آنحضرت صلعم کے جواب دینے کے بارہ مین مین نے اسطرح کہا ہے (گویا کہیگا اللہ کا حبیب) اور یہہ عبارت اردو ترجمہ ہے میری عبارت عربی کا جو اس سے پہلے مین نے اس بارہ مین لکھی ہے وہ عبارت عربیہ میری یہہ ہے (فکانہ یقول اللہ تعالی لنبیہ وحبیبہ محمد صلعم یا محمد أ انت قلت للناس انا احمد بلا میم وانا عرب بلا عین فکانہ یقول علیہ الصلوۃ والسلام لا یارب لا ینبغی لی ان اقول الخ) اس عبارت عربیہ میں بھی سوال وجواب وانوخمین لفظ کَاَنَّ کا موجود ہے پس یہہ سوال وجواب جو مین نے ذکر کیا ہے تو یقینا یہہ سوال وجواب مع سامین نے نہین ذکر کیا کیونکہ لفظ کَاَنَّ عربی مین اور لفظ گویا اردو مین یقینا نہونے پر دال ہے اور یہہ وعید جو احادیث نبویہ سے ثابت ہے تو اوس شخص کے حق مین ہے جو یقینا آنحضرت صلعم پر افترا کرے اور جھوٹ بولی تو جواب اس دھوکہ مولف کا یہہ ہے کہ اگرچہ تم نے لفظ کَاَنَّ کے ساتھہ عبارت عربیہ مین

اور لفظ گویا کی ساتھہ عبارت اُردو مین اپنی سوال و جواب گھڑی ہوئی اور افترا کئی ہوئی کو ذکر کیا ہی لکن پہلی اس کی شروع عبارت عربی مین لفظ کَاَنَّ کا ذکر نہین کیا ہی شروع عبارت تمھاری یہہ ہی یُسْئَل الانبیاءُ والاولیاءُ یوم القیمۃ الزاما للحجۃ علی المخالفین اس عبارت عربیہ مین لفظ کَاَنَّ نہین جزمًا اس سے بحسب تمھاری زعم فاسد کے تمام نبیون اور اولیا سی سوال ہونا ثابت ہی اور اسیطرح تمھاری عبارت اُردو یہہ ہی (پوچھی جائینگی سب نبی اور کل ولی قیامت کی دن مخالفون پر حجت قائم کرنیکی لئے الزامًا) اس عبارت اُردو سے بھی بخوبی واضح ہی کہ سب نبی ضمین آنحضرت صلعم بھی مین سوال ہوگا اور اس عبارت مین کوئی لفظ ایسا نہین ہی جو اسپر دال ہو کہ مولف یہہ قول جزمًا و یقینًا نہین کہتا ہی بلکہ بطور شک و گمان و وہم کی کہتا ہے پس اُردو عبارت مولف سی بھی یہی ثابت ہی کہ مولف کی نزدیک یقینًا و جزمًا آنحضرت صلعم سی بھی سوال ہوگا پس جب جزمًا یقینًا یہہ کذب و افترا مولف کا ثابت ہوا تو مولف بنابر اس قول شروع عبارت کی وعید حدیث نبوی کا مصداق بنا اور مولف مستحق دوزخ بلکہ بعض کی نزدیک کافر ہوا اور سوال و جواب پر عبارت عربیہ لفظ کَاَنَّ اور اوسکی ترجمہ اُردو مین لفظ گویا جو داخل کیا ہی اوسکا حال یہہ ہے کہ لفظ کَاَنَّ کی خبر اگر جامد ہو تو لفظ کَاَنَّ واسطی تشبیہ کی ہوتا ہی اور اگر اوسکی خبر مشتق ہو تو لفظ کَاَنَّ واسطے شک کی ہوتا ہی چنانچہ مطول کی بحث اداۃ التشبیہ مطبوع نولکشور کی صفحہ ۵۴۹ مین ہے اداۃ التشبیہ الکاف وکَاَنَّ قال الزجاج انہ للتشبیہ اذا کان الخبر جامدًا نحو کَاَنَّ زیدًا اسد وللشک اذا کان مشتقا نحو کانک قائم ولان الخبر فی ھذا المعنیٰ ھو المشبہ اذ القائم فی کانک قائم بعینہ ھو المخاطبُ باسمِ کَاَنَّ والشیُٔ لا یُشَبَّہُ بنفسہ انتہٰی پس جب کَاَنَّ کی دو قسم کی استعمال ہوئی ایک تشبیہ دوسرا شک اور قول مولف کَاَنَّہٗ یَقُوْلُ اللّٰہُ اور کَاَنَّہٗ یقول علیہ السلام مین تشبیہ نہونا واضح ہی اسواسطی کہ خدا تعالی کو خدا تعالی کی قول کی مشابہ کہنی کی کچھہ معنی فہم سلیم کی نزدیک نہین ہو سکتی ہین اور نہ آنحضرت صلعم کو یہہ کوئی کہہ سکتا ہی کہ آنحضرت صلعم اپنی قول کی مشابہ ہین کیونکہ ایسی کہنی کا بی معنی ہونا واضح ہی پس اس قول مولف مین یہہ کلمہ کَاَنَّ کا واسطی شک کی ہوا تو اس سی کہ یہہ سوال و جواب جو خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم کی طرف مولف نی منسوب کیا ہی کسی روایت ضعیف و قوی وادنی و اعلی سی یہہ ثابت ہرگز نہین ہی اور یہہ بالکل مولف نی افترا کیا ہے اور خدا رسولؐ پر جھوٹ باندھا ہے اور یہہ موجب دخول نار ہی چنانچہ بخوبی اوپر گذرا ہی قطع نظر کرکے ہم کہتی ہین کہ مولف کو اس سوال و جواب خدا و رسول صلعم مین شک ہی چنانچہ لفظ کَاَنَّ اور اوسکی ترجمہ گویا سے یہہ ظاہر ہی اور یہہ موضوعات کبیر ملا علی قاری رح سی اوپر گذر چکا ہے کہ کوئی شخص حدیث آنحضرت صلعم کی شک مین ہوکر نقل کری بایںطور کہ آیا حدیث صحیح ہی یا غیر صحیح ہی یعنی روایت کرنیوالی کو صحیح و غیر صحیح ہونیکا شک ہو اور باوجود اس شک کی پھر بھی روایت حدیث کی کرتا ہو تو وہ بھی

احد الکاذبین مین سے ہی اور وہ مصداق قولہ علیہ السلام من کذب عنی حدیثا وھو یری انہ کذب کا ہے وہ عبارت موضوعات کبیر کی تھوڑی سی دوبارہ پھر نقل کیجاتی ہی وہ یہہ ہی ثم من روی عن النبی علیہ السلام حدیثا وھو شاک فیہ اصحیح او غیر صحیح یکون کاحد الکاذبین لقولہ علیہ السلام من کذب عنی حدیثا وھو یری انہ کذب وحیث لم یقل وھو یستیقن انہ کذب انتہی پس مولف کا احد الکاذبین مین سے ہونا واضح ہی اور اس سوال و جواب مذکور کی نسبت خدا تعالی کیطرف کرنیسے مولف پر ایک بہت بڑی قباحت یہہ بہی لازم آتی ہی کہ یہہ دعوی مولف نے غیب دانی کا کیا ہی اسلیے کہ اس سوال و جواب کے ہونیکی قیامت مین مولف خبر دیتا ہے اور قیامت کے حال کی خبر دینا خبر غیب کی ہی اور مولف کے نزدیک ان سوال و جواب کے بارہ مین نہ تو کوئی حدیث صحیح ہے اور نہ آیت صریح ہی چنانچہ اوپر حال معلوم ہو چکا ہی پس یہہ فقط قول مولف کا بلا روایت و بغیر نقل کرنیکے مخبر صادق سے ہی پس یہہ دعوی علم غیب کا مولف نے کیا ہی اور دعوی علم غیب کا بہ نسبت فرشتون اور ولیون و نبیونکے بہی کوئی کرے تو مولف کے نزدیک وہ شرک فی علم اللہ ہی چنانچہ مولف نے صفحہ ۵۲ مین اسکے شرک فی علم اللہ ہونیکی تصریح کی ہی عبارت مولف کی یہہ ہی (اور جو شرک فی علم اللہ ہی وہ یہہ ہی کہ کوئی یہہ اعتقاد کرے کہ فرشتے اور جنات اور نجومی یا نبی اور ولی علم غیب جانتے ہین الخ) پس جب مولف کے نزدیک فرشتون اور نبیون اور ولیون کے حق مین کوئی اعتقاد غیب دانی کا کرے تو یہہ شرک فی علم اللہ ہے تو مولف تو نبی و ولی و فرشتہ بہی نہین ہی اوسنے اپنے حق مین دعوی غیب دانی کا کیا تو مولف کا بہی شرک فی علم اللہ کرنا ثابت ہوا اور یہہ کچھ ضرور نہین کہ مولف اسطرح بالتصریح کہے کہ مین جانتا ہون خبر غیب کو جب ہی دعوی علم غیب کا کرنا مولف کا ثابت ہووے بلکہ خبر آیندہ زمانہ کی دینا اور یہہ کہنا کہ قیامت مین یہہ سوال و جواب مخصوص خدا رسول سے ہوگا بغیر فرمانے خدا رسول کے ایسا اعتقاد رکھنا اور اسکا اظہار کرنا یہی دعوی علم غیب کا ہی پس مولف کا مشرک فی علم اللہ ہونا مولف کے ہی قول سے ثابت ہی اسیطرح صفحہ ۵۳ مین جو مولف نے یہہ کہا ہی (اب جو علم غیب غیرونکی ذات مین ثابت کرتے ہین ہنوز اونکا ایمان بالغیب کامل نہین ہوا) تو یہہ بہی مولف پر ہی منقلب ہے جب مولف کا خود کے حق مین دعوی علم غیب کرنا ثابت ہو گیا تو مولف نے اپنی ذات مین علم غیب ثابت کیا اگرچہ بالتصریح نام نہ لیا پس مولف کا ایمان بالغیب ہنوز کامل نہونا ثابت ہوا مولف دوسرے مسلمانونکو مشرک و کافر و بدعتی و ضال بتاتا ہے اور اپنے کفر و شرک و ضلالت و بدعت و جہالت و حماقت کی خبر نہین رکھتا ہی ایسے ہی حضرت عبد القادر جیلانی حضرت غوث اعظم قدس سرہ سے جو قیامت مین یہہ سوال کرنا خدا تعالی کا بتاتا ہے کہ (اللہ تعالی کہیگا واسطے محی الدین پاک کرے اللہ اوسکے بھید کو کیا تو نے کہا تھا اپنے خادمون مریدونکو کہ میرے گیارہ نامونکی تسبیح کریو اور ختم غوثیہ مین یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہیو) یہہ بہی افترا خدا تعالی پر ہے

اور بغیر خبر دینے مخبر صادق کے جو مؤلف خدا تعالیٰ کیطرف ایسے سوال کرنیکی نسبت کرتا ہے تو یہی دعویٰ علم غیب کا ہے اور خدا تعالیٰ پر
افترا کرنا اور جھوٹ باندھنا اور دعویٰ علم غیب کرنا مؤلف کے نزدیک بھی کفر ہے پس یہہ کفر مؤلف پر ہی عائد ہوتا ہے اہل سنت
وجماعت تو کفر و شرک و بدعت ضلالت سے بری ہین وہابیہ کا ایسا ہی قاعدہ ہے کہ خود کفر و شرک و بدعت کے کلمات بکتے ہین اور اہل
حق اہل سنت وجماعت پر زبردستی بہتان کفر و شرک و بدعت وارتکاب حرمت کا لگاتے ہین ان وہابیہ کا مقتدی و پیشوا خدا تعالیٰ
کے حق مین امکان کذب کا قائل ہوا اور آنحضرت صلعم کی تعظیم فقط بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنیکا قائل ہوا اور آنحضرت صلعم کو اپنا بھائی
کہدینا جائز کیا ہے یہہ دونون امر بدعت ضلالت ہین جو تیرھویں صدی مین ان تمام وہابیہ کے مقتدی نے احداث کی ہے یہہ بدعت
ضلالت مکفرہ ہے نہ فقط محرمہ چنانچہ ان دونون امر کا کفر ہونا رسالہ صیانۃ الناس و بوارق لامعہ سے بخوبی واضح ہے اور ان
وہابیہ نے جو ان دونو بدعت مکفرہ کے جواز کی دلیلین اپنی خواہش نفسانی سے گھڑی تھین اون تمام کا جواب ان دونون رسالون
مذکور مین موجود ہے اور بہت سی بدعات ان وہابیہ نے احداث کی ہین چنانچہ اہل علم منصف پر واضح ہے اور طرفہ یہہ ہے کہ یہہ وہابیہ
خود تو بدعات نکالتے ہین اور اعتقاد بدعت رکھتے ہین اور اہل سنت وجماعت کو بدعتی کہتے ہین اپنی بلا دوسرون پر ڈالتے ہین پس
جب مؤلف کے مقتداؤنکا ہمیشہ سے یہی پیشہ ہے کہ ناحق کو حق اور حق کو ناحق کیا کرتے ہین اور بدعات ضلالات پر چلتے ہین
اور لوگونکو چلاتے ہین خدا تعالیٰ کو کاذب بالامکان بتاتے ہین بلکہ اس زمانہ مین بعض حمقاء وہابیہ خدا تعالیٰ سے وقوع کذب کے بھی
قائل ہوئے ہین بلکہ ہر وعدہ و وعید و خبر مین کذب ایسا بتاتے ہین جیسے کہ ہر انسان مین حیوان چنانچہ رسالہ صیانۃ الناس کی آخر مین
استفتاء مع الجواب مولوی رشید احمد گنگوہی کا مطبوع کر دیا گیا ہے اوس سے یہہ امر ظاہر ہے جس سے واضح ہے کہ ان حضرات وہابیہ
خصوصاً گنگوہی کے نزدیک تمام اخبار اور وعدہ اور وعید خدا تعالیٰ کی مین کذب موجود ہے کیونکہ جب کذب اخبار و وعدہ وعید کی
نسبت مانند حیوان کے بہ نسبت انسان کے ہوا تو ہر انسان مین حیوان کا ہونا ضرور و لازم ہے تو اسیطرح ہر وعدہ و وعید و خبر
خدا تعالیٰ مین بھی حضرت گنگوہی اور اوسکے متبعین کے نزدیک کذب بھی ضرور ہوا پس سب اخبار و وعدہ اور وعید جو جو
قرآن شریف مین واقع ہین نعوذ باللہ من ذلک سب مین کذب خدا تعالیٰ سے حضرت گنگوہی و نحوہ کے نزدیک واقع ہوا ہے اور کذب
صدق کی ضد و نقیض ہے پس نعوذ باللہ من ذلک ان وہابیہ کے اعتقاد مین خدا تعالیٰ کاذب ہے نہ صادق اس عقیدہ کے کفر سخت
ہونے مین کچھ شک و شبہ نہین ہے جب وہابیہ قدیم و جدید تمام کا ایسا ہی حال ہے کہ ایسی ایسی بدعات مکفرہ کا احداث کیا کرتے ہین
تو مؤلف نے جو اپنی طرف سے سوال و جواب بنا کر یہہ کہدیا کہ وہ سوال خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم سے کریگا اور آنحضرت صلعم اوسکا
وہ جواب دینگے اور یہہ سوال حضرت غوث اعظم رح سے کریگا اور حضرت غوث اوسکا یہہ جواب دینگے یہہ مؤلف نے اپنے فرقہ وہابیہ کے
طریقہ پر چلنے کو اور سبیل وہابیین کی اتباع کرنیکو یہہ بدعت مکفرہ و مضلہ نکالی ہے کوئی وہابیہ کے طریقہ کے خلاف نہین نکالی

اور جیسے وہابیہ اور دوسرے فرقون ناریہ کی عادت ہی کہ بے موقع و بے محل آیات واحادیث پیش کر دیتے ہین عوام کالہوام کو بہکانیکے
واسطے ایسے ہی مولف نے بھی بے موقع و بے محل ایسے سوال وجواب کے بارہ مین وہ آیات پیش کر دئے ہین جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اور معبودین مشرکین سے سوال وجواب ہونیکے بارہ مین ہین تاکہ عوام دھوکہ و فریب مولف کے مین آکے یہہ گمان فاسد و زعم
کاسد کر لین کہ مولف نے یہہ سوال جواب حضرت صلعم سے و غوث اعظم سے ہونیکا ثبوت قرآن سے کیا ہی یہہ سراسر دھوکہ اور فریب
دین مین ان بے دینونکا ہی مولف کی اور دوسرے وہابیہ کی غرض ایسی جھوٹ و فریب و دھوکو نسے اور خصوصًا مولف کی
غرض ایسی جھوٹے سوال م جواب بنانیسے خدا تعالی اور رسول صلعم کے بارہ مین یہہ ہی کہ احمد بلا میم اور عرب بلا عین آنحضرت صلعم کو
کہنا اور یا شیخ عبد القادر جیلانی رض شیئًا للہ کہنا بالکل ناجائز ہی بلکہ ایسا قبیح اور برا اور بد ہی جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو
خدا کہنا اور مشرکین کا اپنے معبودین کی عبادت کرنا خدا تعالی کے نزدیک قبیح و بد ہی بلکہ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہنا
اور مشرکین کا اپنے معبودین کی عبادت کرنا کفر و شرک ہے ایسا ہی احمد بلا میم و عرب بلا عین اور یا عبد القادر جیلانی شیئًا
للہ بھی کفر و شرک ہی اور اسیواسطے کہ خدا تعالی کے نزدیک یہہ ایسا بد ہی و کفر ہے تو جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور معبودین مشرکین سے
خدا تعالی سوال کریگا ایسا ہی آنحضرت صلعم اور حضرت غوث اعظم سے بھی سوال کریگا ان بے دینونکا خصوصًا مولف کا
خدا تعالی اور رسول اللہ پر افترا کرنا اور جھوٹ باندھنا اور اوسکے سبب سے خارج از دین ہونا تو معلوم ہو گیا اب یہہ معلوم
کرنا چاہیے کوئی یہہ کہے کہ آنحضرت صلعم احمد بلا میم اور عرب بلا عین ہین یا یہہ کہے یا شیخ عبد القادر الجیلانی رض شیئًا للہ تو یہہ
کہنا شرک و کفر یا حرام ہی یا نہین پس جاننا چاہیے کہ مولف کو اپنی حماقت و جہالت سے یہہ وہم ہوا ہی کہ جب احمد بلا میم ہوگا
تو احد ہو جائیگا اور عرب بلا عین رب ہوگا اور احد اور رب خدا تعالی کے ہی ساتھہ خاص ہی اور جب آنحضرت صلعم کو کسی نے
احد اور رب کہا تو آنحضرت صلعم کو خدا بنایا اور آنحضرت صلعم کو خدا بنانا شرک اور کفر ہے پس احمد بلا میم اور عرب
بلا عین آنحضرت صلعم کو کہنا کفر و شرک ہی جواب اس وہم فاسد و زعم کاسد مولف کا یہہ ہے کہ یہہ سراسر مولف
کی حماقت و ضلالت ہی کہ احد خدا تعالی کے ہی ساتھہ خاص جانتا ہی اور ایسے رب کو بھی مخصوص اوسی جناب باری تعالی
کے ہی ساتھہ مانتا ہی آیت قرآن مین خود خدا تعالی فرماتا ہے اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ الآیہ ایسے ہی خود آنحضرت
صلعم نے فرمایا ہی کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّهٗ دیکھو آیت مین تو خدا تعالی نے انسان کو احد فرمایا ہی اور حدیث مین جناب
رسالت مآب نے انسان کو احد فرمایا ہی اور تربیت کی نسبت احد کی طرف آنحضرت صلعم نے کی ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ جسکے
ساتھہ تربیت قائم ہے وہ مربی ہی اور رب کی معنی بھی مربی کی آئی ہین اس حدیث نبوی صلعم سے انسان کو احد کے
اور مربی جو ہم معنی رب کا ہی دونو کہنا ثابت ہی اور دوسری حدیث یہہ ہی قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا

یعنی علامت قیامت سے یہہ ہی کہ لونڈی اپنے مالک ور مربی کو جنے گی اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے انسان کو رب فرمایا ہے اور رب کی معنی مجمع البحار مین یہہ لکھی ہین اَلرَّبُّ لُغَۃً اَلْمَالِکُ وَالسَّیِّدُ وَالْمُدَبِّرُ وَالْمُرَبِّیْ وَالْمُتَمِّمُ وَالْمُنْعِمُ وَلَا یُطْلَقُ غَیْرَ مُضَافٍ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا نَادِرًا اَلْمُرَادُ ھٰھُنَا الْمَوْلٰی انتھی یعنی رب کی معنی لغت مین مالک اور سید اور مدبر اور مربی اور متمم اور منعم کی ہین لفظ رب غیر مضاف اکثر و غالبًا خداتعالی پر ہی بولا جاتا ہی غیر پر بولنا اس لفظ رب کا بغیر اضافت کے نادر ہی پس جب لفظ احد اور لفظ رب کا اطلاق انسان پر درست ہوا تو معلوم ہوا کہ لفظ احد اور رب علی الاطلاق خاص ساتھہ خداتعالی کے نہین ہی بلکہ غیر خداتعالی پر بہی ان دونون لفظونکا اطلاق درست ہی اگرچہ غیر پر لفظ ربکا اطلاق مع اضافت درست ہی اور بلا اضافت نادر ہی لکن درست تو ہی پس جس وجہ سے مولف نے احمد بلا میم اور عرب بلا عین کو شرک اور کفر قرار دیا تہا وہ وجہ مرتفع ہو گئی تو شرک و کفر ہونا بہی قول احمد بلا میم اور عرب بلا عین مرتفع ہو گیا اور فساد زعم مولف کا ظاہر ہو گیا اب رہی یہہ بات کہ آنحضرت صلعم کی احدیت کس امر مین ہی تو جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلعم تمام انبیاء علیہم السلام سے صورت اور سیرت مین فوق ہین اور تمام انبیاء علیہم السلام علم و بزرگی آنحضرت صلعم کو نہین پہنچ سکتے ہین اور اسیطرح آنحضرت کی خوبیون ذاتیہ اور صفاتیہ مین بہی کوئی شریک نہین ہی اس معانی کے اعتبار سے آنحضرت صلعم احد و بلا شریک ہین چنانچہ صاحب قصیدہ بردہ فرماتی ہین ؎ فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ ۞ وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٖ ۞ مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ ۞ فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ ۞ یعنی آنحضرت صلعم تمام انبیاء علیہم السلام پر فوق ہین صورت و سیرت مین اور وہ انبیاء علیہم السلام آپکی علم و بزرگی کی نزدیک بہی نہین ہوئی ہین اور آنحضرت صلعم منزہ و پاک ہین شریک سے اپنی خوبیون مین پس جوہر حسن کا آپ مین ایسا ہی کہ دوسری مین وہ منقسم نہین ہی اس سے آنحضرت صلعم کا یکتا ہونا صفات کمالیہ مین واضح ہی یہی مضمون حدیث سے بہی ثابت ہی آیت سے بہی یہی مفہوم ہی شفاء قاضی عیاض و شرح ملا علی قاری کی جلد اول صفحہ ۲۲۲ مین ہی (وَھِیَ) اَلْخِصَالُ الْمُکْتَسَبَۃُ الَّتِیْ وَرَدَ بِاسْتِحْسَانِھَا الْکِتَابُ وَالسُّنَّۃُ ھِیَ الْمُسَمَّاۃُ بِحُسْنِ الْخُلُقِ (وَھُوَ) حُسْنُ الْاِعْتِدَالِ فِیْ قُوَی النَّفْسِ وَاَوْصَافِھَا وَالتَّوَسُّطُ فِیْھَا دُوْنَ الْمَیْلِ اِلٰی مُنْحَرِفِ اَطْرَافِھَا (فَجَمِیْعُھَا قَدْ کَانَتْ خُلُقَ نَبِیِّنَا صَلعم عَلَی الْاِنْتِھَاءِ فِیْ کَمَالِھَا وَالْاِعْتِدَالِ اِلٰی غَایَتِھَا حَتّٰی) اَیْ اِلٰی حَدٍّ (اَثْنَی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَدْ سَاَلَھَا سَعِیْدُ بْنُ ھِشَامٍ عَنْ خُلُقِہٖ صلعم (کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنَ یَرْضٰی بِرِضَاہُ) اَیْ یَرْضٰی مَا فِیْہِ مِنَ الْوَاجِبِ وَالْمَنْدُوْبِ وَالْمُبَاحِ (وَیَسْخَطُ بِسَخَطِہٖ) اَیْ وَیَغْضَبُ وَیَکْرَہُ مَا یُنَافِیْہِ مِنَ الْحَرَامِ وَالْمَکْرُوْہِ وَخِلَافِ الْاَوْلٰی وَزَادَ

فی نسخۃٍ یعنی التأدب بآدابہ والتخلق بمحاسنہ والالتزام لاوامرہ وزواجرہ (وقال علیہ السلام)
علی ما رواہ احمد والبزار (بعثت لاتمم مکارم الاخلاق) ورواہ مالک فی الموطا ولفظہ بلغنی ان
رسول اللہ صلعم قال بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ورواہ البغوی فی شرح السنۃ بلفظ ان اللہ
بعثنی لتمام مکارم الاخلاق وکمال محاسن الافعال ای الملکات النفسیۃ والحالات القدسیۃ التی
جمعہا حسن الخلق المتضمن لاداء حق الحق والخلق بما لا یستحصی ولا یتصور ان یستقصی وفیہ ایماء الی
ان الانبیاء کانوا موسومین بالاخلاق الرضیۃ والشمائل البہیۃ الا انہا لم تکن علی وجہ الکمال
الذی لا یکون فوقہ کمال وانہ صلعم مجمع الاخلاق العلیۃ ومنبع الاحوال السنیۃ بحیث لا یتصور
فوقہا کمال حتی من تعدی عن ذلک الحد وقع فی النقصان فی الکمال ویدل علی ما قررنا حدیث مثلی
ومثل الانبیاء قبلی کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من
حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی النبیون ویشیر الی
ہذا المعنی قولہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم انتہی ملخصاً اس عبارت سے واضح ہے کہ تمام اوصاف حمیدہ آنحضرت صلعم کے
ایسے نہایت درجہ کمال کو اور ایسی حد اعتدال کو پہنچی ہوئی تھین کہ خدا تعالی ذاکر اوصاف وخصال کی اپنے قول انک لعلی
خلق عظیم مین ثنا وصفت بیان فرمائی اور آنحضرت صلعم نے خود فرمایا ہے کہ مین واسطے کامل کرنے اور تمام کو پہنچانے مکارم اخلاق
کے بھیجا گیا ہون اور اس حدیث نبوی مین اشارہ اسطرف ہے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام مین اوصاف حمیدہ وسیرتین پسندیدہ
تھین لیکن ایسی اونمین نہ تھین کہ اونسے کوئی کمال فوق نہووے اور آنحضرت صلعم مین اوصاف حمیدہ وخصلتین پسندیدہ اس
درجہ کی کامل وتام ہین اور آپکی ذات شریف ایسی خصلتون واوصاف حمیدہ کی مجمع ومنبع ہے کہ اونسے زیادہ اور فوق کوئی کمال
متصور نہین ہوسکتا ہے یہانتک کہ اون اوصاف سے تجاوز کرنا اور آگے بڑھنا نقصان مین پڑنا ہے اور اس مضمون پر یہہ حدیث
بھی دلالت کرتی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ میری اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مثل وصفت ایسی ہے کہ کوئی شخص محل بناوے
نہایت عمدہ اور اوس محل عمدہ مین ایک اینٹ کی جگہہ چھوڑدے اور ایک اینٹ کا نقصان اوس محل مین باقی ہووے اور اوس
محل کے دیکھنے والے اوس محل عمدہ بنا سے تعجب کرین سواے موضع اوس اینٹ کے پس مین جب ہوا تو اوس جگہہ اینٹ کو مین نے
بند کردیا اور اوس محل کا کمال اور تمامیت بسبب میری حاصل ہوئی اور میرے سبب سے انبیاء علیہم السلام ختم ہوئے اور اسی کیطرف
قولہ تعالی اکملت لکم دینکم اشارہ کرتا ہے پس اس عبارت سے واضح ہے کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کی اوصاف
وخصال مین کسی کو شرکت نہین ہے اور آپکی جو اوصاف ہین وہ ایسے کامل ہین کہ کسی نبی مین ایسے کامل نتھی اور اوپر بھی

احادیث گذر چکی ہین جنسے واضح ہو کہ آنحضرت صلعم تمام اولین وآخرین انبیاء رسل سے افضل ہین اور قیامت مین آنحضرت
صلعم کے نشان کے تحت مین آدم علیہ السلام سے لیکر تمام انبیاء علیہم السلام ہونگے اور حضرت ابراہیم وحضرت عیسیٰ علیہما السلام
آنحضرت صلعم کی امت مین ہونگے پس آنحضرت صلعم کا بہ نسبت تمام انبیاء علیہم السلام کے یکتا اور احدیت الصفات ہونا ثابت ہے
اسیطرح آنحضرت صلعم کا اپنی ذات وصفات مین بہ نسبت دوسری مخلوقات وممکنات کے یکتا ہونا حضرت مجدد الف رضہ
ثانی امام ربانی جلد ثالث مکتوبات کی مکتوب صدم صفحہ ۱۸۷ مطبوع نولکشور مین فرماتی ہین اما حضرت پیغمبر ما کہ خاتم
الرسل است بملاحتی کہ دارد محبوب خالق زمین وآسمان است علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات وزمین وزمان را
بطفیل او خلق فرموده است کما ورد باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ
فردی از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشار عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما
کما قال عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ ودیگران را این دولت میسر نشده است بیان این دقیقہ آنست
کہ در ماسبق گذشتہ است کہ صفات ثمانیہ حقیقیہ حضرت واجب الوجود جل سلطانہ ہرچند داخل دائرہ وجوب است اما بواسطہ
احتیاجیکہ اینہارا بآنحضرت ذات است تعالیٰ رائحہ امکان دینہا کائن است وچون در صفات حقیقت قدیمہ رائحہ امکان را
گنجائش گشت در صفات اضافیہ حضرت واجب الوجود تعالیٰ ثبوت امکان بطریق اولیٰ باشد وعدم قدم شان نیز اول
دلیل باشد بر امکان شان وبکشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ناشی ازین
امکان است کہ بصفات اضافیہ تعلق دارد نہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم کائن است ہرچند بدقت نظر صحیفہ ممکنات
عالم را مطالعہ نموده می آید وجود آن سرور آنجا مشہود نمیگردد بلکہ منشا خلقت وامکان او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام
در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار او را سایہ نبود ونیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف
تر است وچون لطیف تری از وی در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد انتہیٰ بقدر الحاجۃ اور اسی مکتوب مین صفحہ
۱۸۸ مین فرماتی ہین کہ علم جملی کہ از صفات اضافیہ گشتہ است نوری کہ در نشأ عنصری بعد از انصباب از اصلاب
بارحام متکثرہ بمقتضای حکم ومصالح بصورت انسانی احسن تقویم است ظہور نموده است وسمی بمحمد واحمد شده الی ان قال
پس علم را بذات تعالیٰ اتحادی است واضمحلالی کہ غیر او را نیست ازینجا قرب احمد با احد باید دریافت چہ واسطہ دارد وآن
صفت علم است امری است کہ اتحاد بمطلوب دارد پس حجابیت را در آن چہ گنجائش انتہیٰ بقدر الحاجۃ اس تمام عبارت سے
واضح ہو کہ آنحضرت صلعم کی پیدائش بھی ایسی نایاب عجیب نئی رتبہ ہو کہ کسی فرد کے ساتھ افراد مین سے مناسبت نہین رکھتی ہے
آنحضرت صلعم کی پیدائش خدا تعالیٰ کے نور سے ہے آنحضرت صلعم جو فرماتی ہین کہ مین اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہون دوسرے

کسی شخص کو یہہ دولت نصیب نہین ہوئی ہی اور آپکا ممکن ہونا بہی مانند ممکن ہونے دوسری کسی مخلوق کی نہین ہی آپکا
ممکن ہونا بہی تمام ممکنات کی ممکن ہونیسے جدا اور فوق ہی اسہی سبب سے آپکا سایہ بہی نتہا اور علم اجمالی جو صفت ہے
صفات اضافیہ سے وہ بمقتضائی حکمت و مصلحت کے صورت انسان مین ظاہر ہوئی اور محمد احمد نام رکہی گئی اور علم کو ساتہہ ذات
عالم کے ایسا اتحاد ہی اور اوس ذات مین ایسا اضمحلال و نیست نابود ہو جاتا ہی کہ اوسکے غیر مین ایسا نہین ہی یہانسے قرب
احمد ساتہہ احد کے جاننا چاہیے کہ فقط صفت کا واسطہ ہی اور وہ بہی ایک چیز ایسی ہی کہ مطلوب سے اتحاد رکہتی ہی پس
حجاب کو احمد اور احد کے درمیان کہان گنجائش ہی پس باین معنی آنحضرت صلعم احمد بلا میم کوئی کہی اور اپنی اوصاف مین
اور اکرام اور احسان خداوندی مین تمام مخلوقات سے یکتا و تنہا جانے تو اسمین کوئی قباحت شرعی و عقلی و عرفی ہرگز نہین ہی
اسکا منکر تو ملحد و منکر فضائل آنحضرت صلعم کا ہی ہوگا دوسرا تو کوئی ہرگز نہین ہو سکتا ہی اور مومنین محبین یہہ فرماتی مین
ع دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِي نَبِيِّهِمْ ٭ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمْ ٭ یعنی چہوڑ دی اوس دعوی کو جو کہ دعوی
کیا تہا خدا ہونیکا اپنی نبی عیسی علیہ السلام کے حق مین نصاری نے اور نسبت کر ساتہہ جس چیز کے چاہی تو قسم تعریف سے بیچ شان
بلند آنحضرت صلعم کے اور حکم کر اوسمین یعنی تعریف کر تو مین اپنی عقل و شرع کے رو سے ٭ وَانْسِبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ٭
وَانْسِبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ ٭ یعنی نسبت کر طرف ذات آنحضرت صلعم کے شرف اور بزرگی سے جو چاہی تو منسوب کر
طرف مرتبہ آنحضرت صلعم کے جو چاہے تو اور جسقدر چاہے عظمت اور بڑائی کو ع فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ ٭ یعنی فضل و کمال آنحضرت کا اسقدر ہی کہ اوسکی کوئی حد نہین ہی کہ آشکارا کرے کوئی آپکی
فضل و کمال کو کوئی کہنے والا زبان و منہہ سے اور دوسرے اہل ایمان نے تصریح کی ہی کہ آپکی ثنا و تعریف کما حقہ ممکن نہین ہے مختصر
بات یہہ ہی کہ خدا تعالی کے بعد آپ ہی کا رتبہ ہی نہ کسی دوسری کا ع یا صاحب الجمال و یا سید البشر ٭ من وجہک المنیر لقد
نور القمر ٭ لا یمکن الثناء کما کان حقہ ٭ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ٭ پس آنحضرت صلعم کا احمد بلا میم ہونا بالمعنی
المذکور واضح ہی وہابیہ حمقا مانند مولف کے اپنی سفاہت و تعصب و عناد سے احد کو منحصر احدیت الوہیت مین کرکی احد کا لفظ
آنحضرت صلعم کی نسبت کسی طرح درست نہین کہتی شرک بتاتی ہین خود ہی مشرک و بدعتی ہین نہ اہل سنت و جماعت اسیطرح
آنحضرت صلعم کی نسبت رب کا اطلاق بہی درست ہی چنانچہ اوپر مجمع البحار سے گذر چکا ہی کہ رب کی معنی سید و مربی و متمم کی بہی
ہین اور غیر خدا تعالی پر بہی اطلاق لفظ رب کا درست ہی رب المال اور رب الدین کتب فقہ مین بہی بہت آتا ہی اور رب الدار
بہی مستعمل ہی اور حدیث سے بہی رب کا اطلاق غیر اللہ پر اوپر معلوم ہو چکا ہی پس آنحضرت صلعم رب الانبیاء یعنی سید الانبیاء
یا رب الامۃ یا رب الارواح یعنی مربی الامۃ یا مربی الارواح ساتہہ اوس معنی کے جو آپکی لائق ہین کہ جیسے باپ اپنی بچون کا

مربی قرار دیا جاتا ہی ایسی ہی آنحضرت صلعم باپ سے زیادہ مربی اُمت کے ہین کوئی آنحضرت صلعم کو اعتقاد کرے تو اسمین کوئی خرابی
عقلی یا شرعی یا عرفی ہرگز نہین ہی بلکہ آنحضرت صلعم کی صفت کمال کی ثابت ہوتی ہے اور خدا تعالی کی تنزیہ کے یہہ کچھہ منافی
نہین ہی دوسرا جواب یہہ ہی کہ جسقدر اسمار الٰہی ہین سوای اسم اللہ کے تمام کے ساتھہ متخلق ہونا بندہ کا جیسا کہ اوسکے حال کے
مناسب ہے جائز ہی اور اوس اسم خدا تعالی کا اطلاق اوس بندہ پر ساتھہ اوس معنی کے جو لائق بندہ کے ہین جائز ہے چنانچہ ترجمہ
مشکوۃ کتاب اسماء اللہ تعالی کے اول مین ہی شیخ عبدالحق دہلوی رح فرماتے ہین وآنچہ میگویند کہ بندہ متصف بصفات حق و متخلق
باخلاق وی تعالی میگردد معنی این سخن نہ آنست کہ بندہ بعین صفات حق متصف گردد حاشا یا صفات بندہ مثل صفات وے
سبحانہ میشود چہ مثل آنرا گویند کہ بجمیع وجوہ مشارک بود وی تعالی لیس کمثلہ شیٔ است بلکہ مراد آنست کہ بوجہی از وجوہ پر توی
از صفات حق مناسب حال بندہ بر آن می افتد چنانکہ این اسم را بر ان اطلاق توان کرد و در حقیقت اصلا مشارک نیست
جز اطلاق لفظ مثلا رحمت و قدرت و عزت کہ صفات حق تعالی اند حقیقت دیگر دارند و آنچہ در بندہ پیدا میشود نہ مثل آنست
تعالی عن ذلک و تخلق در غیر اسم اللہ است از اسماء صفات و آنچہ تعلق در جمیع اسماء است کہ اعتقاد معانی آن کردہ بصدق
ہمت متوجہ بآن باشند و حق عبودیت در ان ادا نمایند و باوجود آن متخلق و متحقق بدان شوند و اما در اسم اللہ تعالی تعلق است
نہ تخلق انتہی بقدر الحاجۃ اس سے واضح ہی کہ بندہ کا متخلق و متصف ہونا ساتھہ اسماء صفات خدا تعالی کے باین معنی
جائز ہے کہ کسی قسم کا پرتو اسم صفت خدا تعالی کا موافق حال بندہ کے بندہ پر پڑے اسطرح سے کہ اسم صفت مذکور کا اطلاق
بندہ پر کر سکین اور وہ صفت جو بندہ مین پرتو پڑنے سے پیدا ہوئی ہی وہ خدا تعالی کی صفت سے حقیقت مین غیر ہی فقط نام مین
شریک ہے اور تعلق جمیع اسماء صفات و ذات خدا تعالی کے ساتھہ اسطرح ہی کہ اونکے معانی کا اعتقاد کرکے اوسکی طرف متوجہ ہوے
اور حق عبودیت و بندگی کا اوسمین ادا کرے اور باوجود اسکے اوسکا پرتو اپنے مین حاصل کرے لیکن اسم اللہ مین فقط تعلق ہی
ہو سکتا ہے نہ تخلق یہی شیخ دہلوی رح اسیکتاب مین اَلْبَدِیْعُ اسم صفت الٰہی کی تحت مین فرماتے ہین ابدع مخلوقات محمد رسول
اللہ است صلی اللہ علیہ وسلم و او است فرد کامل و احد در اتصاف بصفات حق و تخلق باسمائی وی تعالی علی الاطلاق نہ
کہ ہیچکس او را مثل و نظیر نیست اللہم صل وسلم علی محمد بعدد کل ذرۃ شعر منزہ عن شریک فی محاسنہ ؛؛ فجوہر الحسن
فیہ غیر منقسم ؛؛ علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات انمہا و اکملہا اس سے واضح ہی کہ آنحضرت صلعم
تمام اسماء صفات الٰہی کے ساتھہ متخلق ہین اور تمام اسماء صفات الٰہی کا پرتو موافق حال آپکے آپ مین متحقق ہی اور اوپر کی
عبارت سے معلوم ہو چکا ہی کہ جس اسم صفت کا پرتو موافق اوسکے حال کے بندہ مین متحقق ہو تو اوسکا یعنی اوس اسم صفت کا اطلاق
بندہ پر درست ہی پس اس مذکور کے موافق واضح ہی کہ اسم صفت رب کا پرتو بھی آنحضرت صلعم مین بالضرور متحقق ہے

اور اسم رب کا اطلاق بھی آنحضرت صلعم پر بسبب متخلق ہونیکے ساتھہ پرتو رب کے جیسا کہ آپکے حال کے موافق ہے جائز ہے اور یہی
شیخ محدث دہلوی رح مدارج کی جلد آخر کی آخر مین فرماتے ہین قسم دیگر کمال کونی است کہ متصف و متخلق است کمل بدان
وآن صفات حمیدہ است کہ مجموع آن مکارم اخلاق است و مخفی نیست کہ جمع نکردہ است ہیچ یکی از خلق خدا چنانکہ بود بر آن
محمد صلعم از مکارم اخلاق و محامد صفات کہ از وی پیدا شدہ و ناشی گشتہ و بوی ختم شدہ و اتمام یافتہ و لہذا گفتہ است حق جل و علا
در حق وی اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْم و کتب سیر و احادیث مرویہ مشحون است بدان و لاتعد و لاتحصی است و گفت شیخ عارف کامل رح
عبدالکریم جیلی صاحب کتاب ناموس اعظم و قاموس اقدم و این کلمات ملتقط از انجا است کہ مکارم اخلاق مذکورہ در کتب قطرہ ایست
نسبت بدریا از انچہ وارد نشدہ و حکایت کردہ نشدہ و انچہ وارد نشدہ جمع نکردہ آنرا ہیچ یکی سوای وی و مخصوص نگشت
بدان ہیچ احدی غیر وی صلعم و معلوم گشتہ بوی کمال معنوی خلقی وی و اما کمال خفی کہ بخشیدہ است از احق سبحانہ تعالی و مخصوص
گردانیدہ است زیادہ از انکہ درک کردہ شود و دریافتہ شود غور آن و شناختہ شود مرآن را غایتی و نہایتی زیرا کہ بود وی صلعم متحقق
بجمیع اخلاق الہیہ و صفات ربوبیہ و آوردہ است شیخ رضی اللہ تعالی عنہ صفت صفت و اسم اسم در کتاب موسوم بکمالات الہیہ
در صفات محمدیہ و ذکر کردہ است ازان آنچہ دلالت کردہ است کتاب عزیز بران تصریحا و اشارۃ و تلویحا و از انجملہ اسم
اللہ است دلیل بر آنکہ آنحضرت صلعم مظہر این اسم است قول وی سبحانہ تعالی وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمیٰ و قول
وی تعالی وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَاِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ و گفتہ است شیخ قدس
سرہ و این است معنی قول وی صلعم انا عبداللہ و این عبودیت خاص عبارت است از تسمیہ وی باسم پروردگار وی از جہت
تخلق وی باخلاق پروردگار و میگوید شیخ رحمت اللہ علیہ مستبعد مدار این امر را در تعظیم حق مراد را چہ این طعن نمیکند در نزاہت
اللہ تعالی و چہ نقصان میکند این در کمال الہی وی تعالی گفت بندہ مسکین حسہ بزید العلم والیقین عجب است از شیخ کہ اعتذار
میکند ازین معنی کہ گویا در تعظیم شان آنحضرت صلعم باینقدر از ایہام نقص کمال الہی است و این چہ معنی دارد این خود کمال الہی است
کہ این چنین ذاتی ابراز نمودہ و اظہار کردہ و حقیقت محمدی از اکمل شیونات الہی و مظہر کمال نامتناہی است بہ تحقیق تسمیہ کردہ است او را باسمار کثیرہ و مشہور است
کو تمامہ اسمار حسنی الہی تعلق و تحقق ہم و ممکن است الا در اسم جلیل جز تعلق حاصل نیست و تحقق ممکن نہ و کلام شیخ ناظر بآنست کہ آنحضرت صلعم را تحقق
بدان نیز حاصل در مفہوم این اسم استجماع بجمیع صفات کمال ماخوذ است و حقیقت محمدی را حاصل است جمیع کمالات چنانکہ از بیانی کہ کردہ شد واضح گشت اما شک نیست
کو مرتبہ الوہیت مخصوص است بذات الہی خدا خدا است بندہ بندہ است محمد بندہ است و شیخ میگوید این بندگی خاص کہ مخصوص است بوی تشریف است او را اقتضا میکند اتصاف او را بجمیع صفات
کمال و تسمیہ او را باسم پروردگار و گویا این مبنی است بر معنی فنا و بقا چون وی صلعم فانی شدہ است در ذات و صفات الہی لاجرم باقی باشد بآن متصف گردید بدان شیخ دیدہ بافضل حقیقت
محمدی کہ وی خود عبارت از انست چنان غرق شدہ است کہ نفس دوئی از نظر بصیرت وی محو شدہ است واللہ اعلم و میگویند از انجملہ اسم النور است و این اسم

ذاتی است لَقَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یعنی محمد و کتاب مبین یعنی قرآن و از انجملہ اسم حق است قَالَ اللّٰہُ تعالی جَاءَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ
وَقَالَ بَلْ کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَہُمْ یعنی محمد صلعم و از انجملہ اسم الرؤف و اسم الرحیم قَالَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ و از انجملہ اسم الکریم قال
اللہ تعالی اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ محمد صلعم و اسم العظیم قال اللہ تعالی وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ و خلق وصف اسم است پس وصف
کرد او را بالعظمت و اسم الشہید و الشاہد و گفتہ است وی تعالی در حق نفس خود بطریق حکایت از قول عیسی علیہ السلام مر او را
تعالی وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ و گفت وی تعالی در حق محمد صلعم ویکون الرسول علیکم شہیدا و گفتہ است شیخ کہ ذکر کردہ است
قاضی عیاض کہ حق تعالی تسمیہ کردہ است محمد صلعم را باسم خود الْخَبِیْر و باسم خود الْفَتَّاح و باسم خود الشَّکُوْر و باسم خود
الْعَلِیْم الْعَلَّام و باسم خود الْاَوَّل وَالْاٰخِر وَالْقَوِیّ وَالْوَلِیّ و باسم الغفور و الہادی و المؤمن و الْمُہَیْمِن وَالدَّاعِی وَالْعَزِیْز
و غیر آن از اسماء الہیہ مخصوص بوی تعالی و تقدس و آوردہ است قاضی عیاض دلیل بر ہر اسم از قرآن عزیز چنانکہ دفع
نکند او را مدافع و نیاید در ان مدخل منازعی و گفت اکتفا کردیم ما در ان بذکر این مقدار زیرا کہ خلاف نیست نزد محققین
در آنکہ آنحضرت صلعم متصف و متحقق است بجمیع اسماء حسنی و صفات علیا و رسیدہ است از کمالات مبلغی کہ نرسد مر ہیچ
کس را سوای وی صلی اللہ علیہ وسلم و کان خلقہ القرآن و قرآن کلام خدا و صفت اوست پس گردانید عائشہؓ صفت
خدا را خلق محمد صلعم و داد معرفت خود دار بدان از جہت اطلاع وی بر آن و گفت وی تعالی در باب قرآن اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ
کَرِیْمٍ و وی در حقیقت رسول خداست پس نظر کن باین تحقیق عظیم مر صفات خدا تعالی را کہ اقامت کرد رسول خود را
در صفاتِ خود و اسماء خود مقام خلیفہ در مقام مستخلف و تامل کن در ان کہ در تحت وی سر شریف است مطلع گرداند مارا و ترا
بر حقیقت آن واللہ الہادی انتہی بقدر الحاجۃ اس عبارت سے واضح ہے کہ آنحضرت صلعم متخلق جمیع اخلاق الہیہ و صفات ربوبیہ ہین اور شیخ
عبد الکریم جیلی کے نزدیک آنحضرت صلعم کے عبد اللہ ہونیکے یہی معنی ہین کہ آپ مظہر اسم اللہ کے ہین اور آپکی عبودیت خاص عبارت ہے
آپکے نام رکھنے سے ساتھہ نام پروردگار کے بسبب متخلق ہونے آپکے ساتھہ اخلاق پروردگار کے اور اس سے کہ حق تعالی نے آنحضرت صلعم کو
ایسا معظم و مکرم کیا ہے اللہ تعالی کی نزاہت اور کمال مین کچھ عیب و طعن و نقصان نہین ہوتا ہے اور اسمین ایہام نقص کمال الہی کا
نہین ہے بلکہ یہہ عین کمال الہی ہے کہ خدا تعالی نے ایسی ذات معظم و مکرم کو ظاہر و باہر کیا اور اس سبب سے کہ حقیقت محمدی کامل تر
پر تو ہے صفات الہی کی اور مظہر کمال نامتناہی کی ہے آنحضرت صلعم کے نام بہت سے رکھے گئے ہین اور مشہور تو یہہ ہے کہ تمام اسماء حسنی
خدا تعالی کا تعلق و تحقق ہر دو تو ممکن ہے سوائے اللہ کے کہ اوسکا تعلق ممکن ہے تحقق ممکن نہین ہے لیکن کلام شیخ عبد الکریم جیلی سے
یہہ بہی ثابت ہے کہ اس اسم اللہ کا بہی تحقق آنحضرت صلعم کو حاصل ہے یعنی اس اسم کے مفہوم مین استجماع جمیع صفات کمال کا ماخوذ ہے
اور حقیقت محمدی مین جمیع صفات کمال ہے لیکن اسمین شک نہین کہ مرتبہ الوہیت مخصوص ساتھہ ذات خدا تعالی کے ہے

خدا خدا ہی اور بندہ بندہ ہی آنحضرت صلعم بندی خدا تعالی کی خاص ہین اور یہہ خاص بندہ ہونا جو آنحضرت صلعم کی ذات خاص کی
ساتہہ مخصوص ہے اس امر کو چاہتا ہی کہ آپکو جمیع صفات کمال حاصل ہون اور آپکا تسمیہ باسم پروردگار ہو گویا کہ یہہ
مبنی ہی معنی فنا و بقا پر جب آنحضرت صلعم ذات و صفات الہی مین فانی ہوی تو ضرور ہی کہ آپ اون صفات کی ساتہہ باقی و متصف
ہون اور شیخ جیلی موصوف دریا فضل حقیقت محمدی مین ایسی غرق ہوی ہین کہ دوئی نظر بصیرت اونکی سی محو ہو گئی اور شیخ
جیلی موصوف کہتی ہین کہ آنحضرت صلعم کی نامون مین سی جو خدا تعالی کی نامو نمین سی ہے اسم نور بہی ہی اور حق ہی اور رؤف
ہی اور رحیم ہی اور کریم ہی اور عظیم ہے اور شہید ہی اور شاہد ہی اور خبیر ہی اور فتاح ہے اور شکور ہی اور علیم اور علام ہے
اور اول ہی اور آخر ہے اور قوی ہی اور ولی ہی اور غفور ہی اور ہادی ہی اور مؤمن ہی اور مہیمن ہی اور داعی ہی اور عزیز ہی
اور سوائی انکی اور اسماء الہیہ مخصوصہ مین سی بہی آپکی نام ہین یہہ تمام نام آپکی قرآن و حدیث سی ثابت ہین اور کہا کہ ہمنی
اسیقدر نام آنحضرت صلعم کی اون نامونمین سے جو خدا تعالی نی اپنی اسماء حسنیٰ کی ساتہہ آپکی نام رکہی ہین ذکر کیی ہین اور انپر
ہمنی اسواسطی اکتفا کیا کہ محققین کی نزدیک اسمین خلاف نہین ہی کہ آنحضرت صلعم متصف اور متحقق ہین ساتہہ تمام کی
اسماء حسنی اور صفات علیا کی اور آنحضرت صلعم ایسی حد درجہ کمال کو پہنچی ہوی ہین کہ سوائی آنحضرت صلعم کی دوسری کسیکو
پہنچنا لائق نہین ہی پس اب بخوبی واضح و لائح ہو گیا کہ آنحضرت صلعم کو احد اور رب کہنی مین اون مسلمان محبین صالحین
کی نزدیک جو آنحضرت صلعم کی فضل و کمال پر کچہہ بہی مطلع ہوی ہین اور آنحضرت صلعم کو بندہ خاص پروردگار کا جانتی ہین اور تمام
صفات سی سوائی صفت الوہیت کی آپکو متصف و متخلق جانتی ہین کہ بندہ خاص کیواسطی ایسا ہونا لائق ہی کچہہ شک و شبہہ
نہین ہی جو لوگ نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلعم کو بشریت مین دوسری بشر کی مساوی کہتی ہین اور فقط وصف
نبوت مین ہی آپکو اپنی سے زیادہ جانتی ہین اور اسی مساوات فی البشریۃ کی سبب سے ہر ادنی آدمی کا آنحضرت صلعم کو
بہائی کہدینا درست و موافق نص کی گمان کرتی ہین جیسی مولوی رشید احمد گنگوہی اور اونکی تابعین دیوبندی وغیرہم
اور جو لوگ آنحضرت صلعم کی تعظیم فقط بڑی بہائی کی سی جانتی ہین جیسی مولوی اسمٰعیل دہلوی مقتدی وہابیہ جنمین سی
حضرت مؤلف بہی ہین تو اونکی نزدیک جیسی آنحضرت صلعم پر رؤف و رحیم وغیرہما صفات کا اطلاق شاید درست نہین ہی
ایسی ہی صفت احد اور رب کا بہی اطلاق درست نہو تو کچہہ تعجب نہین ہی ایسی وہابیہ مانند مؤلف کا کیا اعتبار ہی
پس جب ادلہ شرعیہ سی ثبوت احد اور رب کا اطلاق بالمعنی المذکور درست ہوا تو احمد بلا میم اور عرب بلا عین کہنی مین کوئی
قباحت شرعی اور عرفی ہرگز نہین ہی اسمین قباحت قرار دینا اور اس سی آنحضرت صلعم سی خدا تعالی کا سوال کرنا اور رسول اللہ
صلعم کا جواب دینا مؤلف کی جو افتراء علی اللہ و رسولہ اپنی خواہش نفسانی کی اتباع کیواسطی گہڑا ہی یہہ تمام بناء فاسد

علی الفاسد اور جہالت وسفاہت وضلالت ہی اب طل یا شیخ عبد القادر الجیلانی شیئاً للہ کا معلوم کرنا چاہی کہ جیسے مؤلف نے
آنحضرت صلعم سے سوال و جواب قیامت مین ہونا افترا علی اللہ ورسولہ گھڑا ہی ایسی ہی اس وظیفہ کی بارہ مین بہی حضرت غوث
اعظم رح سے خدا تعالیٰ کا سوال کرنا اور حضرت غوث اعظم رح کا جواب دینا یہہ بہی حضرت غوث اعظم رض اور خدا تعالیٰ پر مؤلف کا
افترا ہی اور کذب بحت ہی یہہ بہی مؤلف کی ضلالت کا موجب ہی اور سلب ایمان کا سبب ہے اور یہہ بہی بغیر خبر دینی مخبر
صادق کی ہے جو مؤلف نے قیامت مین ایسا سوال و جواب ہونیکی خبر دی ہی پس یہہ بہی دعوی علم غیب کرنے مؤلف پر
مشتمل ہی اور اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ مؤلف اور تمام وہابیہ کے نزدیک دعوی علم غیب کفر ہی پس مؤلف اپنی ایمان کی خبر لے
اس وظیفہ سے حضرت غوث اعظم رح سے قیامت مین سوال ہونا جو یہہ مؤلف بتاتا ہی تو اس سے بہی غرض مؤلف کی یہی ہے
کہ عوام کی نظرون مین اس وظیفہ کیطرف ایسی بدی آجاوی کہ جیسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ کا خدا کہنا اور مشرکین کا
اصنام کی عبادت بد ہی اگر اس مؤلف کے نزدیک یہہ وظیفہ ایسا بد ہوتا تو اسکو نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا
کہنی پر اور مشرکین کے اصنام کی عبادت پر کیون قیاس کرتا اور جن آیتون مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال ہونیکا
اور معبودین مشرکین سے سوال ہونیکا ذکر ہے وہ دلیل اس سوال و جواب کی کیون قرار دیتا اور اگر بطور دلالت نص کے
اس سوال و جواب کا ثبوت اون آیاتسے مؤلف اپنے زعم فاسد مین جانتا ہی تو بطور دلالت نص ہونا بہی اس امر کا مستلزم ہے
کہ یہہ وظیفہ کفر ہونیمین عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کہنی اور مشرکین کے عبادت اصنام کی کرنیکی برابر ہووی بحسب زعم فاسد مؤلف کے
یا اوس سے بہی بڑھکر ہووے کیونکہ بدون اسکے دلالت نص کا تحقق نہین ہو سکتا ہی چنانچہ اصول دان پر روشن و ہویدا ہے
پس اس سے واضح ہی کہ مؤلف اس وظیفہ کو ایسا سخت کفر عوام نظرون مین بتانا چاہتا ہی جسکا ذکر ابہی ہوا یہہ سراسر مؤلف کی
وہابیت سخت اور ضلالت کی رخت ہی اس وظیفہ کو کفر سے کیا علاقہ ہی بلکہ اسمین تو عند المحققین ضلالت و حرمت
وکراہت بہی ہرگز نہین ہی چہ جائیکہ ایسا کفر جیسا کہ زعم باطل مؤلف ہٹ دہرم کا ہی ملا علی قاری رح نزہۃ الخاطر
الفاتر فی ترجمۃ السید الشریف عبد القادر مطبوع استنبول کی صفحہ ٦١ مین لکہتی ہین وَعَنِ الشَّيْخِ اَبِي الْحَسَنِ
عَلِيِّ الْخَبَّازِ قُدِّسَ سِرُّهٗ قَالَ سَمِعْتُ الشَّيْخَ اَبَا الْقَاسِمِ عُمَرَ الْبَزَّازَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَيِّدِي السَّيِّدَ الشَّيْخَ
مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَغَاثَ بِيْ فِيْ كُرْبَةٍ كُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادَانِيْ
بِاسْمِيْ فِيْ شِدَّةٍ فُرِّجَتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِيْ اِلَى اللهِ فِيْ حَاجَةٍ قُضِيَتْ حَاجَتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ
يَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ يُصَلِّيْ وَيُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ التَّشَهُّدِ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً وَيَذْكُرُنِيْ ثُمَّ يَخْطُوْ اِلٰى جِهَةِ الْعِرَاقِ

إحدى عشرة خطوة ويذكر اسمي ويذكر حاجته فإنها تقضى بإذن الله وفي رواية وينشد من كلامه هذين البيتين المباركين ~ أيدركني ضيم وأنت ذخيرتي ::: وأظلم في الدنيا وأنت نصيري ::: وعار على حامي الحمى وهو منجدي ::: إذا ضاع في البيداء عقال بعيري ::: وقد جرب ذلك مرارا فصح رضي الله عنه انتهى اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ خود فرماتے ہین کہ جو شخص مجھسے استغاثہ کسی سختی و مشکل مین کرے اور مجھکو میرا نام لیکر ندا کرے تو مین اوس استغاثہ کرنیوالے اور ندا کرنے والے سے مشکل اور سختی کو دور کردونگا اور جو شخص مجھکو وسیلہ ٹھہراوے اللہ تعالی کیطرف کسی حاجت مین تو مین اوسکی حاجت پوری کردونگا اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت مین بعد فاتحہ سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پہر آنحضرت صلعم پر درود وسلام پڑھے بعد سلام کے گیارہ مرتبہ اور آنحضرت صلعم کو ذکر کرے پھر عراق کی جانب مین گیارہ قدم چلے اور میرا نام ذکر کرے اور اپنی حاجت ذکر کرے تو باذن اللہ تعالی اوسکی حاجت پوری ہوجاویگی حضرت غوث اعظم قدس سرہ کے اس فرمانیسے بخوبی واضح ہے کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ کے نام کا وظیفہ پڑھے اور حضرت غوث رح کو ندا کرے تو حاجت پوری ہوجاویگی جس سے روشن وہویدا ہے کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ کا پڑھنا جو آپکے نام اور ندا پر مشتمل ہے خود حضرت غوث اعظم رح کے نزدیک جائز ہے اور یہہ مولف معاند حضرت غوث اعظم سے سوال ہونا ایسے وظیفہ کی اجازت دینے کا بیان کرتا ہے بایںطور کہ خدا تعالی کہیگا کہ کیا محی الدین تو نے اپنے معتقدوں سے کہا تہا کہ ایسا وظیفہ پڑھنا چنانچہ یہہ مضمون قول مولف مین اوپر گذر چکا ہے جس سے غرض مولف یہی ہے کہ ایسے وظیفہ کا پڑھنا اور اجازت دینا مولف کے زعم مین سخت حرام بلکہ کفر وشرک حقیقی ہے پس جب حضرت غوث اعظم رح کے قول سے ایسے وظیفہ کی اجازت ثابت ہوئی تو مولف معاند کے زعم فاسد کے موافق نعوذ باللہ من ذلک غوث اعظم قدس سرہ نے کفر کرنے اور ارتکاب کرنے حرام سخت کی اجازت دی پس یہہ مولف در پردہ حضرت غوث اعظم رح کو اسلام سے خارج شمار کرتا ہے ان شیاطین کے وہابیونکا یہی قاعدہ ہے کہ بزرگان دین کے حق مین ایسے ہی اعتقاد فاسد رکھتے ہین اور ایسا ہی اونکو قرار دیتے ہین جب یہہ شیاطین خدا تعالی کے کذب کی ممکن اور وقوع ہونے تک کے قائل ہین اور آنحضرت صلعم کو ادنی آدمی کا بھائی کہنا اور آپکی فقط بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنا کہتے ہین اور آنحضرت صلعم کے میلاد شریف کی محفل کو کنہیا کا جنم بتاتے ہین اور یا رسول کہنے کو شرک کہتے ہین چنانچہ ان شیاطین کے رسائل وکتب مین انکے ایسے اقوال موجود ہین اور ہم اہل سنت وجماعت کیطرف سے ان شیاطین کے ایسے اقوال کے جوابات دندان شکن بہی دئے گئے ہین تو مولف حضرت غوث اعظم رح کے حق مین ایسا گمان فاسد کرے اور ایسے اقوال بد کہے اور در پردہ اہانت کرے تو کیا عجب ہے ~ [illegible]

مقتضای طبیعتش این است ٭ ان وہابیہ کی طبیعت کا یہی اقتضا ہی اور اوپر بحث استمداد مین خود آنحضرت صلعم کا
یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ کہنے کی اجازت دینا حصن حصین سے مذکور ہوچکا ہی اور شیخ ابن علوان کو ندا کرنیکا وظیفہ
شامی کی نقل سے مذکور ہوچکا ہے جس سے بزرگان دین سے مدد مانگنے کا جواز اور اونکو وقت حاجت کے ندا کرنیکا ثبوت
واضح ہی پہر اس وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئًا لِلّٰہ کے جواز مین کیا تردد ہی اگر مولف یہہ دہوکہ دیوی کہ اسکا
مطلب یہہ ہی کہ کوئی چیز خدا تعالی کیواسطے یا بیطور کہ خدا تعالی محتاج ہی نعوذ باللہ من ذلک ای عبد القادر جیلانی دو
اور یہہ کفر ہے بسبب محتاج بنانے خدا تعالی کے تو اس دہوکہ کا جواب یہہ ہی کہ یہہ مطلب مولف جیسے وہابی اس عبارتکا
لیوین تو بلاشبہ وہ وہابی کافر ہوجاوینگے اہل سنت وجماعت تو ہرگز یہہ مطلب اس عبارتکا نہین لیتے ہین اور نہ کسی
مسلمان کے حق مین یہہ مطلب لینے کا گمان کرنا درست ہی ہر ادنی اور اعلی جو خدا تعالی پر ایمان لایا ہی کسی کا یہہ عقیدہ
ہرگز نہین کہ خدا تعالی کسی امر کا محتاج ہی ہان وہابی کوئی مانند یہود کے یہہ کہے کہ وَاللّٰہُ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ یعنے
نعوذ باللہ من ذلک خدا تعالی محتاج ہی اور ہم غنی ہین تو کچہہ تعجب نہین ہی کیونکہ جب خدا تعالی کا ان وہابیہ کے نزدیک
کاذب بالامکان بلکہ کاذب بالوقوع ہونا درست ہی جو اُلوہیت کے منافی ہی تو دوسری منافی اُلوہیت کا کہ وہ محتاج ہونا
خدا تعالی کا ہی یہہ بہہ وہابیہ اعتقاد رکہین تو کیا عجب ہے اور جب انکی ایمان کا حال معلوم ہوچکا اور انکی اقوال سے ایک
منافی اُلوہیت اعتقاد رکہنا ثابت ہوچکا تو اب انکے حق مین کوئی ایسا گمان کرے تو گمان کرنیوالا مرتکب کسی امر شنیع کا
نظاہر ہوگا بدگمانی جو منع ہی تو مومنین کے حق مین آیات واحادیث سے منع ہی نہ ایسے ضالین ومضلین کے حق مین جنسے
ایسے امور کا صدور ہوچکا ہی اگر مولف یا کوئی دوسرا وہابی یہہ دہوکہ دیوے کہ در مختار مین ہی وَکَذَا قَوْلُ شَیْئًا لِلّٰہِ قِیْلَ بِکُفْرِہٖ
اس سے شیئًا للہ کہنے سے کافر ہونا معلوم ہوتا ہی تو جواب یہہ ہی کہ صاحب در مختار تو خود اسکو بلفظ قیل صیغہ تمریض کے ساتھہ بیان
کرکے اسطرف اشارہ کرتے ہین کہ یہہ ضعیف ہی اور صاحب در مختار ہی خود اسی در مختار کی رسم مفتی مین بیان کرچکے ہین کہ اَنَّ الْحُکْمَ
وَالْفُتْیَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوْحِ جَہْلٌ وَخَرْقٌ لِلْاِجْمَاعِ پس صاحب در مختار کے دونون قولونسے ملکر یہہ ثابت ہوا کہ شیئًا للہ
کہنے سے کافر ہوجانیکا حکم دینے والا مخالف اجماع کا ہی اور جاہل ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ مخالفت اجماع بہی ضلالت ہی اور جہل سے
فتوی وحکم دینا بہی ضلال واضلال ہی لقولہ علیہ السلام لَا یَقْبِضُ اللّٰہُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ لٰکِنْ یَقْبِضُ
الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُہَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا ٭
متفق علیہ اس سے واضح ہی کہ جہل وبے علمی سے فتوی دینا ضلال واضلال ہی اور عبارت در مختار رسم مفتی والی سے بہی یہہ ثابت
ہوچکا ہی کہ مرجوح وضعیف پر فتوی دینا جہل ہی پس مولف یا کوئی دوسرا وہابی قول ضعیف کے موافق شیئًا للہ کہنا کفر بتاوے

تو مولف اور دوسرے وہابی کا جہل و بے علمی سے فتویٰ دینا اور ضال مضل ہونا ثابت ہوگا اور علامہ شامی قول در مختار کے
ان الحکم والفتیا الخ کی تحت مین فرماتی ہین قولہ وَاَنَّ الْحُکْمَ وَالْفُتْیَا الخ وَکَذَا الْعَمَلُ بِہٖ لِنَفْسِہٖ قَالَ الْعَلَّامَۃُ الشُّرُنْبُلَالِی
فِی رِسَالَتِہِ الْعِقْدِ الْفَرِیْدِ فِیْ جَوَازِ التَّقْلِیْدِ مُقْتَضٰی مَذْھَبِ الشَّافِعِیِّ کَمَا قَالَہُ السُّبْکِی مَنْعُ الْعَمَلِ بِالْقَوْلِ الْمَرْ
جُوْحِ فِی الْقَضَاءِ وَالْاِفْتَاءِ دُوْنَ الْعَمَلِ لِنَفْسِہٖ وَمَذْھَبُ الْحَنَفِیَّۃِ الْمَنْعُ عَنِ الْمَرْجُوْحِ حَتّٰی لِنَفْسِہٖ لِکَوْنِ
الْمَرْجُوْحِ صَارَ مَنْسُوْخًا الخ فَلْیُحْفَظْ انتہیٰ اس سے واضح ہو کہ مرجوح وضعیف پر اسواسطے فتویٰ و حکم اور عمل منع ہے
کہ مرجوح وضعیف منسوخ ہوگیا ہی پس بخوبی واضح ہو کہ قول شیئًا للہ کہنے سے کافر ہونیکا فتویٰ دینا اور حکم کرنا ہرگز
جائز نہین ہی دوسری وجہ قول مذکور سے کافر ہونیکی فتویٰ دینے کے عدم جواز کی یہہ ہی کہ مدار اعتقاد کا مسائل دینیہ مین اوپر
ادلہ قطعیہ یقینیہ کے ہے اسیواسطے کہ فتاویٰ مین چونکہ ادلہ قطعیہ کا ذکر نہین ہوتا ہی اور قائل بہی مجہول ہوتا ہی تو اعتقاد
کے بارہ مین فتاویٰ کی عبارات ونقول پر فتویٰ نہین دیا جاتا ہی اور اونمین اقوال کفریہ لکہی ہوئے کا اعتبار نہین کیا جاتا ہے
چنانچہ یہہ امر قول ملا علی قاری سے جو شرح فقہ اکبر مین اونھون نے لکہا ہی واضح ہی وہ قول ملا علی قاری رح کا یہہ ہی ثم اِنَّ نَقْلَ کُتُبِ
الْفَتَاوٰی مَعَ جَھَالَۃِ قَائِلِہٖ وَعَدَمِ اِظْھَارِ دَلَائِلِہٖ لَیْسَ بِحُجَّۃٍ مِنْ نَاقِلِہٖ اِذْ مَدَارُ الْاِعْتِقَادِ فِی الْمَسَائِلِ الدِّیْنِیَّۃِ
عَلَی الْاَدِلَّۃِ الْقَطْعِیَّۃِ انتہیٰ بلکہ احادیث احاد مین بہی بعض چیزونکی نسبت جو کفر اور شرک ہونا وارد ہی اسی سبب سے
کہ وہ ادلہ قطعیہ کفر اور شرک کی نہین ہین علماء اون احادیث کی موافق کفر اور شرک ہونیکا حکم اور فتویٰ نہین دیتی ہین بلکہ
بلکہ اون احادیث کو تغلیظ پر محمول کرتی ہین یا مراد اون سے کفران نعمت لیتی ہین نہ وہ کفر جو موجب سلب ایمان ہو چنانچہ
شفاء قاضی عیاض و شرحہ ملا علی قاری کی جلد ثانی صفحہ ۵۰۳ مطبوع مصر مین ہی (فَقَدْ یَحْتَجُّ بِھَا) ای بظاہرہا (مَنْ
یَقُوْلُ بِالتَّکْفِیْرِ وَقَدْ یُجِیْبُ الْاٰخَرُ) وَھُوَ الْقَائِلُ بِعَدَمِ التَّکْفِیْرِ (بِاَنَّہٗ) اَیِ الشَّانُ قَدْ وَرَدَ مِثْلُ ھٰذِہِ الْاَلْفَاظِ
(فِی الْحَدِیْثِ) النَّبَوِیِّ (فِیْ غَیْرِ الْکَفَرَۃِ عَلٰی طَرِیْقِ التَّغْلِیْظِ) کَقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا
اَوْ کَاھِنًا فَصَدَّقَہٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَفِیْ رِوَایَتِہٖ مَنْ
اَتٰی کَاھِنًا فَصَدَّقَہٗ بِمَا یَقُوْلُ اَوْ اَتَی امْرَءَۃً حَائِضًا اَوِ امْرَءَۃً فِیْ دُبُرِھَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ (وَکُفْرٌ)
اَیْ وَبِاَنَّہٗ کُفْرٌ ای کفران (دُوْنَ کُفْرٍ) ای صریح (وَاِشْرَاکٌ) ای خفی (دُوْنَ اِشْرَاکٍ) ای جلی کقولہ
علیہ السلام مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ (وَاِذَا کَانَ
الْحَدِیْثُ الْوَارِدُ فِی الْاٰحَادِ (مُحْتَمِلًا لِاَمْرَیْنِ) مِنْ کُفْرٍ اَوْ غَیْرِہٖ (فَلَا یُقْطَعُ) ای الحکم بالجزم (عَلٰی اَحَدِھِمَا اِلَّا
بِدَلِیْلٍ قَاطِعٍ) وَاَغْرَبَ الدُّلْجِیُّ بِقَوْلِہٖ اَوْ غَیْرِ قَاطِعٍ وَکَاَنَّہٗ قَاسَ عَلٰی مَسَائِلِ الْفُرُوْعِ حَیْثُ لَا فَرْقَ

عِنْدَ اِمَامِهِمْ بَيْنَ الْقَطْعِيِّ وَالظَّنِّيِّ فِي اَحْكَامِهَا وَغَفَلَ عَنْ اَنَّهُ لَا بُدَّ فِي مَسَائِلِ الْاُصُوْلِ مِنَ الْاَدِلَّةِ
الْقَطْعِيَّةِ انتهى ملخصًا بقدر الحاجة پس بخوبی واضح ولائح ہی کہ جب تک کسی امر کا شرک و کفر ہونا دلیل قطعی سے
ثابت نہووی اگرچہ دلیل ظنی اوس امر کی کفر ہونی پر دال ہووی تو وہ امر شرک و کفر عند المعتبرین ہرگز نہوگا اور قول شیئ للہ کی
کفر ہونی پر کوئی دلیل قطعی و ظنی ہرگز قائم نہین ہی اور علامہ شامی نی تحت قول شیئ للہ قیل یکفر کی وجہہ فرمایا ہے
لَعَلَّ وَجْهَهُ اَنَّهُ طَلَبَ شَيْئًا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى غَنِيٌّ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ وَالْكُلُّ مُفْتَقِرٌ وَمُحْتَاجٌ اِلَيْهِ
وَيَنْبَغِي اَنْ يُرَجَّحَ عَدَمُ التَّكْفِيْرِ فَاِنَّهُ يُمْكِنُ اَنْ يَقُوْلَ اَرَدْتُ اَطْلُبُ شَيْئًا اِكْرَامًا لِلّٰهِ تَعَالٰى اه شرح
الْوَهْبَانِيَّةِ قُلْتُ فَيَنْبَغِي اَوْ يَجِبُ التَّبَاعُدُ عَنْ هٰذِهِ الْعِبَارَةِ وَقَدْ مَرَّ اَنَّ مَا فِيْهِ خِلَافٌ يُؤْمَرُ بِالتَّوْبَةِ
وَالْاِسْتِغْفَارِ وَتَجْدِيْدِ النِّكَاحِ لٰكِنْ هٰذَا اِنْ كَانَ لَا يَدْرِيْ مَا يَقُوْلُ اَمَّا اِنْ قَصَدَ الْمَعْنَى الصَّحِيْحَ
فَالظَّاهِرُ اَنَّهُ لَا بَاْسَ بِهِ انتهى اسمین لفظ لعل موجود ہی اور معنی وضعی لعل کی بین تردد وقوع و عدم وقوع کی درمیان
ہی یہہ امر آیت اول پارہ کی يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے
تحت مین تفسیر ابی سعود مین موجود ہی الْمَعْنَى الْوَضْعِيُّ لِكَلِمَةِ لَعَلَّ هُوَ اِنْشَاءُ تَوَقُّعِ اَمْرٍ مُتَرَدِّدٍ بَيْنَ الْوُقُوْعِ
وَعَدَمِهِ مَعَ رُجْحَانِ الْاَوَّلِ اِمَّا مَحْبُوْبٌ فَيُسَمّٰى تَرَجِّيًا اَوْ مَكْرُوْهٌ فَيُسَمّٰى اِشْفَاقًا انتهى بقدر الحاجة
اور تفسیر کبیر مین ہی اسی آیت کی تحت مین اِنَّ كَلِمَةَ لَعَلَّ لِلتَّرَجِّيْ وَالْاِشْفَاقِ تَقُوْلُ لَعَلَّ زَيْدًا يُكْرِمُنِيْ وَقَالَ تَعَالٰى لَعَلَّهُ
يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ اَلَا تَرٰى اِلٰى قَوْلِهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَالتَّرَجِّيْ وَالْاِشْفَاقُ
لَا يَحْصُلَانِ اِلَّا عِنْدَ الْجَهْلِ بِالْعَاقِبَةِ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ مُحَالٌ فَلَا بُدَّ فِيْهِ مِنَ التَّاْوِيْلِ انتهى بقدر الحاجة پس
لعل کی اصل وضع مین تردد و جہل بالعاقبۃ ہی پس جب شامی نی وجہ کفر کی اول مین لفظ لعل ذکر کیا ہی تو اسی سی واضح ہی
کہ اس وجہ کی وجہ کفر ہونیمین شک و تردد یا گمان ہی پس اس وجہ کفر کی عدم مقبولیت پر اول ہی علامہ شامی نی تنبیہ
کر دی اور پہر بعد کو بالتصریح فرما دیا کہ عدم تکفیر کو ہی ترجیح دینا چاہی اور اس قول کی مراد یہہ ذکر کر دی کہ طلب کرنا شیئ کا
واسطی اکرام و تعظیم اللہ کی اور پہر یہہ جو فرمایا کہ ایسی عبارات سی دور رہنا چاہی یا دور رہنا واجب ہی تو اس دور رکہنی کو محمول اوس
شخص کی چال پر کیا ہی جو اس قول شیئ للہ کی معنی نہ جانتا ہووی اور بالتصریح یہہ فرما دیا کہ جو شخص اس قول کی کہنی سی
قصد معنی صحیح کا کری تو ظاہر یہی ہی کہ اسمین کچہہ خوف نہین ہی اور اس تمام ملک ہند کی لوگ خصوصًا شہری لوگ شیئ
اور للہ دونوں کی معنی جانتی ہین خواہ جاہل ہون یا عالم اردو محاورہ مین للہ فلان کو دو تمام لوگ بولتی ہین اور فقیر و مسکین
دروازون اور بازارون وغیرہ مین مانگنی والی بہی یہہ کہتی ہین کہ للہ کچہہ دو خدا کی واسطے دو کوئی انمین سی قصد نہین کرتا ہی

کہ خدا تعالیٰ کی محتاجی کیواسطے دو سب کا قصد یہی ہوتا ہے کہ واسطے بزرگی اور اکرام خدا تعالیٰ کے دو اگرچہ وہ اس عنوان سے تعبیر
نہ کر سکین لیکن مقصود اونکا یہی ہوتا ہے جسکو شک و تردد ہو تو اونسے یہہ سوال کر دیکھے کہ تم اس کہنے سے کیا مراد لیتے ہو آیا یہہ
مراد لیتے ہو کہ خدا تعالیٰ کی محتاجی کیواسطے اور اسواسطے کہ خدا تعالیٰ محتاج ہے دو یا یہہ مراد لیتے ہو کہ خدا تعالیٰ کی بزرگی اور بڑائی
کیواسطے اور اوسکے نام کی تعظیم کیواسطے دو پھر دیکھے وہ شخص کو جو اونسے سوال کریگا وہ جہال فقرا و مساکین کیا جواب
دیتے ہین پس ایسی عبارت سے دور رہنا جو علامہ شامی نے فرمایا ہے تو وہ اس ملک کے لوگونکے حق مین نہین ہو سکتا ہے کیونکہ یہہ لوگ
ایسے نہین کہ اسکے معنی نہ جانین بلکہ سب اسکے معنی جانتے ہین ہان کوئی مقام ایسا ہووے کہ وہانکے لوگ ایسے جاہل و اجہل ہون
اور اونکے زعم مین خدا تعالیٰ کا محتاج ہونا جائز بلکہ واقع ہو تو اونکے حق مین یہہ علامہ شامی کا فرمانا مستقیم ہو سکتا ہے اور اگر
للہ کے معنی مین یہی احتمال غیر غنی ہونے خدا تعالیٰ کا ہوگا تو بہت آیات قرآن شریف اور احادیث مین ایسا لفظ للہ کا
موجود ہے چنانچہ فَاِنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ بھی قرآن مین ہے پھر چاہیے کہ اسمین بھی گمان و احتمال غیر غنی ہونے خدا تعالیٰ کا ہووے
اور للہ خمسہ کہنا ناجائز ہووے اور اس سے دور رہنا واجب ہو جاوے اور بطلان اسکا ظاہر ہے اور اسی سبب سے کہ یا شیخ عبد القادرؒ
جیلانی مین کوئی وجہ مخالفت موجود نہین ہے اور توہمات جو کسی نے اسمین کئے ہین وہ تمام مدفوع و باطل ہین اور اسپر استحالات
غیر عدیدہ لازم آتی ہین علماء مصنفین متدبرین کے نزدیک اسمین کوئی وجہ موجب حرمت بھی نہین کفر تو کجا اور علامہ
رملی نے اپنے فتاوے خیریہ مین صراحۃً فرمایا کہ یا عبد القادر شیئاً للہ مین طلب شیئ کی اکراماً للہ ہے اور فرمایا علامہ موصوف نے
کہ قید الشرائد و نظم الفرائد مین جو ہے کہ شیئاً للہ کہنے سے کافر ہو جاتا ہے بعض کے قول مین تو اس سے کسی کو دھوکہ مین پڑنا درست
نہین ہے اسواسطے کہ اسکے یعنے کافر ہونیکی کوئی وجہ و دلیل موجود نہین ہے اور پناہ ہے اللہ کی اس سے کہ یہہ کفر کو واجب و ثابت
کرے اور وجہ کفر کی یہہ ہرگز نہین بن سکتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کیواسطے کوئی شی طلب کرتا ہے اور حال آنکہ خدا تعالیٰ ہر شی سے
غنی ہے اور کل اوسکے محتاج ہین اور یہہ وجہ اسواسطے نہین بن سکتی کہ کسی کے دلمین یہہ خطرہ بھی نہین گذرتا ہے یعنے محتاج ہونے
اور غنی نہونے خدا تعالیٰ کا اسواسطے کہ جو کوئی خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے ایسی محل مین تو تعظیم و اکرام کے واسطے ہی ذکر کرتا ہے
جیسا کہ واسطے تعظیم و تبرک اس آیت مین اللہ کا ذکر ہے فَاِنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ علامہ رملی رح کی عبارت جسکا حاصل ہمنے یہہ بیان
کر دیا ہے یہہ ہے وَاَمَّا قَوْلُہُمْ یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرِ شَیْئًا لِلّٰہِ فَہُوَ نِدَاءٌ وَاِذَا اُضِیْفَ شَیْئٌ اِلَیْہِ فَہُوَ طَلَبُ الشَّیْئِ
اِکْرَامًا لِلّٰہِ فَمَا الْمُوْجِبُ لِلْحُرْمَۃِ وَلَا یَجُوْزُ الْاِغْتِرَارُ بِمَا فِیْ قَیْدِ الشَّرَائِدِ وَنَظْمِ الْفَرَائِدِ وَمَنْ قَالَ شَیْئًا لِلّٰہِ قَالَ بَعْض
یَکْفُرُ اِلَخْ اِذْ لَا وَجْہَ لِذٰلِکَ وَکَیْفَ ذٰلِکَ مَعَ قَوْلِہِمْ لَا یُخْرِجُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْاِیْمَانِ اِلَّا جُحُوْدُ مَا اَدْخَلَہٗ فِیْہِ وَقَوْلُہُمْ
اَلْکُفْرُ شَیْئٌ عَظِیْمٌ فَلَا یُکَفَّرُ الْمُسْلِمُ اِذَا اخْتَلَفَ فِیْہِ وَلَوْ بِرِوَایَۃٍ ضَعِیْفَۃٍ وَمَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ یُّوْجِبَ الْکُفْرَ بِذٰلِکَ

وَقَدْ قَالَ شَارِحُہُ وَیَنْبَغِیْ اَنْ یُّرَجِّحَ فِیْہَا عَدَمُ التَّکْفِیْرِ وَوَجْہُ التَّکْفِیْرِ طَلَبُ شَیْئًا لِلّٰہِ بِالْہَاءِ وَھُوَ جَلَّ وَعَلَا غَنِیٌّ عَنْ
کُلِّ شَیْءٍ فَالْکُلُّ مُحْتَاجٌ اِلَیْہِ وَھٰذَا لَا یَخْتَلِجُ فِیْ خَاطِرِ اَحَدٍ فَاِنَّ ذِکْرَہٗ تَعَالٰی لِلتَّعْظِیْمِ کَمَا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَاِنَّ
لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَمِثْلُہٗ کَثِیْرٌ انتھی پس یا شیخ عبد القادر شیئاً للّٰہ کے جواز مین محققین منصفین کے نزدیک عند التحقیق کچہہ تردد
وتوہم وشبہہ ہرگز نہین ہے پس مولف اپنے فساد عقیدہ اور عناد عن الحق کے سبب سے عدم جواز اور کفر وشرک اور حضرت غوث اعظم
سے اس کے سوال ہونا اپنے نفس سے گھڑتا ہے اور استحقاق عذاب نار اپنے حق مین ثابت کرتا ہے اسیطرح مولف نے یہہ جو کہا ہے کہ (اصل
عبارت یون تہی کہ یا الشیخ السید عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ جہلانی اوسمین مانند یہود کے تحریف کردی) یہہ بہی مولف کی
کذابیت ہے کوئی آجتک اسکا قائل نہین ہوا ہے کہ اصل عبارت یون تہی اس کذاب کے جھوٹ کو تو ذرا مسلمان دیکھین
کہ کیسا بلا تردد کے اور ساتہہ کلمہ جزم کے کہتا ہے کہ اصل عبارت یون تہی تحریف کردی ہے ایسے ہی کذابونکے حق مین خدا تعالی فرماتا ہے
لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ یہہ کذاب اپنے اس دعوے مین سچا ہوتا تو نقل پیش کرتا کہ اصل عبارت یون تہی اور اسطرح اصل
عبارت مین ہے کسی کتاب سے ثابت کرتا اگر اب بہی اسکو ادعا اپنے مسلمان اور سچے ہونیکا ہے اور اس قول مین سچ کہنے کا دعوی ہے
تو اب کسی معتبر کتاب سے ثابت کرکے اپنی صداقت ثابت کرے ورنہ جیسے اسکے کذب اور افترا ہین اونمین سے ایک یہہ بہی ہے
اس مولف نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۹۰ مین لکہا ہے (عالم باعمل اور عالم بے عمل اور جہوٹے سچے کی پہچان چاہو تو یہہ میری
کتاب دیکہا کرو) بے شک مولف کے قول کے موافق ہمنے مولف کی کتاب دیکہی تو مولف کا جہوٹا ہونا اور جاہل بے علم وبد اعتقاد
وبے عمل بلکہ بد عمل ہونا ہمنے مولف کو پہچان لیا اور جو مسلمان منصف مولف کی اس کتاب کو دیکہیگا تو مولف کا ایسا ہی
ہونا پہچان لیگا اور یہہ مولف خود مانند یہود کے اس وظیفہ مین جسکو محققین مانند خیر الدین رملی رح اپنے فتاوی خیریہ مین ثابت
کرنے مین تحریف کرتا ہے کہ (یا الشیخ السید عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ) اصل مین قرار دیتا ہے پس یہہ مولف ہی جاہل ہے
اور یہی مانند یہود کے اسکو محرف کرنا چاہتا ہے اور جہوٹ بولتا ہے کہ اسکی اصل آگے تہی اور وظیفہ واقعیہ کی حقیقت اپنے عقیدہ
فاسدہ کے باعث معلوم نہین کرسکتا ہے اسواسطے اسمین تحریف ہونا اور لوگونکا بنایا ہوا قرار دیتا ہے اور صفحہ ۱۰۰
اور صفحہ ۱۰۱ مین یہہ مولف اسطرح کہتا ہے بعد نقل اس حدیث کے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ
عَلَیْہِ فَیَسْئَالُ اَحَدُکُمْ رَبَّہٗ حَاجَتَہٗ حَتّٰی شِسْعَ نَعْلِہٖ اِذَا انْقَطَعَ کہ (اب اس حدیث کی معنے پر انصاف لوگ ذرا کے
خدا واسطے غور فرماوین جب کوئی اللہ سے مغرور ہوکر نہ مانگے تو اللہ غضب مین آوے اور جب اللہ پاک کا در چہوڑ کر در بدر بہٹکے
اور کہے شیئاً للزید شیئاً للزید وہ تو خود محتاج ہے مانگنے والے کو کیا دلائیگا بلکہ یون شیئاً یا اللہ شیئاً یا اللہ دیکھو ان دونو کلمونمین
کونسا کلمہ صحیح تر ہے اور شاید کہ تہا ہے ختم غوثیہ کے الشیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً یا اللّٰہ ہے مقام توسل کے پس تصحیف ہوگئی اور

یعنی غلطی) دیکھو اس مولف کا اول قول جو ہمنے نقل کیا ہے اوسمین تو اس مولف نے بلا تردد کے کہا (اصل یون تھی یا
یاالشیخ السید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ) اور کوئی کلمہ دال تردد و شک پر اوسمین ذکر نکیا جس سے واضح ہی کہ اس مولف کے
نزدیک جزماً اصل یہی تھی جو یہہ ذکر کیا ہے اور یہہ دوسرا قول جو ہمنے اسکا ذکر کیا ہے اوسمین کہتا ہے (شاید تھا پیچ ختم
غوثیہ کے الشیخ عبد القادر الخ) اسمین لفظ شاید کا موجود ہی جس سے واضح ہی کہ مولف کو اسکی اصل ہونے کا جزم نہین ہے
تردد ہی اور وہان اسنے یاالشیخ کہا تھا اور یہان بعد کے قول مین الشیخ کہا اور وہان شیئاً للہ کہا تھا یہان ساتھ
یا کے شیئاً یا اللہ کہا ہی یہہ وہی مثل ہے دروغگورا حافظہ نباشد ایسی ہی تناقضات ایسے ہی مبطلین اور کذابین کے
اقوال مین ہوا کرتے ہین اور اپنی عناد و حق پوشی کے اور مرض قلبی کے سبب سے حق اور سچ کو اسیطرح غلط اور افک اور جھوٹ
بتایا کرتے ہین اور کلام حق کی حقیقت اونکو نہین معلوم ہوتی ہے اور جب ہدایت نے بات کیطرف نہین ہوتی ہے
تو نہین حق کو ناحق اور اصل کے خلاف اصل و جھوٹ و افک بتا دیتے ہین خود خدا تعالی قرآن شریف مین خبر دے چکا ہی
وَاِذْ لَمْ یَھْتَدُوْا بِہٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ ھٰذَآ اِفْکٌ قَدِیْمٌ یعنی جب کفار نے ہدایت نہ پائی تو ہمیشہ ہی کہتے چلے آئے ہین امر حق
کی نسبت کہ افک اور جھوٹ بنایا ہوا ہے ہمیشہ کا ایسی ہی یہہ مولف ہی کہ جب یا شیخ عبد القادر شیئاً کی حقیقت
کیطرف اسکو راہ نملی بسبب جہالت و مرض قلبی اور عناد دلی کے اسی مولف نے موافق اپنے مقتدا اونکے واسطے مصداق
بنے اس آیت کے اسکو خلاف اصل و غلط و جھوٹ بنایا ہوا کہہ یا تمام بہتر فرقون ناریہ کا بہی یہی قاعدہ ہی چنانچہ حافظ
شیرازی بہی فرماتے ہین ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ؛ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ؛ اور عبارت
نقل کرکے جو یہہ مولف نے کہا ہی کہ (جب کوئی اللہ سے مغرور ہوکر نہ مانگے تو اللہ غضب مین آوے) ذرا مسلمان لوگ
اسکی سفاہت و حماقت و ضلالت کو غور کرین کہ یا عبد القادر شیئاً للہ کہنے اور یہہ وظیفہ پڑھنے مین اللہ سے مغرور
ہوکر نہ مانگنا کہان پایا جاتا ہی اسمین کونسے لفظ سے یہہ مفہوم ہوا کہ اللہ سے مغرور ہوکر نہ مانگنا چاہئے اور غیر سے مانگنا چاہئے
اس سفاہت اشتمال کو اسقدر خبر و تمیز نہین کہ یہہ تو فقط بطور وسیلہ کے اہل اسلام کہتے ہین اور دراصل مانگنا
اللہ سے ہی مقصود ہوتا ہی یہہ ایک طریقہ حضرت غوث اعظم کو وسیلہ ٹھہرانیکا ہے اور مسئول عنہ حقیقی اور معطی حقیقی
تو تمام مسلمان خدا تعالی کو ہی جانتے ہین مفہوم لغوی کلام کا اور ہوا کرتا ہی اور مراد اصطلاحی مثلاً اور چیز ہے
عقلاء کے کلام مین بہت سے مسامحات بہی ہوا کرتے ہین یہہ ضرور نہین کہ ہر کلام کے ہر محل مین معنی لغوی و ظاہری مراد ہوا
کرین اور ہر جگہہ معنی صریحی کیا کرین جو مقرب بادشاہ ہو وہ کسی ادنی درجہ والیکو بادشاہ سے کوئی چیز دلوا دے سفارش
کرکے تو اوس مقرب بادشاہ سفارش کرنے اور دلوانے والے کو ایسا ہی کہہ دیا کرتے ہین کہ یہہ آپنے ہی دی ہے لگ

اسیطرح سفارش کرنیوالی ودلوانیوالی کو اسطرح کہا جاوی کہ آپ فلان چیز دیجئی اور مراد یہہ ہو کہ دلوائیی تو اسمین بہی کچھہ
خرابی نہین ہی جو اسمین خرابی جانی اوسکی فہم اور عقیدہ کی خرابی ہی پس جب یہہ بہی وسیلہ ہی نہ کوئی چیز دوسری سوائی
توسل کی تو مولف کا اسکو بدلنا توسل قرار دینی کیواسطی جیساکہ یہہ توسل قرار دینا اوسکی اس عبارت سے (الشیخ عبد
عبدالقادر جیلانی شیئاً یا اللہ بیچ مقام توسل کے) واضح ہی سراسر حماقت ہی یعنی توسل قرار دینی کیواسطے بدلنا سراسر
حماقت ہی کیونکہ بغیر بدلنی کے یہہ توسل ہی ہی اوسکا غیر نہین ہی اور اوسکو در بدر بھٹکنا قرار دینا اور مانند کہنی شیئاً للزید
شیئاً للزید کی اسکو قرار دینا سراسر نادانی و کج فہمی ہی کیونکہ جب توسل ہی تو یہہ خدا تعالی کا در چہوڑکر دوسری در پر جانا
کہان سے ہے اور بھٹکنا کہان ہی اور شیئاً للزید شیئاً للزید کی مشابہ کہان ہی یہہ حمقا وہابیہ اولیاء اللہ مقربان درگاہ
سی توسل پکڑنیکو اور اونسی کوئی چیز مجازاً او بالفرض مانگنی کو زید و عمر سے مانگنا سمجھتی ہین یہہ وہی بات ہوئی جیسی کہ کفار
انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل البشر جانتی تہے اور جیسی اپنی جیسونکو نبی نہین اعتقاد کرتی تہے ایسی انبیاء علیہم السلام کو بہی
انبیاء نہین اعتقاد کرتی تہے بلکہ اپنی جیسی جانکر اونسی مقابلہ و جنگ کرتی تہے مولانا روم فرماتی ہین ؎ بہر جنگ انبیاء
برخاستند ؎ جسم دیدند آدمی پنداشتند ؎ ایسی ہی یہہ مولف و دیگر وہابیہ ہین یا عبدالقادر شیئاً للہ کہنی کو شیئاً للزید
قرار دیا بلکہ للہ کی جگہہ للزید ذکر کیا یہہ خدا تعالی کی ان وہابیون نی قدر پہچانی نعوذ باللہ من ذلک اور یہہ جو اس
مولف نے کہا ہی کہ (وہ تو خود محتاج ہے مانگنی والی کو کیا دلائیگا) یہہ بہی سراسر بی ایمانی ہے کیونکہ جب اولیاء کا
محتاج طرف خدا تعالی ہونا مولف کی نزدیک علت نہ دلا سکنی کے ہوئی تو تمام انبیاء علیہم السلام بہی خدا تعالی کے
محتاج اور فرشتہ بہی محتاج ہین کوئی چیز خدا تعالی کی مخلوق مین ایسی نہین کہ خدا تعالی کی محتاج نہووی پس جب یہہ احتیاج
علت نہ دلا سکنی کی انبیاء علیہم السلام مین بہی یقیناً موجود ہی تو مولف کی زعم فاسد کی موافق کوئی نبی و رسول شفاعت
امت نکر سکیگا کیونکہ شفاعت بہی تو مغفرت و راحت و آرام و جنت دلانیکیواسطے ہی ہو گی جب وہ دلا نہین سکتی
ہین تو شفاعت نعوذ باللہ من ذلک لغو ہوئی جاتی ہی یہہ وہی پرانا مسئلہ وہابیہ کا مولف کی منہہ و قلم سی نکل گیا اور مرض
قلبی ظاہر ہو گیا اور عقیدہ وہابیہ کا جو مخالف اجماع تمام اہل سنت و جماعت و احادیث کے ہے وہ کہلگیا پس مولف کی
ضلالت مین کیا شک و شبہ ہی جسطرح مولف نی یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا اس سبب سے انکار کیا کہ مولف کی فہم ناقص
و زعم باطل مین بسبب مرض قلبی کے اوسکی حقیقت کی روشنی کا پرتو نہین پڑا اور اپنی حماقت و ضلالت و کذب سی
اوسکو غلط ٹھہرایا اور اپنی نفس سی اوسکی اصل دوسری گھڑی ایسی ہی اپنی حماقت و نادانی و تعصب باطنی و کمال
جہالت و سفاہت سی رسالہ کی صفحہ ۹۲ مین یہہ ہذیان بکتا ہی (وَمَنْ قَالَ مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ فَشَیْخُہُ شَیْطَانٌ غلط محض

لِأَنَّهٗ قَضَاءٌ عَلَى الشَّرِيعَةِ) یعنے جو شخص کہتا ہی کہ جسکا مرشد نہین اوسکا مرشد شیطان ہی یہہ محض جھوٹ ہی اس نادان
نیم ملا خطرۂ ایمان کا عجب حال ہی جو اسکی سمجھہ مین نہین آتا ہی اوسکو غلط و جھوٹ قرار دیتا ہی یہہ نادان خطرۂ ایمان
علماء سے نہ سیکھتا ہی اور نہ پوچھتا ہی باوجودیکہ خداتعالی نے قرآن شریف مین بالتصریح فرمادیا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ
اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے اہل علم سے سوال کرو اگر تمکو نہین آتا ہی تو یہہ نادان خود ہی معلم الملکوت بنتا ہی اور جیسے
اوس معلم الملکوت نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنیسے انکار کیا اور حق نجانا ایسے ہی یہہ مولف اپنی بے علمی سے ہر امر حق
جو اوسکی نفس کے موافق نہین ہوتا ہے اور اوسکی احاطۂ علم سے باہر ہوتا ہی اوسکا انکار اپنے اوستاد کی اتباع سے کرجاتا ہی
اس جاہل کو اتنی خبر نہین کہ یہہ حضرات مشائخ صوفیہ کرام رحمہم اللہ کا فرمودہ ہی اور اسکی سمجھ مین کوئی خرابی نہین
اگر اس مولف کا علم ارشاد المریدین اخوند درویزہ بابا تک بہی منتہی ہوتا تو وہ کتاب ایک مدت دراز سے کئی مطبع مین مطبوع
ہوکر شایع ہوئی اور ہندوستان و گجرات و پنجاب وغیرہ مین کثیر الوجود ہی اوسمین دیکھکر اپنا اطمینان کرلیتا اور اس قول کا
موقع و محل بہی معلوم کرلیتا چنانچہ اوسہی کتاب ارشاد المریدین مطبوع مطبع فاروقی دہلی کی صفحہ ۶۰ اور ۶۱ مین
یہہ موجود ہے بدان ای فرزند کہ طریق حصول این اذکار از زبان شیخ کامل کہ ماذون و مرخص از دیگر باشد باید دید
و ازو باید طلب کرد تا بمقصود برسد و الا بلو خود شخصی ہزار سالہ جہد نماید روی ننماید بل خوف و خطرۂ ایمان روی
آرد کقول من قال سہ خیالات نادان خلوت نشین ✤ بہم بر زند عاقبت کفر و دین ✤ چنانکہ در رسالہ مکیہ آوردہ
چو شیطان جاہل را در گوشہ نشینی و صفوت اندیشی یابد خندہای بسیار و شادیہای بی شمار نماید بقصد آنکہ ایمان او را
از و خواہم ربود و سبب وایمان بیشتری از عوام الناس خواہم در ربود پس آن جاہل را بانواع فریب و مکر فریفتہ می سازد
چنانکہ گاہی او را از مغائبات اشیاء آگاہ میگرداند کہ فلان کس را فرزند نرینہ و فلان را دختر نرینہ و فلان را سود
و فلان را زیان و فلان وقت راحت چون باران وغیرہ و فلان وقت زحمت چون لشکر وغیرہ خواہد رسید و گاہی
صراحی پر بر و باشد کہ این گلاب بہشت است و دیو و پری را بصورت زیبا نماید کہ حوران بہشتی بر تو آمدہ و طبقہا
و طشتہا پر نعمت بنماید کہ مبارکباد بہشت از آن تست و امثال پل صراط و دوزخ نماید کہ از آن گذشتی و بہ بہشت
رسیدی و پلیدیہای آدمی را ہمچو طعام بہشت نمودہ بر و بخوراند و امثال عرش عظیم تختی را بدو نماید و آن ملعون
بر بالای آن عرش بصورت خوب جلوہ دہد کہ من خدایم ترا با خداتعالی ملاقات افتاد پس کار تو از مہتر موسی بر گذشت
کہ وی سوال کرد و دیدار نیافت و ترا بی طلب دیدار دادم و نیز ملعون میگویدش کہ از علماء دور باش کہ ایشان
از احوال ما باخبر نیستند فالحاصل آن ملعون او را اوستاد و معلم گردد و بانواع الحاد و ضلالت آن جاہل مستغرق گرداند

وکافر بی ایمان سازد نعوذ باللہ من الکفر بعد الایمان ومشائخ ازینجا فرمودہ اند مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ فَالشَّیْطَانُ
شَیْخُہٗ این را در باب کسی فرمودہ اند کہ بی اذن پیر کامل گوشہ نشینی وصفوت اندیشی و درویشی وپیری گزیند
پس پیر وپیشوا او شیطان گردد واو را گمراہ وبی راہ گرداند بعضی از جہلا این نقل مشائخ را حجت می آرند بر فرض
بودن پیر عوام را محض غلط فہمانده اند زیرا کہ مراد ازین کسی است کہ بی پیر در راہ درویشی رود البتہ ہلاک یابد
وہر کہ در راہ درویشی نمیرود پیر گرفتن برو لازم نیست کما مر ارا اللہ تعالی جملہ مومنین ومومنات را بر جادۂ شریعت
محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ثباتی بخشد وبا ایمان دارد آمین رب العلمین انتہی اس عبارت سے واضح ولائح ہی کہ یہہ
قول من لا شیخ لہ فشیخہ شیطان مشائخ صوفیہ کا فرمودہ ہی اور یہہ مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے اوس شخص کے حق مین
فرمایا ہی جو بغیر اذن پیر کامل کے درویشی کا راستہ چلے اور گوشہ نشینی اور چلہ کشی اختیار کرے کہ اوسکو شیطان طرح طرح کے
دہوکے وفریب دیتا ہی اور بہکاتا ہے اور گمراہ کرتا ہی اور کافر بناتا ہی اور یہہ بہی اس سے واضح ہی کہ جہال لوگ جو اس قول
مشائخ کو دلیل وحجت فرضیت پیر بنانے اور مرید ہونیکی قرار دیتے ہین تو محض غلط ہی بلکہ اسی کتاب کے صفحہ ۵۴ مین اخوند
درویزہ علیہ الرحمہ فرماتے ہین ایک افترا وجہوٹ ہمارے زمانہ کے پیرون ملحدون کا یہہ ہی کہ لوگونکو اپنی طرف متوجہ کرنیکو یہہ جہوٹا
آوازہ دیتے ہین بغیر پیر پکڑنیکے خدا تعالی کیطرف راہ نہین ہی اور اس جہوٹ بات سے عوام کو اپنی طرف رجوع کرتے ہین اور انکے
دل محبت علم وعلما اور محبت کتابون اور احادیث رسول اللہ صلعم سے بل محبت قرآن سے بہی سرد کرتے ہین اور خود ضامن
بہشت عوام کیواسطے ہوتے ہین اور وہ عوام اونکی محبت مین ایسے مستغرق ہوجاتے ہین کہ اخلاص واعتقاد قرآن شریف سے
اوٹہاتے ہین لکن اون پیرون سے اعتقاد واخلاص نہین اوٹہاتے ہین پس وہ تمام لوگ پیر ومرید کافر ہین جان تو ای فرزند
کہ پیر پکڑنا کچہہ فرض وواجب وسنن اسلام سے نہین ہی بلکہ جملہ نوافل مین سے ہے عبارت اخوند صاحب موصوف کی صفحہ
مذکور مین یہہ ہی یکی از افترا پیران ملاحدۂ زمانۂ ما آنست کہ آوازۂ دروغ محض از برای استجلاب قلوب عوام آوردہ
در دادہ کہ بی پیر بخدا راہ نیست وبدین سخن کاذبہ عوام را بجانب خود خواندہ و دلہای ایشان را از محبت علم وعلما
ومحبت کتب واحادیث رسول اللہ صلعم بل از محبت قرآن سرد گردانیدہ وخود را ضامن بہشت گردانیدہ پس عوام
در محبت ایشان چنان مستغرق آمدہ اند کہ دست اخلاص واعتقاد از قرآن بکشند واز ایشان نکشند چنانچہ دیدہ می آید
از مردم این زمانہ پس کافر مطلق اند بدان ای فرزند کہ پیر گرفتن از فرائض وواجبات وسنن اسلام نیست بل از جملۂ
نوافل است تا ہر کرا اختیار آن باشد کہ صوفی شود پس بمضمون این مسطورہ ومذکورہ صوفی را در یابد و در خدمت او
بقدم اخلاص عمل نماید تا گر از یمن برکت او صوفی گردد انتہی بقدر الحاجۃ دیکہو خود اخوند صاحب اون پیرون کو

جو شرع کی خلاف ہین رد کرتی ہین اور جو لوگ جہال قول مذکور مشائخ صوفیہ کو اس بات کی حجت قرار دیتی ہین کہ پیر پکڑنا فرض ہے
اور بغیر پیر کی خدا تعالی کیطرف راستہ نہین ہی اونکو بہی رد کرتی ہین اور اس قول مشائخ کا موقع و محل یہہ قرار دیتی ہین
کہ بغیر اون پیر کامل کی کوئی درویشی کی راہ چلیگا اور گوشہ نشینی اختیار کریگا تو اوسکا شیخ شیطان ہوگا مولف نادان کو اس
قول کی مراد اور محل و موقع تو اپنی جہالت و عناد کی باعث سی معلوم نہوا اور وہ معنی اس قول کی جو جاہل خیال کرتی ہین
کہ ہر ایک شخص کیواسطے خواہ وہ درویشی مین قدم رکہی یا نہ رکہی اوسکو پیر بنانا ضرور ہی اور ہر شخص پر پیر پکڑنا فرض ہے
وہی معنی یہہ نادان خطرۂ ایمان مولف اس قول کی خیال کرتا ہے اور سوائی اسکی کوئی محل و موقع مولف کو نہین معلوم
ہوتا ہی جیسا کہ دوسری جہال کو نہین معلوم ہوتا ہی اور ان معنی کو جو موافق جہال کی مولف نی خیال کئی ہین مخالف شرع کی جانا
اور اون معنی حق و محل نیک کی جسکا ذکر اوپر ہوا مولف کی پڑوسیو نکو بہی لیاقت پہچاننی کی نہوئی تو حیران و پریشان ہوکر بہی
ہذیان منہہ سی نکالدیا کہ یہہ قول غلط ہی پس یہہ تمام مولف کی جہالت و معاندت کا ثمرہ ہی اور جسکو ادنی شعور بہی ہی تو اسکی
نزدیک نہ وظیفہ یا شیخ عبد القادر رضی شیئاً للہ مین کچہہ عیب ہے اور نہ قول مشائخ من لا شیخ لہ فالشیطان شیخہ مین کسی قسم کی
قباحت ہی اگر مولف یہہ دہوکہ عوام کو دیوی کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ کو اس وظیفہ مین ندا ہی اور اونسی طلب شی کی ہی
اگرچہ مجازاً ہی لیکن یہہ ندا و طلب تو اوسوقت مفید ہو کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ کو خبر بہی تو ہو اور ندا کرنیوالا اشلاً
یہان اس ملک ہند مین ہو اور حضرت غوث اعظم رح بغداد شریف مین تو اسقدر مسافت بعید اور راہ دور و دراز سی حضرت
غوث اعظم رضہ ندا کب سنتی ہین اور طلب شی جو اونسی کیجاتی ہی اونکو اوسکی کب خبر ہوسکتی ہے تو جواب اس دہوکہ مولف کا یہہ ہے
کہ جو اولیاء اللہ سی تعلق رکہتا ہے اولیاء اللہ تعالی کو مسافت دور و دراز سے بہی اوس تعلق رکہنی والی کا حال معلوم ہوجاتا ہے
باذن اللہ تعالی اور وہانسی ہی یعنی اسقدر دور و دراز سی ہی اپنی متعلقین کی مدد کرتی ہین مولانا روم بہی فرماتی ہین ؎
دستِ پیر از غائبان کوتاہ نیست ٭ دستِ او جز قبضۂ اللہ نیست ٭ چون قبولِ حق آگر آن مرد راست ٭ دستِ او در کارہا دستِ خداست ٭
دستِ او را حق چو دست خویش خواند ٭ تا یداللہ فوق ایدیہم براند ٭ اس قول مولانا روم رح سی بہی واضح ہی کہ غائب کی حال سی پیران
طریقت رحمہم اللہ کو خبر رہتی ہی اور مدد کرتی ہین اور اونکا دست اپنی متعلقین و متوسلین پر باذن اللہ تعالی رہتا ہی اور اسپر
دلیل مولانا روم رح آیت قرآن سی پکڑتی ہین اور حضرت عمر رضہ نی ایک جگہہ لشکر جہاد کیواسطے روانہ فرمایا تہا اپنی خلافت کے
زمانہ مین اور اوس لشکر پر ایک شخص کو جنکا نام ساریہ تہا سردار لشکر معین کیا تہا اوس لشکر کا جب مقابلہ دشمن یعنی
کفار سی ہوا اور جنگ قائم ہوئی تو تقدیر الہی سی لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی اوسوقت حضرت عمر رضہ مدینہ منورہ مین
خطبہ پڑہتے تہے خدا تعالی کی اذن سی حضرت عمر رضہ کو یہہ حال معلوم ہوا یہان مدینہ منورہ سی عین خطبہ کی درمیان مین

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ اے ساریہ پہاڑ کیطرف پشت کر لے جب قاصد اوس لشکر مین سے آیا تو اوسنے آن کر
بیان کیا کہ ہمکو بمقابلہ دشمن شکست ہوئی تہی جب یہہ آواز ہمنے سنا کہ اے ساریہ پہاڑ کیطرف پشت کر لے تو ہمنے پہاڑ
کیطرف پشت کی خدا تعالی نے ہمارے دشمنون یعنے کفار کو شکست دی چنانچہ یہہ حدیث بیہقی کی روایت کی
ہوئی دلائل نبوت مین مشکوۃ مین منقول ہے عن ابن عمر ان عمر رضی اللہ تعالی عنہ بعث جیشا و امر
علیہم رجلا یدعی ساریۃ فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یا ساری الجبل فقدم رسول من الجیش
فقال یا امیر المؤمنین لقینا عدونا فہزمونا فاذا الصائح یصیح یا ساری الجبل فاسندنا ظہورنا
الی الجبل فہزمہم اللہ اس حدیث سے یہی ثابت ہے کہ مسافت بعیدہ سے بہی اولیاء اللہ کو اپنے متعلقین و متوسلین
کی خبر ہوجاتی ہے اور مسافت بعیدہ سے ہی مدد کرتے ہین چنانچہ حضرت عمر رض کو اسقدر دور دراز سے خبر بہی ہوئی اور یہانسے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مدد بہی کی اور آواز دی اور وہان اہل لشکر نے آواز حضرت عمر رض کی سنی اور اوسکے موافق
عمل کر کے خدا تعالی نے دشمن پر فتح دی اب لیجئے خود حضرت غوث اعظم رح کے بارہ مین کہ اپنے متوسلین کی مدد بغداد سے کی
اور اپنے متوسلین کے اعداء پر یہانسے ہی آواز ہیبت ناک اور کہڑاوین ماری ہین چنانچہ محقق ملا علی قاری رح نزہۃ الخاطر
الفاطر مطبوع استنبول کے صفحہ ۴۸ مین فرماتے ہین روی عن بعض المشائخ العارفین رضوان اللہ علیہم
اجمعین قال کنا بین یدی سیدنا شیخ الاسلام السید محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ
بمدرستہ المبارکۃ فقام و توضأ فی قبقاب لہ وصلی رکعتین فلما سلم صرخ صرخۃ عظیمۃ واخذ فردۃ
من قبقابہ ذلک ورمی بہا فی الہواء فغابت عن ابصارنا ثم صرخ اخری ورمی الفردۃ الاخرۃ
فغابت فی الہواء عن ابصارنا ثم جلس فلم یتجاسر احد علی سوالہ ثم بعد ثلاثۃ و عشرین یوما قدمت
قافلۃ من بلاد العجم وقالوا ان معنا لسیدنا الشیخ السید عبد القادر نذرا فاعلمناہ فقال خذوہ
منہم فاعطونا ثیابا من خز و ذہبا و قبقاب سیدنا الشیخ التی رمی بہا فی ذلک الیوم فقالوا لہم
من این لکم ہذا القبقاب فقالوا بینما نحن سائرون یوم الاحد ثالث شہر صفر الخیر اذ خرجت
علینا عرب لہم مقدمان فانتہبوا اموالنا وقتلوا منا ونزلوا وادیا یقتسمون اموالنا ونزلنا فی
شفیر الوادی فقلنا لو ذکرنا السید عبد القادر الجیلانی فی ہذا الوقت فنذرنا لہ شیئا من اموالنا
ان سلمنا فما ہو الا ان ذکرناہ فسمعنا صرختین عظیمتین ملأتا الوادی ورأیناہم مذعورین فظننا
ان قد جاءہم عرب آخرون فجاء الینا بعضہم وقالوا خذوا اموالکم وانظروا ما قد دہمنا فاتوا بنا

الی مقدمیہم فوجدناہم میتین وعند کل واحد منہا فردۃ من ہذا القبقاب مبلۃ فردوا علینا اموالنا وقالوا الامر بنا العظیم انتہی خلاصہ ترجمہ یہہ ہے کہ بعض مشائخ عارفین نے کہا ہے کہ ہم شیخ الاسلام سید عبد القادر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس حاضر تھے مدرسہ مین پس شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ نے کھڑاوین پہنکر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھکر ایک آواز سخت مارکر ایک کھڑاون ہوا کیطرف پھینکی پس وہ کھڑاون ہماری نظرونسے غائب ہوگئی پھر اسی طرح دوسری کھڑاون آواز سخت مارکر ہوامین آپنے پھینکدی کہ ہماری نظرونسے غائب ہوگئی پھر آپ بیٹھگئے اور ہم نے مین سے کسیکو جرات اسکا حال دریافت کرنیکی نہوئی پھر بعد تئیس دن کے ایک قافلہ عجم کے شہرونسے آیا اوس قافلہ کے لوگون نے کہا کہ ہم حضرت سید عبد القادر قدس سرہ کیواسطے نذر لیکر آئے ہین ہمنے قافلہ والونکی نذر لانیسے حضرت غوث اعظم رح کو خبردی فرمایا حضرت غوث اعظم رح نے کہ نذر اون قافلہ والونسے لیلو اوسمین کپڑا اور سونا وغیرہ تہا اور وہی کھڑاوین حضرت غوث اعظم رح نے جو پھینکی تھین وہ بہی اوس نذر کے ہمراہ اون لوگون نے دین ہمنے اون لوگونسے دریافت کیا کہ یہہ کھڑاوین تمہارے پاس حضرت غوث کی کہانسے آئین تو اون لوگون نے کہا کہ ہم تیسری صفر کو اتوار کے روز جارہے تہے کہ ہمپر عرب لوگ راہزن آن پڑے اونکے دو سردار و پیشوا تہے اون راہزنون نے ہم مین سے بعض لوگونکو قتل بہی کیا اور ہمارا تمام مال واسباب لوٹ لیا وہ ایکطرف وادی مین مال کی تقسیم کرنے لگے اور ہم بہی ایک جانب وادی مین جا اوترے ہمنے آپس مین کہا کہ ہم اگر سلامت رہینگے تو حضرت عبد القادر جیلانی رح کی نذر کچہہ مال کرینگے ہم ذکر کرہی رہے تہے کہ یکایک ہمنے دو آوازایسی سنین کہ تمام جنگل اون آوازون سے بہر گیا ہمکو یہہ گمان ہوا کہ دوسرے عرب اور آگئے ہین پس ہمارے پاس ایک شخص اون لوگونمین سے آیا جنہون نے ہمارا مال لوٹ لیا تہا اور ہمسے کہا کہ تم اپنا مال لیلو اور ہمارے اوپر جو آفت ہے اوسکو دیکہو پہر ہمکو اپنے اون دونون پیشواؤنکی طرف لیگیے تو ہمنے اون دونونکو مرا ہوا پایا اور ایک ایک کے پاس ہر ایک کھڑاون پڑی ہوئی تہی خون مین آلودہ کی ہوئی پڑی تہی پہر تمام مال ہمارا ہمکو اونہون نے دیدیا اور کہا کہ آج ہمپر سخت بلا نازل ہوئی ہے پس اس سے واضح ہوگیا کہ مسافت بعیدہ سے بہی اولیاء اللہ تعالی کو اللہ تعالی اپنے متوسلین اور معتقدین کے حال پر اطلاع دیتا ہے اور وہین سے وہ اولیاء اپنے معتقدین ومتوسلین کی مدد کرتے ہین چنانچہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ سے بہی اسکا صدور و وقوع ہوا اور ملا علی قاری جیسے محقق ومدقق ومحتاط اور واقف قواعد صحت وسقم اخبار اس روایت کو نقل کرتے ہین بدون انکار کے بلکہ مقام مدح مین خود اس روایت کو اونکا نقل کرنا دلیل اس امر کی ہے کہ اونکے نزدیک یہہ روایت قابل اعتماد کے ہے اور ثابت ہے اگر یہہ ملف یا کوئی دوسرا وہابی یہہ دہوکہ دیوے کہ حالت حیات مین تو ورسے اولیاء اللہ تعالی کو اپنے متعلقین ومعتقدین

وستو سلین کا حال معلوم ہوجانا اور اولیاء اللہ تعالی کا اونکی مدد وین سے کرنا خیر ثابت ہوا لکن بعد انتقال کے دنیا سے
اونکا نداء معتقدین کو سننا اور اونکی مدد کرنا مسافت بعیدہ سے کسی معتبر کے قول سے ثابت نہین ہے پس یا شیخ عبد القادر
شیئاً للہ اب بعد انتقال کیونکر جائز ہوا تو جواب اس دھوکہ کا یہہ ہے کہ جب حالت حیات مین ایسا تصرف کرنا اولیاء
اللہ کا ثابت ہوا خصوصاً حضرت غوث اعظم قدس سرہ کا تو بعد انتقال کے بھی اونکا بعض اولیاء کا متصرف ہونا اور خصوصاً
حضرت غوث اعظم قدس سرہ کا متصرف اس عالم مین باذن اللہ تعالی ہونا اقوال محققین و معتمدین سے ثابت ہے
اور کشف اولیاء اللہ تعالی سے واضح ہے اور کوئی دلیل اسکی نفی و عدم جواز پر دال نہین ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ
باب زیارۃ القبور ترجمۂ فارسی مشکوۃ مین یہہ فرماتی مین واما استمداد باہل قبور و غیر نبی صلعم یا غیر انبیاء علیہم السلام
منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہاء و میگویند نیست زیارت مگر برائی دعای موتی و استغفار برائی ایشان و رسانیدن
نفع بایشان بدعاء و استغفار و تلاوت قرآن و اثبات کردہ اند آنرا مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم و بعض فقہاء رحمۃ اللہ
علیہم و این امری محقق و مقرر است نزد اہل کشف و کمال از ایشان تا آنکہ بسیاری را فیوض و فتوح از ارواح رسیدہ
و این طائفہ را در اصطلاح ایشان اویسی خوانند امام شافعی رح گفتہ است کہ قبر موسی کاظم تریاق مجرب است مر اجابت
دعاء را و حجۃ الاسلام امام محمد غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوی در حیات استمداد کردہ میشود بوی بعد از وفات
و یکی از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفہائی ایشان
در حیات خود یا بیشتر شیخ معروف کرخی و شیخ عبد القادر جیلانی و دو کس دیگر را از اولیاء شمردہ و مقصود حصر نیست و آنچہ
دیدہ و یافتہ است گفتہ و سید احمد بن زروق کہ از اعاظم فقہاء و علماء و مشائخ دیار مغرب است گفت کہ روزی شیخ
ابو العباس حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقوی است یا امداد میت من گفتم قومی میگویند کہ امداد حی قوی تر است و من
میگویم کہ امداد میت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی در بساط حق است و در حضرت اوست و نقل درین معنی
ازین طائفہ بیشتر ازان است کہ حصر و احصا کردہ شود و یافتہ نمیشود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح کہ منافی و مخالف این
باشد و رد کند این را و بتحقیق ثابت شدہ است بآیات و احادیث کہ روح باقی است و او را علم و شعور بزائران و احوال ایشان
ثابت است و ارواح کاملان را قربی و مکانتی در جناب حق ثابت است چنانکہ در حیات بود یا بیشتر ازان و اولیاء را کرامات
و تصرف در اکوان حاصل است و آن نیست مگر ارواح ایشان را و ارواح باقی است و متصرف حقیقی نیست مگر خدا عز و جل شانہ
و ہمہ بقدرت اوست و ایشان فانی اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر دادہ شود مر احدی را چیزی بوساطت
یکی از دوستان حق و مکانتی کہ نزد خدا دارد دور نباشد چنانکہ در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف در ہر دو حالت

مگر حق را جل جلالہ وعم نوالہ ونیست چیزی کہ فرق کند میانِ ہر دو حالت ویافتہ نشدہ است دلیلی بر آن الیٰ آن
قَالَ المُحَدِّثُ الدّہلویؒ ودر بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر میکند
کہ تصدق میکنند از وی یا نہ واللہ اعلم انتہیٰ اس عبارت شیخ موصوف سی واضح ہی کہ اولیاء اللہ جو حیات مین متصرف تھی
اور جس طرح کا تصرف کرتے تہے ویسا ہی بعد موت کی تصرف کرتے ہین بلکہ بعد موت کی اونکا مدد کرنا قوی تر ہی حیات مین تصرف
کرنیسی اور خصوصاً حضرت غوث رح کا بہی تصرف بعد وفات کی جاری ہی اور متصرف حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہی پس جب
حضرت غوثِ اعظم رح اور اولیاء دوسرے حیاتِ دنیا مین تہی جب بہی وہ متصرف حقیقی نہ تہی باذن اللہ تعالیٰ متصرف تہی
ایسی ہی بعد وفات بہی متصرف حقیقی نہین ہین باذن اللہ تعالیٰ متصرف ہین اور کوئی دلیل قرآن وحدیث واقوال
سلف صالح سی اونکے متصرف باذن اللہ ہونے کے خلاف پر دال نہین ہی اور نہ کسی دلیل شرعی سی یہہ ثابت ہے
کہ وقت حیات کی تو اونکا تصرف تہا بعد وفات کی نہین رہا اور وقت حیات کی بہی روح تصرف کرتی تہی بعد وفات
کی بہی روح باقی ہی پس بعد وفات کی بہی روح متصرف ہی کوئی دلیل اسکی مانع نہین ہی اور جمعہ کی شب کو
بعض روایت سی روح کا اپنے گہر کو آنا بہی ثابت ہی اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی
رحمہ اللہ تعالیٰ جلد ثانی مکتوبات شریف کی مکتوب پنجاہ وہشتم ۵۸ مین فرماتے ہین **سوال** از حضرت امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
وبعضی دیگر از اولیاء منقول است کہ بعضی از اعمال غریبہ وافعال عجیبہ پیش از وجود عنصری بقرون متطاولہ
از ایشان در عالم شہادت بوقوع آمدہ است صحت آن بی تجویز تناسخ چگونہ است **جواب** صدور آن اعمال
وافعال از ارواح این بزرگواران است کہ بمشیت اللہ تعالیٰ سبحانہ خود متجسد باجساد گشتہ مباشر افعال عجیبہ گشتہ اند
جسد دیگر نیست کہ بآن تعلق گیرند تناسخ آنست کہ روح پیش از تعلق باین جسد بجسد دیگر کہ مبائن ومغائر آن
روح است تعلق گرفتہ باشد وچون خود متجسد بجسد گردد تناسخ چہ بود جنیان کہ متشکل باشکال میگردند ومتجسد
باجساد میشوند ودرین حال اعمال عجیبہ کہ مناسب این اشکال واجساد است بوقوع می آرند ہیچ تناسخ نیست
وہیچ حلول نہ ہرگاہ جنیان را بتقدیر اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح
کمل را اگر این قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است وچہ احتیاج ببدنِ دیگر ازین قبیل است آنچہ از بعض اولیاء اللہ
نقل میکنند کہ در یکساعت در امکنہ متعددہ حاضر میگردند وافعال متباینہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطائف ایشان
متجسد باجساد مختلفہ ومتشکل باشکال متباینہ اند وہمچنین عزیزی کہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد واز ان وطن بیرون
نہ برآمدہ است جمعی از حضرت مکہ معظمہ می آیند ومیگویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم وچنان وچنین در میان ما

وان عزیز گذشته است وجمعی دیگر نقل میکنند که ما او را در روم دیده ایم وجمعی دیگر در بغداد دیده اند این همه تشکل لطائف
عزیز است باشکال مختلفه وگاه هست که آن عزیز را ازان تشکلات اطلاع نبود لهذا در جواب آن جماعت گاه میگویند
این همه بر من تهمت است من از خانه نبرآمده ام وحرم کعبه را ندیده ام وروم وبغداد را نمی شناسم ونمی دانم که شما
چه کسانید وهمچنین ارباب حاجات از اعزهٔ احیا واموات دران مخاوف ومهالک مددها طلب می نمایند ومی بینند که آن صور
اعزه حاضر شده دفع بلیه ازینها نموده است گاه هست که آن اعزه را از دفع آن بلیه اطلاع بود وگاه نبود سه از با شما
بهانه بر ساخته اند کہ این نیز تشکل لطائف آن اعزه است واین تشکل گاه در عالم شهادت بود وگاه در عالم مثال
چنانچه در یک شب هزار کس آن سرور را علیه وعلی آله الصلوات والسلام بصور مختلفه بخواب می بینند واستفادهائی مینمایند
این همه تشکل صفات ولطائف اوست علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام بصورتهای مثالیه وهمچنین مریدان از صور مثالی
پیران استفادهامی نمایند وحل مشکلات می فرمایند کمون وبروز که از بعضی مشائخ گفته اند بتناسخ پیران مساس ندارد
زیراکه در تناسخ تعلق نفس ببدن ثانی از برای ثبوت حیات است وبرای سلوک حس وحرکت آن بدنست ودر بروز تعلق را
نفس ببدن دیگر از برای حصول این غرض نیست بلکه مقصود ازین تعلق حصول کمالات است مرآن بدن را
ووصول بدرجات مراورا چنانچه جنی بفرد انسانی تعلق پیدا کند ودر شخص او بروز نماید این تعلق نیز برای حیات ان
فرد نیست چه آدمی وحساس ومتحرک پیش ازین تعلق است چیزیکه ازین تعلق در وی حادث میشود ظهور صفات
وحرکات وسکنات آن جن است ومشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون وبروز هم لب نمیکشایند وناقصان را در بلاو
فتنه نمی اندازند نزد فقیر کمون وبروز هیچ درکار نیست کاملی اگر تربیت ناقصی خواهد بی آنکه در وی بروز نماید باید که باقتدار
خداوندی جل سلطانه صفات کامله خود را در مرید ناقص منعکس سازد وبتوجه والتفات آن انعکاس را اثبات واستقرار
دهد تا مرید ناقص از نقص بکمال آید واز صفات رذیله بصفات حمیده گراید وهیچ کمون وبروز در میان نبود ذالک
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ انتہی اس عبارت حضرت مجدد الف ثانی رحمہ سے واضح ولائح ہی
کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسری اولیاء اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روحین بہت مدت قبل پیدائش
دنیاوی کی خود متجسد ہوکر اور جسم پکڑکر افعال واعمال عجیبہ دنیا مین کرتی تہین اور جب جنون کو خدا تعالیٰ نی یہہ قدرت
دی کہ وہ ہر قسم اور ہر نوع کی جسمین ہوکر افعال واعمال عجیبہ غریبہ اونسی ظاہر ہوتی ہین اگر ارواح کاملین کو خدا تعالیٰ
یہہ قدرت دیوی کہ جسم پکڑکی افعال واعمال غریبہ اونسی وقوع مین آوین تو کوئی محل تعجب کا نہین ہی اور یہہ جو
بعضے اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ ایک گہڑی مین مکانون اور مقامون متعددہ مین حاضر ہوتی ہین اور طرح طرح کی

افعال اونسے وقوع مین آتی ہین تو وہ بھی یہی بات ہے کہ اون اولیاء اللہ تعالی کے لطائف وصفات جسم مختلف اور شکلین
جدا جدا اپکڑ لیتی ہین اور مکانون اور مقامون مختلفہ مین وہ لطائف وصفات شکلین مختلفہ جو پکڑی ہوئی ہین وہ موجود ہوتی
ہین اور اونسے افعال متباینہ ظاہر ہوتے ہین اور ایسی ہی کوئی دوست وعزیز وقریب مثلاً ہندوستان مین متوطن وساکن ہوتا ہے
اور ہندوستان کے شہر ونسے کبھی باہر نہین جاتا ہے اوسکے دوست وعزیز وقریب جو مکہ معظمہ سے مثلاً آتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمنے
اوس عزیز کو حرم کعبہ شریف مین دیکھا تھا اور ہمارے اور اوس عزیز کے درمیان یہہ ماجرے ومعاملہ گذرا اور دوسرے گروہ
کہتے ہین کہ ہمنے اوسکو روم مین دیکھا تھا اور ایک جماعت کہتی ہے ہمنے اوسکو بغداد مین دیکھا تھا یہہ بھی اوس عزیز کے
لطائف وصفات کی شکلین مختلفہ ہوتی ہین کہ اون مقامات مین اور ملکون مین موجود ہوتی ہین اور اوس عزیز کو اون تشکلات کی
اطلاع بھی نہین ہوتی ہے اسیواسطے کہ اوس عزیز کو اس سے اطلاع بھی نہین ہوتی ہے وہ عزیز اون گروہون اور جماعتونکے
جواب مین جو اپنا دیکھنا مکہ شریفہ وروم وبغداد مین بیان کرتے ہین کبھی کہتا ہے کہ یہہ تمام مجھپر تہمت ہے مین تو گھر سے بھی
کبھی نہین نکلا اور نہ مینے حرم کعبہ کو دیکھا ہے اور نہ مین روم وبغداد کو پہچانتا ہون اور نہ مین ان لوگونکو یعنی جماعت
وگروہ روم وبغداد مین جو دیکھنا بیان کرتے ہین اونکو جانتا ہون کہ کون لوگ ہین اور اسیطرح صاحبان حاجات عزیزون
زندون اور مردونسے جگون خوف وہلاکت کی مین مدد مین چاہتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اون حضرات کی صورتین حاضر ہوئین
اور اون صورتون نے دفع آیات وبلیات کا اون مدد چاہنے والونسے کیا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اون عزیزون کو جنکی
صورتون نے حاضر ہوکر آفات کو دفع کیا ہے حاجتمندون اور مدد چاہنے والونسے اس دفع کرنیکے خبر بھی ہوتی ہے
کہ ہمسے ایسا ہوا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اونکو اسکی خبر تک بھی نہین ہوتی ہے یہہ بھی تشکل اون عزیزون کے
لطائف کا ہے اور کبھی یہہ تشکل بیداری مین ہوتا ہے اور عالم شہادت مین ہوتا ہے اور کبھی عالم مثال مین ہوتا ہے
جیسا کہ ایک شب مین جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہزار آدمی خواب مین دیکھتے ہین ساتھہ صورتون مختلفہ کے
اور بہت سے فائدے حاصل کرتے ہین یہہ بھی تمام آنحضرت صلعم کی صفات ولطائف کی صورتین ہوتی ہین ایسے
مرید لوگ صورت مثالی پیرون کی سے فائدے لیتے ہین اور کھولنا مشکلونکا کرتے ہین پس اس تمام بیان حضرت مجدد رح سے
واضح ہے کہ ارواح اولیاء اللہ اور اونکے صفات ولطائف شکلین وصورتین پکڑ کر عالم بیداری وخواب مین مکانون
اور مقامون مختلفہ مین موجود ہوتی ہین حالت حیات مین بھی اور قبل زندگانی دنیا ونیکے بھی اور بعد وفات کے بھی
اور اونکے شکلون اور صورتونسے فائدہ وحل مشکلات ومدد کا صدور وظہور ہوتا ہے یہہ مؤلف اپنے آپکو مجددی بھی
زعم کرتا ہے چنانچہ اول رسالہ مین اسنے اپنا مجددی ہونا بالتصریح بیان کیا حضرت مجدد رح تو یہہ فرماتے ہین

کہ اولیاء اللہ تعالی کی ارواح سے حل مشکلات و مدد حاجتمندوں کا صدور ہوتا ہے اور مولف اس اعتقاد کو شرک و کفر زعم کرتا ہے
چنانچہ اسکے اقوال سے واضح ہے پس اس مولف کا اپنے آپکو مجدد ہی قرار دینا سراسر بناوٹ اور جھوٹ و کذب و مکر و فریب ہے
تاکہ عوام لوگ اسکو مجدد ہی جانکر اسکے اقوال باطلہ کو حق جانیں جو لوگ ادنے شعور بھی رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں
کہ یہہ مولف اپنے اس دعوے میں بھی بالکل جھوٹا اور فریبی ہے اور مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ بھی نفحات
الانس مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۳۴۲ اور صفحہ ۳۴۳ میں یہہ فرماتے ہیں شیخ بقا بن بطو رحمہ اللہ تعالی وی گفت کہ روزی
در مجلس شیخ عبد القادر رض حاضر بودم در اثنا آن کہ سخن میگفت بر پایہ اول از منبر ناگاہ قطع سخن کرد و ساعتی خاموش بود
و بزمین فرود آمد بعد ازان بر منبر بالا رفت و بر پایہ دوم بنشست پس من مشاہدہ میکردم کہ پایہ اول کشادہ شد
چندانکہ چشم کار میکرد و فرش از سندس اخضر انداختند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با اصحاب بر انجا نشستند و حضرت
حق سبحانہ و تعالی بر دل شیخ عبد القادر تجلی کرد چنانکہ وی میل میکرد کہ بیفتد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وی را نگہ
داشت بعد ازان خرد و لاغر شد چون عصفوری بعد ازان بیالید و بزرگ شد بر صورت ہائل و سہمناک شد
و سہمگین بعد ازان آن ہمہ از من پوشیدہ شد حاضران از شیخ بقا کیفیت رویت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و اصحابش را پرسیدند گفت خدا تعالی ایشان را تائید کردہ است بقوتی کہ ارواح مطہرہ ایشان متشکل میشوند
بصور اجساد و صفات اعیان و می بینند ایشان را کسانیکہ خدا تعالی ایشان را قوت رویت آن ارواح و صور
و اجساد و صفات و اعیان دادہ است بعد ازان از سبب میل کردن و خرد شدن و بزرگ شدن شیخ پرسیدند گفت
تجلی اول بصفتی بود کہ بشر را قوت آن نیست مگر بتائید نبوی و لہذا نزدیک بود کہ شیخ بیفتد اگر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وی را نمی دریافت می افتاد و تجلی ثانی بصفت جلال بود و ازین جہت بود کہ شیخ بگداخت و تجلی ثالث بصفت
جمال بود و ازین جہت کہ شیخ ببالید و بزرگ شد وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ قضیب البان موصلی رحمہ اللہ تعالی کنیت وی عبد اللہ است شیخ محی الدین بن العربی قدس اللہ تعالی
روحہ در بعضی رسائل می فرماید کہ ازین طائفہ بعضی را دیدہ ایم کہ صورت روحانیت ایشان متجسد و متمثل میشود
بر صورت جسمانیت ایشان و بر آن صورت متجددہ افعال و احوال میگذرانند حاضران می پندارند کہ آن بر صورت
جسمانیت ایشان میگذرد و می گویند کہ فلان کس را دیدم کہ چنین و چنان میکرد و حال آنکہ آنکس ازین فعل مبراست
و این را بارہا بسیاری ازین طائفہ مشاہدہ کردہ ایم و معاینہ دیدہ ایم و چنین حال عبد اللہ بن موصلی کہ معروف است
بقضیب البان باید کہ برین انکار نیاری کہ اسرار خدا تعالی در افراد عالم بزرگ و بسیار است و بقوت عقل ادراک

غور آن نمیتوان کرد شیخ عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ گفت کہ یکی از اہل علم مرا خبر داد کہ یکی از فقرا را نمیدید کہ نماز گذارد
روزی اقامت نماز میکردند او نشستہ بود فقیہی از سر انکار او را گفت برخیز و نماز بجماعت گذار برخاست و با ایشان
تکبیر نماز گفت رکعت اول بگذارد و فقیہہ منکر بپہلوی او بود چون برکعت دوم برخاستند فقیہہ نظر بوی کرد کسی دیگر
دید غیر آن دو کس کہ اول نماز می گذاردند و در رکعت چہارم دیگری دید غیر آنہا چون سلام دادند دید کہ ہمان کس
اول است بر جائی خود نشستہ و ازان سہ کس کہ در حالِ نماز دیدہ بود اثری نبود آن فقیہہ نظر بوی کرد او بخندید
و گفت ای فقیہہ کدام یک ازان چہار کس با شما نماز گذارد و شیخ عبد اللہ یافعی گوید کہ مثل این قصہ شنیدم کہ صادر شد
از قضیب البان رحمہ اللہ تعالی با بعضی از فقہا ر قاضی موصلی را نسبت بوی انکار تمام بود یک روز دید کہ در یکی
از کوچہائی موصل از مقابل وی قضیب البان می آید با خود اندیشید کہ وی را و قصہ وی بحاکم رسانم تا وی را سیاستی
برساند ناگاہ دید کہ بصورتِ پہلوان کردی برآمد و چون مقداری دیگر پیش آمد بصورت اعرابی برآمد و چون نزدیکتر شد
بصورت یکی از فقہا ظاہر شد چون بقاضی رسید گفت ای قاضی کدام قضیب البان را بحاکم میبری و سیاست
میکنی قاضی از انکار خود توبہ کرد و مرید شد شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالی عنہ را گفتند کہ قضیب البان نماز نمی گذارد را
گفت ہیچ مگوئید کہ ہمیشہ سر وی در خانہ کعبہ در سجود است انتہی اس عبارت سے خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وسلم کا اور آپکے اصحاب رض کا آپکی ہمراہی میں حضرت غوث اعظم رح کی مجلس میں تشریف لانا اور حضرت غوث اعظم رح کی
مدد فرمانا اور حضرتِ غوث رح کو گرنے سے روکنا ثابت ہے اور یہہ بھی ثابت ہے کہ ارواح مطہرہ کو خدا تعالی نے قوت دی ہے
متشکل ہوجانیکی ساتھہ صورتوں جسموں و صفات کے اور اونکو وہی لوگ دیکھتے ہیں کہ جنکو خدا تعالی نے اونکو دیکھنے کی قوت دی ہے
اور سوائے آنحضرت صلعم اور سوائے صحابہ رض کے دوسرے اولیاء اللہ تعالی کی ارواح کا متشکل ہونا اور جسم پکڑنا اور اونسے افعال و اعمال
صادر ہونا بھی ساتھہ بیان شیخ محی الدین بن العربی و امام یافعی کے ثابت ہے اس عبارتسے پس بعد وفات کے بھی اولیاء اللہ
تعالی کا تصرف کرنا ثابت ہے تو حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہ کو بعد وفات بھی مدد کرنا اور امر طلب حاجت کے
واسطے بطور توسل یا عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنا درست ہے اور انکار کرنا وہابیہ کا اور مولف کا مردود ہے اور بھی ایک
عبارت ترجمہ فارسی مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی کی نقل کیجاتی ہے جس سے آنحضرت صلعم کو بعد وفات کے دیکھنا بیداری میں
بہت سے بزرگان دین کا ثابت ہے چنانچہ وہ عبارت جلد ثالث کتاب الرویا کی یہہ ہے از بعضی صالحین حکایت
درین باب آمدہ و بصحت رسیدہ و حکایات و روایات مشائخ بسیار است نزدیک بحد تواتر رسیدہ و منکر این حال را
تصدیق بکرامات اولیاء ہوا رد بلند لیعود اگر نمائد ساقط شد بحث با وی زیرا کہ وی منکر است چیزیرا

که اثبات کرده اند کتاب و سنت و اگر دار داین از جملهٔ کرامات است باعث انکار چیست و لهذا حجة الاسلام محمد غزالی در کتاب
المنقذ من الضلال گفته که ارباب قلوب مشاهده میکنند در یقظه ملائکه را و ارواح انبیا را و می شنوند از ایشان اصوات را
و اقتباس میکنند فوائد را و در مواهب لدنیه گفته که ابن منصور در رسالهٔ خود نوشته که در آمد شیخ ابو العباس قسطلانی
بر آن حضرت پس دعا کرد آنحضرت او را و فرمود اخذ الله بیدک یا احمد و از ابو المسعود آورده که مصافحه میکرد آنحضرت را
بعد از هر نماز و از قطب الوقت ابو الحسن شاذلی آورده که آنحضرت را دیدم فرمود یا علی طهر ثیابک من الدنس و از سید
نور الدین یحیی آورده اند که شنید جواب سلام را از داخل قبر شریف که علیک السلام یا ولدی و از شیخ ابو العباس مرسی
آورده که میفرمود اگر یک چشم زدن جمال سید المرسلین از من محجوب گردد من خود را مسلمان نمی شمرم و گفته اند که حقیقت
آن نیز تمثال است و اگرچه در یقظه است و بی غلبه و غیبت نیست در حصول صحبت و ثبوت احکام شرعی
در غیر رائی صحبت نه والله اعلم و در بهجة الاسرار باسنادیکه در وی دو واسطه بیش نیست روایت کرده که روزی
غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی الله تعالی عنه بر کرسی نشسته بود و وعظ میفرمود و قریب بده هزار کس
در پایهٔ وعظ وی حاضر و شیخ علی بن هیتی در زیر پای کرسی شیخ نشسته ناگاه شیخ علی بن هیتی را خوابی برد پس
شیخ عبد القادر قوم را فرمود انصتوا پس همه ساکت شدند تا آنکه جز انفاس از ایشان شنیده نمیشود پس فرود آمد
شیخ از کرسی و بایستاد بادب پیش شیخ علی مذکور و می نگریست در وی پس بیدار شد شیخ علی و گفت شیخ عبد القادر
باوی که دیدی تو آنحضرت را در خواب گفت نعم فرمود ازین جهت ادب ورزیدم با تو ایستادم در پیش تو فرمود
بچه وصیت کرد ترا آنحضرت صلعم گفت بملازمت مجلس تو پس شیخ علی گفت آنچه من در خواب دیدم شیخ
عبد القادر در بیداری دید و روایت کرده اند که هفت کس از مردان راه دران روز از عالم رفتند رحمة الله علیهم اجمعین
انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ آنحضرت صلعم کو بیداری مین دیکھنا بعد وفات کے اسقدر روایات مشائخ سے
ثابت ہے کہ قریب حد تواتر کے پہنچگئی ہین اور منکر اوسکا اگر کرامت اولیاء اللہ تعالی پر اعتقاد رکھتا ہے یا نہین اگر کرامت
اولیاء پر اوس منکر کا اعتقاد نہین ہے تو اوس سے ہم بحث نہین کرتے کیونکہ وہ تو ایسی چیز کا منکر ہے جو قرآن و حدیث سے
ثابت ہے اور اگر وہ منکر کرامت کا نہین ہے تو اسکے انکار کا کوئی باعث نہین ہے یعنے اوسکو انکار کی گنجائش نہین ہے
انکار اوسکا بیجا ہے اور اقرار کرنا اوسکو لازم و ضرور ہے امام غزالی رح فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ بیداری مین ارواح انبیاء
علیہم اور ملائکہ علیہم السلام کا مشاہدہ کرتے ہین اور اونسے فائدے حاصل کرتے ہین اور شیخ ابو العباس قسطلانی کے حق مین
آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی (یعنے بعد وفات کے بیداری مین) اور ابو مسعود سے آنحضرت صلعم بعد ہر نماز کے مصافحہ کرتے تھے

اور شیخ ابوالحسن شاذلی رح کو آنحضرت صلعم نے فرمایا اپنے کپڑے میل سے پاک کرو اور سید نورالدین نے جواب سلام کا آنحضرت
صلعم کی قبر شریف کی اندر سے سنا آنحضرت صلعم نے علیک السلام یا ولدی فرمایا اور شیخ ابوالعباس مرسی نے فرمایا کہ آنکھہ
جھپکنے قدر جمال مبارک سید المرسلین مجھسے محجوب ہوجاوے تو مین اپنے آپ کو مسلمان نہ شمار کرون یہہ تمام بیداری مین
صورت مثالی آنحضرت صلعم کی دیکھتی تہے اور یہہ دیکھنا اگرچہ بیداری مین تہا لکن چونکہ بغیر غلبہ حال نہین تہا اسواسطے
صحابی ہوجانے کے بارہ مین اور ثبوت احکام کے بارہ مین حجت لازمہ جسکا قبول ضرور ہووے معتبر نہین ہوسکتا ہے اور حضرت
غوث اعظم رح کی مجلس مین شیخ علی ہیتی کو خواب آگئی اوس نے خواب مین آنحضرت صلعم کو دیکھا حضرت عبدالقادر جیلانی رح نے
اوسیوقت آنحضرت صلعم کو بیداری مین دیکھا ان تمام روایات سے بعد وفات بہی آنحضرت صلعم کو بیداری مین دیکھنا ثابت
ہے اور شاہ ولی صاحب دہلوی اپنے رسالہ در ثمین اسطرح فرماتے ہین اَلحَدِیثُ السَّابِعَ عَشَرَ اَخبَرَنِی
سَیِّدِی الوَالِدُ قَالَ اَخبَرَنِی شَیخِی السَّیِّدُ عَبدُ اللهِ القَارِی قَالَ حَفِظتُ القُرآنَ عَلَی القَارِی
زَاهِدٍ کَانَ یَسکُنُ فِی البَرِیَّةِ فَبَینَمَا نَحنُ نَتَدَارَسُ القُرآنَ اِذَا جَاءَ قَومٌ مِنَ العَرَبِ یَقدُمُهُم سَیِّدُهُم
فَاستَمَعَ قِرَاءَةَ القَارِی وَقَالَ بَارَکَ اللهُ اَدَّیتَ حَقَّ القُرآنِ ثُمَّ رَجَعَ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ بِذٰلِکَ الزِّیِّ
فَاَخبَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اَخبَرَهُمُ البَارِحَةَ اَنَّهُ سَیَذهَبُ اِلَی البَرِیَّةِ الفُلَانِیَّةِ لِاستِمَاعِ
قِرَاءَةِ القَارِی هُنَاکَ فَعَلِمنَا اَنَّ السَّیِّدَ الَّذِی کَانَ یَقدُمُهُم هُوَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَد
رَأَیتُهُ بِعَینِی هَاتَینِ وَاللهُ اَعلَمُ انتهی یعنے شاہ ولی اللہ کہتے ہین کہ مجھکو خبر دی میرے والد نے کہ میرے استاد سید عبداللہ
قاری نے مجھکو خبر دی کہ مین نے قرآن شریف حفظ کیا تہا قاری زاہد سے جو جنگل مین رہتے تہے اس درمیان مین کہ ہم قرآن
آپس مین پڑھتے تہے یعنے دور کرتے تہے کہ ایک قوم عرب کی آئی کہ اونکے سردار اونکے آگے تہے پس سنا اونہون نے قرأت
قاری زاہد کو اور فرمایا یعنے اون عرب کی قوم کے سردار نے خداتعالیٰ تمکو برکت دے کہ ادا کیا تمنے حق قرآن شریف کا یعنے جیسی کہ حق
قرآن پڑھنے کا ہے ویسی ہی تمنے قرأت سے ادا کیا یہہ فرماکر وہ تشریف واپس لیگئے اونکے تشریف لیجانیکے بعد ایک شخص دوسرے
اوسیہی عربی لباس مین آئے اور کہا اونہون نے کہ رسول اللہ صلعم نے کل رات یہہ خبر دی تہی کہ ہم فلانے جنگل مین قرآن شریف
سننے کو تشریف لیجاوینگے جب اون دوسرے شخص نے یہہ بیان کیا تو ہمنے جانا کہ آگے جو اونکے سردار تہے وہی آنحضرت صلعم تہے
شاہ ولی اللہ کے والد کے استاد کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو اپنی ان دونون آنکھونسے یعنے ان سر کی آنکھونسے مین نے آنحضرت
صلعم کو دیکھا یہہ کتاب در ثمین تو بہت عرصہ سے مطبوع بہی ہوگئی اور کئی بار مطبوع ہوئی مطبوع ہونیسے قبل پاس راقم الحروف کو
مولوی عالم علی صاحب شاگرد خاص مولوی اسحاق صاحب دہلوی سے اسطرح اسکی تفصیل پہونچی ہے کہ یہہ وہ قاری جنکا

قرآن آنحضرت صلعم نے سنا تہا پنجاب کی جنگل مین تہی اور وقت قرآن شریف کی دور کے پانچ سوار بلباس عربی آئی ایک سوار جو ونکی آگی تہے وہ اونکی سردار تہی جب قرآن سنکر واپس تشریف لیگئی جیسا کہ ابہی ذکر ہوا تو ایک شخص دوسرا وہی لباس مین آئی اور آکر اونہون نے یہہ سوال کیا اَیْنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلعَمْ یعنی کہان ہین آنحضرت صلعم شاہ ولی اللہ صاحب کی والد کے اوستاد کہتے ہین کہ ہمنی اونسی دریافت کیا کہ تم کون ہو کہا مین ابو ہریرہ ہون اور یہہ جو آئی تہے ایک خود بدولت جناب رسالت مآب صلعم تہی اور چار دیگر خلفاء اربع تہے رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین آج کل یہان آنیکو فرمایا تہا مجہکو ذرا دیر ہوگئی تو مین اب آیا ہون پس بخوبی واضح ہے کہ بعد وفات کی آنحضرت صلعم اور اولیاء کی ارواح کا متجسم ہوکر پہرنا اور تصرف کرنا ثابت ہی جسکو خداتعالی نے قوت اونکی دیکھنے کی عطا فرمائی ہی وہی اونکو دیکہتی ہین پس جو ایسے ذی شعور ہین کہ معجزات انبیاء و کرامات اولیاء کی قائل اور معتقد ہین اگرچہ اونکو یہہ قوت حاصل نہین ہی کہ ارواح انبیاء علیہم السلام اور ارواح اولیاء اللہ کو بعد وفات دیکھ سکین اونکے نزدیک اولیاء اللہ تعالی کو بعد وفات بہی ندا کرنا اور توسّلاً اونسے کچھ چاہنا اور اونکے وسیلہ سی خداتعالی کا کام کر دینا کسی وجہ سے ممنوع نہین ہی نہ شرعاً نہ عقلاً نہ عرفاً ہان جو کرامت اولیاء اللہ کو نہین مانتی ہین فی الواقع اگرچہ بظاہر مقر ہین وہ اس امر کو ممنوع و حرام و بدعت سیئہ بلکہ شرک کہین اور کہتی ہین تو اونسی کچھ تعجب نہین ہے وہ دائرہ اہل حق سی خارج ہین پس اہل اسلام کو چاہیئی کہ وظیفہ یا عبدالقادر شیئاً للہ بطور توسّل و تطفل پڑہنی مین تردد نکرین اور موسوسین کی وسوسہ اندازی کیطرف ہرگز نہ دیکہین بحث مَآ اُهِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ وذکر اوس جانور بکرا وغیرہ کا جو کسی ولی کی نام سے مشہور کیا جاوی اور وقت ذبح سوائی بسم اللہ اللہ اکبر کہنی کے دوسرا کسیکا نام نہ لیا جاوی آیا وہ حرام ہی یا حلال پس واضح ہو کہ وہابیہ نی اس بکرے وغیرہ جانور کی بارہ مین بہت غلو کیا ہی اور تحریم حلال کا ارتکاب کیا ہے اور عوام کو ضلالت مین ڈالنا چاہا ہے اون مین سی ایک یہہ مولف رسالہ بہی ہی کہ دہوکہ و فریب و بدگمانیان اہل اسلام پر کر کے حلال کو زبردستی حرام بتاتا ہے اور آیت کی معنی اپنی رائی سے گہڑ کے اوس سے حرمت ثابت کرتا ہے اور افترا کر کی حدیث و اجماع سے اسکی حرمت ثابت کرتا ہی اور کسی نا صورت سی منذور اولیاء اللہ کی جواز کا قائل ہی نہین ہوتا ہی اور حق و باطل ملائی دیتا ہی خداتعالی کا خوف نہین کرتا کہ یہہ نہین جانتا اور اسپر ایمان نہین لاتا کہ جیسی حرام کو حلال کہنا حکم الہی کو بدلنا اور تغییر دینا اور دین سی خارج ہونا ہے ایسی ہی حلال کو حرام کہنا بہی تو بدلنا احکام الہی کا اور تغییر دینا ہے اور دین اسلام سی خارج ہونا ہی اور خدا رسول پر افترا کرنا اور بہتان باندہنا ہے مولف نی جو جو اقوال کہی ہین اس رسالہ اور دوسرے رسالہ مین جو زبان نا عربی ہی اور اس رسالہ مردودہ کی ہمراہ مطبوع ہوا ہی اور تیسرے رسالہ مین جسکا نام استفتاء اہل سورت و جواب کا

مفتیان مکہ معظمہ لوح پر لکھا ہی اون تمام اقوال مین جو جو دھوکہ اور فریب اس مولف نے کئی ہین تمام کا حال کچھہ کچھہ بیان کیا جاتا ہے قولہ فی عمدۃ النکات صـ۹۷ بزعمہ و فی الحقیقہ ہی قدوۃ الخرافات چوتھا ذبیحہ حرام مانند ذبیحہ لغیر اللہ کی یعنے کسی جانور کو کسی کی نام کا ٹھہرا کے یعنی نذر کر کے پھر اوسکو بسم اللہ و اللہ اکبر کہکر حلال کرے تو اب وہ حلال نہین ہوتا کیونکہ غیر سے ثواب چاہا اور اوس غیر کی تعظیم کیلئی حلال کیا اور ذبح کرنیوالا مرتد ہوا الی ان قال ولیل علی ذلک قولہ تعالی او فسقا اھل لغیر اللہ بہ قولہ فسقا ای خروجا عن الدین القیم الذی ھو کالحیات المطھرۃ فی الفطرۃ و اھل ای صوت فیہ قبل الذبح و اشتھر باسم غیر اللہ الخ اقول و باللہ التوفیق مولف کا کلام اگرچہ بظاہر حق ہے لکن مولف کا اس سے ارادہ باطل و ناحق کا کیا ہی اسواسطی کہ اسکی غرض اس قول سی یہی ہے کہ جو لوگ نذر اولیاء کی کرتی ہین تو وہ تمام اسیطرحسی کرتے ہین اور اونکی غرض یہی ہوتی ہی کہ اولیاء کی نذر ہی اللہ کی نذر نہین ہے اور وہ اس کرنیمین اولیاء کی تعظیم اور اون اولیاء سی ہی ثواب چاہتی ہین نہ اللہ تعالی سے یہہ سراسر فریب دھوکہ و افترا و کذب محض ہی کسی مسلمان ادنی و اعلی کا یہ اعتقاد ہوتا کہ اولیاء اللہ سی ہی ثواب وہ چاہتی ہین ہرگز کوئی ذیشعور تسلیم نکریگا اور نہ کسی مسلمان ادنی و اعلی پر یہہ بدگمانی کرنا کسی مسلمان کو جائز ہے یہہ فقط مولف اور اوسکی ہم مشرب دوسرے وہابیہ کا ہی حصہ ہی بلکہ اسمین دعوی علم غیب کا ہی جو مولف کے نزدیک کفر ہی کیونکہ یہہ دوسرے کی امر قلبی اور اعتقاد کی خبر دیتا ہی جسکو وہ شخص اور خدا تعالی ہی جانتا ہوئیگا کوئی دوسرا پس ہر اہل اسلام نذر اولیاء کرنیوالی کے حق مین ایسا گمان کرنا مولف اور اونکی ہم مشربونکا حرام قطعی بلکہ استحلال کی حالت مین کفر ہے جبتک نذر اولیاء اللہ کرنیوالے کے قول سی یہہ ظاہر نہووی کہ وہ یہہ اعتقاد رکھتا ہی کہ اولیاء اللہ سی ثواب چاہتی اور اونکی تعظیم بطور عبادت کرنیکو ذبح کرنیکی نذر کی ہی تب تک یہہ بدگمانی اوسپر کرنا بلا شبہ حرام ہی آیات و احادیث و اقوال علماء سے جیسا کہ بحث استمداد مین اوپر مذکور ہوا ہے اور اسی سبب سے کہ بغیر ظہور کی اوس نذر کرنیوالیکے قول سی یہہ اعتقاد مذکور جبتک معلوم نہو تو ایسا گمان بد جائز نہین ہی صاحب تفسیر احمدی بہت بڑے اصول دان ہین چنانچہ نور الانوار کتاب اصول کی درسی انھین کی ہی اپنی تفسیر احمدی سورہ بقرہ کی آیت و ما اہل بہ لغیر اللہ کے تحت مین فرماتی ہین و ما اھل بہ لغیر اللہ معناہ ذبح بہ لاسم غیر اللہ مثل لات و عزی و اسماء الانبیاء و غیر ذلک فان افرد باسم غیر اللہ او ذکر مع اسم اللہ عطفا بان یقول باسم اللہ و محمد رسول اللہ بالجر حرم الذبیحۃ و ان ذکر معہ موصولا لا معطوفا بان یقول باسم اللہ محمد رسول اللہ کرہ و لا یحرم و ان ذکر مفصولا بان یقول

قبل التسمية وقبل ان يضجع الذي يحسنه او بعده لا بأس به هكذا في الهداية ومن هنا علم ان البقرة
المنذورة للاولياء كما هو الرسم في زماننا حلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليها وقت الذبح
وان كانوا ينذرونها له انتهى اس سے واضح ہے کہ جب ہمارے علما محققین مانند صاحب ہدایہ نے بالتصریح بیان کر دیا
کہ وقت ذبح جانور کے اگر کوئی نام غیر خدا تعالی کا بسم اللہ سے پہلے قبل لٹانے جانور کے لیوے یا بعد ذبح کے لیوے تو اوسمین
خرابی وقباحت نہین ہے تو اس بیان کرنے علماء کے سے معلوم ہو گیا کہ گائے نذر اولیاء اللہ تعالی جیسا کہ ہمارے زمانہ مین
رسم ہے حلال طیب ہے اسواسطے کہ اوس گائے پر نام غیر اللہ کا وقت ذبح کے ذکر نہین کیا جاتا ہے جب اسپر یہہ اعتراض
پڑا کہ نذر حقیقۃً غیر اللہ کی جائز نہین ہے پس چاہیے کہ نذر غیر اللہ کرنیکے سبب سے گائے مذکورہ مین خرابی ہووے اور کسی
قسم کا خبث آجاوے پھر حلال طیب کسطرح ہوئے تو اس اعتراض کا جواب حاشیہ اپنے مین یہہ صاحب تفسیر ارقام فرماتے
ہین واما بحسب النذر فقد تقرر ان النذر لغير الله حرام ونذر الاولياء ما اولت بان النذر لله
وثوابها لهم انتهى یعنی یہہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ نذر غیر اللہ کی کرنا حرام ہے لیکن نذر اولیاء سے مراد یہہ ہے کہ نذر اللہ کے
واسطے ہوتی ہے اور ثواب اولیاء اللہ تعالی کیواسطے ہوتا ہے اوس نذر کا اس سے واضح ہے کہ ہمارے فقہا مانند صاحب ہدایہ کے
اور صاحب تفسیر احمدی کے نزدیک اول یا آخر ذبح سے نام غیر اللہ کا جانور پر لیا جاوے اور وقت ذبح کے نلیا جاوے تو وہ ما اہل
بہ لغیر اللہ مین داخل نہین ہے اور صاحب ہدایہ کی عبارت خاص یہہ ہے جس سے واضح ہے کہ وقت ذبح کے نام غیر اللہ لینے سے
ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہوتا ہے ورنہ نہین ہوتا والثانية ان يذكر موصولا على وجه العطف والشركة
بان يقول بسم الله واسم فلان او يقول بسم الله وفلان او بسم الله ومحمد رسول الله بكسر
الدال فتحرم الذبيحة لانه اهل به لغير الله انتهى اس سے واضح ہے کہ وقت ذبح کے نام غیر اللہ کا لیوے جب
ما اہل بہ لغیر اللہ کا مصداق ہوگا ورنہ نہین اور علامہ عینی نے بھی اسمین خلاف ہونا ذکر نکیا اور کچھہ اسپر کلام نکیا جس سے
تسلیم کرنا علامہ عینی کا بھی معلوم ہوا اور قاضیخان رح کے قول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وقت ذبح کے غیر اللہ کے نام لینے
سے ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہوتا ہے چنانچہ اونکے فتاوے کی عبارت یہہ ہے وكذا ذبيحة اليهودي والنصراني
حلال وان كان الكتابي حربيا الا ان يسمع منه انه يسمي عليه المسيح فاذا سمع منه ذلك لا يحل
لانه اهل به لغير الله انتهى اور جلالین مین سورہ بقرہ مین ہے وما اهل به لغير الله اي ذبح على اسم
غيره تعالى والاهلال رفع الصوت وكانوا يرفعونه عند الذبح لآلهتهم انتهى اس سے بھی شان
نزول آیت کا بھی معلوم ہوتا ہے کہ وقت ذبح کے نام غیر اللہ کا لیتے تھے اوسکی حرمت خدا تعالی نے بیان فرمائی ہے

اور بیضاوی مین ہی ما اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای رُفِعَ بِہِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِہٖ لِلصَّنَمِ انتھی اور تفسیر مدارک مین
سورہ مائدہ مین ہی ما اھل بہ لغیر اللّٰہ بہ ان رُفِعَ الصَّوْتُ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَھُوَ قَوْلُھُمْ بِاسْمِ اللَّاتِ
وَالْعُزّٰی عِنْدَ ذَبْحِہٖ انتھی وھکذا فی البیضاوی فی سورۃ المائدۃ اور تفسیر کبیر مین سورہ مائدہ مین ہے
وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ عِنْدَ الذَّبْحِ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَحَرَّمَ اللّٰہُ ذٰلِکَ انتھی اور تفسیر ابی سعود مین ہے
مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ای رُفِعَ الصَّوْتُ لِغَیْرِ اللّٰہِ عِنْدَ ذَبْحِہٖ کَقَوْلِہِمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی انتھی
اور معالم مین ہے مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ای مَا ذُکِرَ عَلٰی ذَبْحِہٖ غَیْرُ اسْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی اور تفسیر معالم سورہ بقرہ
مین ہے مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِیْتِ وَاَصْلُ الْاِھْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ
وَکَانُوْا اِذَا ذَبَحُوْا لِاٰلِہَتِہِمْ یَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَہُمْ بِذِکْرِھَا فَجَرٰی ذٰلِکَ مِنْ اَمْرِھِمْ حَتّٰی قِیْلَ لِکُلِّ ذَابِحٍ
وَاِنْ لَّمْ یَجْھَرْ بِالتَّسْمِیَۃِ مُھِلٌّ انتھی اور اسی تفسیر معالم سورہ اعراف مین ہی مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَھُوَ
مَا ذُبِحَ عَلٰی غَیْرِ اسْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی اور تفسیر در منثور مین ہے اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ
تَعَالٰی مَا اُھِلَّ مَا ذُبِحَ وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ مُجَاھِدٍ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ اور تفسیر
رحمانی مین ہے اُھِلَّ ای صُوِّتَ فِیْہِ بِاسْمِ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ای لِسَبَبِ ذَبْحِہٖ لَہٗ انتھی اور تفسیر حسینی مین
سورہ بقرہ مین ہے وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ و حرام کرد آنچہ آواز بردارند در وقت ذبح برای غیر خدا تعالی بنام
بتان یا باسم پیغمبران بکشند انتہی اسی تفسیر مین سورہ مائدہ مین ہے وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ و آنچہ آواز برداشتہ
باشند یعنی یاد کردہ باشند مر غیر خدای تعالی را نزدیک ذبح و مراد ذبیحہ کفار است کہ بنام لات و عزی و غیر آن می
کشتند انتہی اور تفسیر اتقان نوع سادس و ثلاثون مین ہے اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ذُبِحَ لِلطَّوَاغِیْتِ اور فتح الخبیر مین
شاہ ولی اللہ دہلوی شاہ عبد العزیز کے والد فرماتی ہین اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ذُبِحَ لِلطَّوَاغِیْتِ انتھی
اسیطرح دوسری تفاسیر مین بھی ہی دیکھو ان تمام تفاسیر معتبرہ و مشہورہ و معروفہ سے واضح ہے کہ وقت
ذبح کی غیر خدا تعالی کی نام سے ذبح کیا ہو وہی وہ ما اُھِلَّ بہ لغیر اللہ سے مراد ہی اور اول آخر ذبح سے نام غیر خدا تعالی لینے سے
ما اُھِلَّ بہ لغیر اللہ مین ہرگز داخل نہین ہوتا ہے اسیواسطے ہمارے علما محققین نے بالتصریح فرمادیا ہی کہ اول و آخر
نام لینے سے حرمت نہین ہوتی ہی چنانچہ ابھی ہدایہ سے اوپر گذرا ہی اور صاحب تفسیر احمدی نے بھی اسی سبب سے
بقرہ منذورہ اولیاء اللہ کا حلال طیب ہونا اور نذر کا مأول بنذر اللہ ہونا اور ثواب اولیاء اللہ کیواسطے ہونا
فرمادیا ہی اور اس مولف نے اپنے دوسرے رسالہ عربیہ مین جو عمدۃ النکات کی آخر مین لگادیا ہے بحوالہ

فتاوی ابی اللیث سمرقندی سے یہہ نقل کیا ہی الناذر لغیر اللہ ان قصد بالنذر التقرب الی غیر اللہ وظن
انہ یتصرف فی الامور کلہا دون اللہ فنذرہ باطل وارتدادہ ثابت وان قصد بالنذر التقرب
الی اللہ وایصال الثواب الی الاولیاء ویعلم انہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ ویجعل الاولیاء وسائل
بینہ وبین اللہ تعالی فی حصول مقاصدہ فلا حرج فیہ وذبیحتہ حلال طیب ہذا ہو الصواب
وعلیہ عمل المشائخ وایضا اجمع علیہ اہل البخاری فمن خالف الاجماع فہو مخالف للاجماع یہہ تمام عبارت
مولف کی دوسری رسالہ سے ہمنے نقل کی ہی اگر فی الواقع یہہ تمام عبارت فتاوی فقیہہ ابی لیث ہو یا مولف نے کچھہ
اپنی طرفسے زیادہ کی ہو بہر صورت مولف کی اقرار سے ہی ہمارا مقصود حاصل ہوگیا اور بمقتضای (الفضل ما شہدت بہ
الاعداء) ہماری مقصود کی ثبوت کی دلیل و شاہد و برہان قول مولف کا ہی ہوگیا اور یہہ ثابت ہوگیا کہ نذر
و منذور لغیر اللہ جو ظاہر ہو اوسکا ایک ہی حکم نہین ہے اور اوسکو علی الاطلاق حرام کہدینا نہین ہی بلکہ اوسمین
یہہ تفصیل ہی کہ نذر کرنیوالا نذر کے ساتھہ تقرب الی غیر اللہ کا قصد کرے اور غیر اللہ کو ہی متصرف امور مین جانے
نہ خدا تعالی کو جب نذر باطل ہوگی اور اوسکا ارتداد ثابت ہوگا اور اگر قصد اوسکا نذر کی ساتھہ تقرب الی اللہ اور ایصال
ثواب واسطے اولیاء کی ہو اور وہ خدا تعالی کو ہی متصرف جانی اور اولیاء اللہ کو وسائل مانے تو اس نذر مین جو بظاہر
لغیر اللہ ہو کچھہ خرابی و حرج نہین ہے اور اسی پر اجماع اہل بخارا اور عمل مشائخ کا مولف نے ذکر کیا ہی اور اسکا مخالف
اجماع کا مخالف مولف نے بیان کیا ہے خواہ اپنی طرفسے یا فقیہہ ابو لیث سے نقل کیا ہے ہماری مقصود کی یہہ دلیل وافی ہی
اور برہان شافی ہی اور اس مولف اور دیگر ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ اسکو یاد رکھین کہ جہان کہین کسی دلیل سے
بظاہر حرمت نذر لغیر اللہ کی مفہوم ہی تو اوس سے یہی مراد ہے جو یہان مذکور ہوئی اور جہان کہین نذر اولیاء اللہ کا
حلال ہونا مذکور ہوا ہے یا ہماری اقوال مین کہین آوی یا آیا ہی یا دوسرے کسی سے نقل کیا ہی تو اوس سے مراد یہی ہی کہ نذر اللہ
کی اور ثواب اوسکا اولیاء اللہ تعالی کو واسطے ہے پس جب یہہ تفصیل معلوم ہوگئی تو اب مولف اور دوسری وہابیہ کا
نزاع کرنا اور خرافات بکنا اور علی الاطلاق نذر لغیر اللہ اور نذر اولیاء اللہ کو حرام کہدینا اور جانور منذور الاولیاء کو
ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل کر دینا بدون تفصیل کے سراسر دہوکا اور فریب و ضلال و اضلال ہی او خداع فی الدین ہے
اور باوجود محمل نیک موجود ہونیکی اہل اسلام کی اعمال کو محمل بد پر حمل کرنا اور بدگمانی کرکے ناری بنتا ہی پس جب
فقہاء کی اور مفسرین کی مراد لینا آیت ما اہل بہ لغیر اللہ سے معلوم ہوئی کہ وقت ذبح نام غیر اللہ کا لیا جاوے وہ بھی
اسطرح سے جو وجب شرکت ہو تو حرمت ذبیحہ ثابت ہوتی ہے اور آگے پیچھے ذبح سے نام غیر اللہ لینے سے حرمت ذبیحہ کی

ثابت نہین ہوتی ہی تو مولف کی عبارت عربیہ جو رسالہ عمدۃ النکات فی الواقع قدوۃ الخرافات کی جواوپر گذری ہی اوسمین
یہہ جو کہا ہے کہ (اُحِلَّ اَیْ صُوِّتَ فِیْہِ قَبْلَ الذَّبْحِ وَاُشْتُہِرَ بِاِسْمِ غَیْرِ اللّٰہِ الخ) جس سے مطلب مولف کا یہہ ہی کہ قرآن مین
جو اہل بہ لغیر اللہ آیا ہے اوسکی معنی یہہ ہین کہ آواز کیا جاوے بیچ اوسکی قبل ذبح کی اور مشہور ہووی ساتھہ نام غیر اللّٰہ
کی سب کی اگرچہ خدا تعالی کا نام اوسپر لیا جاوے تو حرام ہی ہی حلال نہین ہی حاصل یہہ کہ قبل ذبح غیر اللّٰہ کی نام سی
مشہور ہوا تو وقت ذبح کی بسم اللہ کہکر ذبح کرنیسی حلال نہین ہوتا ہے یہی مراد آیت مذکورہ کی ہی یعنی مولف
رسالہ کی اور دوسرے وہابیہ کی زعم فاسد مین پس یہہ مراد لینا مولف رسالہ اور دوسری وہابیہ کا قرآن شریف
کی معنی اپنی نفس سے گھڑنا اور فقہاء محققین اور مفسرین کی خلاف کرنا اور اپنی نفس کی پیروی کرنا اور قرآن مین اپنی
رائے سے کہنا اور جگہہ دوزخ مین بنانا ہے کما ورد فی الحدیث النبوی مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ
مِنَ النَّارِ اور دوسری روایت مین ہی مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ
مولف اور دوسرے وہابیہ کو اگر ایسی احادیث پر اعتقاد ہوتا اور خدا تعالی کا خوف انکی دلومین ہوتا تو مفسرین
اور فقہا کی خلاف ہو کر اپنی نفس سے حلال کو حرام بنانی کیواسطے مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی یہہ معنی نکرتے کہ قبل ذبح جانور پر
نام غیر اللہ کا لیا جاوی اور غیر اللّٰہ کی نام سے مشہور کیا جاوی اسقدر عبارات فقہاء محققین و مفسرین معتبرین
مذکور ہوئین اونمین کسی مین بہی ما اہل بہ لغیر اللہ کی مراد یہہ نہین بیان کی جو مولف نی اپنی نفس سے گھڑی ہے
ان وہابیہ اور مولف کی بہت بڑی دوڑ تفسیر عزیزی ہی یہہ خبر نہین کہ جو اعتراض اس مولف اور ان وہابیہ پر
وارد ہی وہی صاحب تفسیر عزیزی پر بہی وارد ہے صاحب تفسیر عزیزی کو کب گنجائش ہی کہ تفاسیر معتبرہ
کی خلاف اور فقہاء محققین سے انحراف کر کے اپنی زعم کی موافق یہہ معنی کرین کہ قبل ذبح غیر اللہ کی نام سی مشہور
ہونا مراد ہی اور تمام علماء متبحرین کی اقوال کو طاق مین رکہین کوئی منصف مزاج اور دین دار ذی شعور اگرچہ صاحب
تفسیر عزیزی کا بیٹا ہی یا شاگرد رشید ہی کیون نہو صاحب تفسیر عزیزی کی قول کو اسبارہ مین رد ہی کرے گا
اور اونکی اکیلی کی مقابلہ مین جم غفیر مفسرین کی قول کو جو وقت ذبح کی قید لگاتی ہین کیونکر چہوڑیگا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ
الْاَعْظَمَ حدیث نبوی ہی جس مین خود آنحضرت صلعم نی یہی حکم دیا ہی کہ وقت اختلاف کی درمیان علماء امت
محمدیہ اکثر علماء کی قول کی اتباع کرو بلکہ یہہ قول صاحب تفسیر عزیزی کا بعد انکی زمانہ کی حادث ہوا ہی زمانہ کی
معتبرین متبحرین مین کسی کا یہہ قول ہونا ثابت نہین ہوا ہے اگر مولف یا کسی وہابی کو دعوی ہی تو ثابت کری
ورنہ قول تفسیر عزیزی کا محدث ہی اور جو کچہہ صاحب تفسیر عزیزی کی شبہات اس بارہ مین ہین اونکے

زمانہ مین ہی اونکی معاصرون نے ہی اونکی خیالات مین ہی رد کر دئی ہین تین رد تو بندہ کی نظر سی بہی کسی زمانہ مین گذرے
ہین ایک عبد الحکیم ملتانی اور دوسرا کسی بنگالی کا اور تیسرا مولوی خلیل الرحمن رامپوری کا یہہ تو بندہ کی پاس
اب بہی موجود ہی اگر اتفاق ہوا تو اس رسالہ مین کسی جگہہ بیچ یا آخر مین اونکی اقوال بعض یا کل نقل کر دئے
جاوینگی تاکہ ناواقف لوگ واقف ہوجاوین پس جو اصل دلیل وہابیہ کی ہی جسکو عوام لوگونکی دھوکہ دہی کو پیش
کر دیتی ہین اوسکا یہہ حال ہے جیساکہ کچہہ معلوم ہوا اور انشاء اللہ تعالی کچہہ معلوم ہوجاویگا اقوال آیندہ مین تو ئ
اوسپر ان وہابیہ مانند مولف نے جو مبنی کیا ہے کہ آیت کی معنی گہڑنا شروع کر دئی ہین اپنی نفس سے اور حلال کو حرام
بناتی ہین تو اوسکا فساد و بطلان اظہر من الشمس ہے اور کیونکر قول صاحب تفسیر عزیزی کا باطل نہو اسواسطے
کہ وہ حضرت تو تفاسیر مفسرین معتبرین کو تحریف آیت کی قرار دیتی ہین ابن عباس رض صحابی رسول اللہ صلعم اور مجاہد
تابعی بہی تو معنی ما اہل کی ما ذبح اور ما ذبح لغیر اللہ ہی کرتی ہین اور خود صاحب تفسیر عزیزی کی والد بزرگوار شاہ
ولی اللہ صاحب بہی ما اہل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ذبح للطواغیت کرتی ہین اور دوسرے مفسرین معتبرین بہی یہی
تفسیر کرتی کیا کوئی ذیشعور ایسا بے ادب بن سکتا ہی کہ ان تمام اکابر کو جنمین صحابی و تابعی بہی ہین آیت کی تحریف
کرنیوالے موافق قول صاحب تفسیر عزیزی اعتقاد کریگا ہرگز نہین ہان مولف کی مانند کوئی وہابی ایسا گمان
فاسد اور ایسی بے ادبی ساتہہ صحابی اور تابعی اور دیگر مفسرین کی کرے جنمین شاہ ولی اللہ بہی ہین تو عجب نہین ہے
کیونکہ وہابیہ ایسی ہی حضرات ہین کہ ایسی بے ادبی کیا کرتی ہین اور اتباع سواد اعظم سے انحراف کرتی ہین اور کیون کر
ما اہل بہ لغیر اللہ کی مراد یہہ ہوسکتی ہی کہ قبل ذبح مشہور غیر اللہ کی نام کی ہووے اگر غیر اللہ کی نام کے ساتہہ قبل ذبح
مشہور ہونا فقط علت حرمت ذبیحہ کی ہوتی تو سائبہ جو وہ اونٹنی ہی کہ بتونکے واسطے اوسکو مشرکین چہوڑ دیتی تہی
اوسکا دودہ بہی نہین پیتی تہے اور گوشت بہی نہین کہاتی تہے بلکہ کہانا حرام جانتی تہی وہ بلا شبہ غیر اللہ کے
نام پر مشہور ہوتی تہی چاہئی تہا کہ جب وہ اونٹنی فقط غیر اللہ کی نام پر مشہور ہوگئی تو حرام ہوجاتی اور حال آنکہ
خدا تعالی نے اوسکو حلال طیب فرمایا ہے اور اوسکی کہانیکا حکم فرمایا ہے چنانچہ دوسرے پارہ مین جلالین مین ہی
موجود ہے وَنَزَلَ فِیمَن حَرَّمَ السَّوَائِبَ وَنَحْوَهَا (یَا اَیُّهَا النَّاسُ کُلُوا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلَالًا)
حَالَ (طَیِّبًا) مُؤَکِّدَةً ای مستلذا و (لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ طُرُقِ الشَّیْطٰنِ) ای تزئینه (اِنَّهُ
لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَاِذَا قِیْلَ
لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ) مِنَ التَّوْحِیْدِ وَتَحْلِیْلِ الطَّیِّبَاتِ (قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَاءَنَا

مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَتَحْرِيْمِ السَّوَائِبِ وَالْبَحَائِرِ قَالَ تَعَالٰی اَتَّبِعُوْهُمْ (اَوَلَوْ کَانَ آبَاءُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا) مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ (وَلَا یَهْتَدُوْنَ) اِلَی الْحَقِّ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْکَارِ انتہی ملخصا دیکھو اگر غیر اللہ کی نام سے مشہور کرنے سے خبث جانور مین آجاتا اور حرام ہوجاتا تو خدا تعالی حلال طیب اوسکو نہ فرماتا بلکہ اسطرح فرماتا کہ غیر اللہ کے نام پر مشہور کرکے تم کیون حرام کرتے ہو غیر اللہ کے نام پر مشہور مت کرو کہ تمہارے مشہور کرنیسے حرام ہوجاتا ہے جب اسطرح خدا تعالی نے نہ فرمایا اور حلال طیب فرمایا تو بخوبی ظاہر و روشن ہے کہ غیر اللہ کے نام پر مشہور کرنا موجب حرمت نہین ہے بلکہ وہ جانور جیسا کہ قبل مشہور کرنیکے غیر اللہ کے نام پر حلال طیب تہا ویسا ہی اب بہی ہے اور اسکو حرام جاننا اتباع طریقون شیطان کی کرنا ہے اب اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ جو لوگ یعنی وہابیہ غیر اللہ کے نام پر مشہور کرنیسے حرام ہوجانا جانور کا اعتقاد کرتے ہین تو وہ اتباع طریقون شیطان کی کرتے ہین اور جس جانور کو خدا تعالے حلال طیب فرماتا ہے وہ وہابیہ خدا تعالی کے فرمانیکے خلاف اعتقاد کرکے اوسکو حرام بتاتے ہین اور چونکہ ان وہابیہ کے پیشواؤن مانند مولوی اسمٰعیل وغیرہ نے جب ایسے جانور کو حرام اپنے نفس سے کہدیا ہے اسواسطے اوس پیشوا کے قولکی اتباع کے سامنے جو کوئی دلیل اہل سنت وجماعت حلت ایسے جانور کے بارہ مین پیش کرتے ہین اوسکو وہابیہ قبول نہین کرتے ہین اور جیسے مشرکین سابقین جنکا ذکر اس آیت مین ہے وہ کوئی دلیل حلت سائبہ وغیرہ کی بارہ مین جو آنحضرت صلعم وصحابہ رضہ اونپر پیش کرتے تہے اور اوس دلیل سے سائبہ وبحیرہ کا حلال ہونا ثابت کرتے تہے وہ مشرکین سابقین تسلیم نہین کرتے تہے اور کہتے تہے بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ آبَاءَنَا الآیہ ایسے ہی ان وہابیہ کا حال ہے کہ اپنے پیشواؤنکے قول کی اتباع کرتے ہین اور کوئی دلیل حلت ایسے جانور کے بارہ مین قبول نہین ہے پس یہہ وہابیہ بہی اس آیت مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ آبَاءَنَا کے مصداق ہین جیسے کہ مشرکین مصداق ہین اور طرفہ یہہ ہے کہ اس آیت کو یہہ وہابیہ اہل سنت وجماعت کے حق مین قرار دیتے ہین یعنی اہل سنت وجماعت کو بہت سے امور کے بارہ مین مصداق اس آیت کا ٹہراتے ہین بلاوجہ کے اور اسیطرح دوسری آیات جو خاص کفار ومنافقین ہے اوسکے مصداق ہین اور کسی طرح اونکے مصداق اہل اسلام اہل سنت وجماعت نہین ہوسکتے ہین اونکو یہہ وہابیہ خوارج عن الدین المتین اہل سنت وجماعت کے حق مین پڑہتے ہین چنانچہ خود اس مولف نے اپنے اسی رسالہ عمدۃ النکات جو فی الواقع قدوۃ الخرافات ہے ہین اوسکے دوسرے صفحہ مین یہہ آیت وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ آبَاءَنَا اَوَلَوْ کَانَ آبَاءُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ جسکا مشرکین کے حق مین اور حرام کہنے والے سائبہ وبحیرہ کے حق مین نزول ہے جسکی مصداق وہابیہ اور مولف ہے کا

ہونا اپنی دلیل سے معلوم ہو چکا ہی اوسکو بلاوجہ کی مؤلف نے اہل اسلام کے حق مین پڑہا ہے اور ایسی ہی آیت وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ جو خاص منافقین کے حق مین ہے اور ایسی ہی یہہ آیت سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ جو خاص کفار مانند ابوجہل کے بارہ مین ہی اوسکو بہی اس مؤلف نے مسلمانون کے حق مین پڑھا ہے اور ایسی ہی یہہ آیت خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَعَلٰی سَمۡعِہِمۡ وَعَلٰۤی اَبۡصَارِہِمۡ غِشَاوَۃٌ وَّلَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ کہ بہی خاص کفار کے ہی حق مین ہی اوسکو بہی اور بعضی دوسری آیات منزلہ فی حق الکفار کو بہی مسلمانون کے حق مین اس مؤلف نے پڑہا ہے یہہ سراسر افترا و بہتان مؤلف و دوسرے وہابیہ کا ہے کہ ایسی آیات اہل اسلام کے بارہ مین پڑھنے اور بدگمانیان کرکے اور بہتان باندہ کے اہل اسلام کو ان آیات کا مصداق قرار دیتے ہین بخاری کے باب قتال الخوارج والملحدین مین ہے وَکَانَ ابۡنُ عُمَرَ یَرَاہُمۡ شِرَارَ خَلۡقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّہُمُ انۡطَلَقُوۡا اِلٰی اٰیَاتٍ نَزَلَتۡ فِی الۡکُفَّارِ فَجَعَلُوۡہَا عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اور مجمع البحار کی جلد اول مین تحت لفظ حدیث کے ہے کَانَ ابۡنُ عُمَرَ یَرٰی الۡخَوَارِجَ شِرَارَ الۡخَلۡقِ لِاَنَّہُمُ انۡطَلَقُوۡا اِلٰۤی اٰیَاتٍ نَزَلَتۡ فِی الۡکُفَّارِ فَجَعَلُوۡہَا عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ صحیح بخاری اور مجمع البحار دونون سے یہہ ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ خوارج کو بدترین اور شریرترین تمام مخلوق کا اعتقاد کرتے تہے اسیواسطے کہ وہ خوارج اون آیات کو جو خاص کفار کے حق مین نازل ہوئی ہین اہل اسلام کے حق مین قرار دیتے ہین اور وہابیہ کو بہی شامی نے حاشیہ درمختار مین خوارج مین سے شمار کیا ہے اور یہہ بات بہی وہابیہ اور خود مؤلف مین موجود ہے کہ کفار اور منافقین کے حق مین جو آیات نازل ہین وہ اہل اسلام کے حق مین پڑھتے ہین چنانچہ ابہی کئی آیات ہمنے ذکر کی ہین کہ مؤلف نے رسالہ کے دوسرے صفحہ مین وہ آیات منزلہ فی حق الکفار اہل اسلام کے حق مین پڑھی ہین پس وہابیہ کا خوارج مین سے ہونا اور صحابہ رضہ کے اعتقاد مین بدترین خلائق مین سے ہونا ثابت ہے بلکہ یہہ وہابیہ خداتعالی کے حق مین امکان کذب بلکہ وقوع کذب کے قائل ہونیکے سبب سے اور آنحضرت صلعم کو بہائی ادنیٰ آدمی کا کہنے کے سبب سے اور دوسرے امور کفریہ کے سبب سے مسلوب الایمان ہوگئے ہین انکے حق مین کوئی منصف مزاج ذی شعور انکے حالات سے جو بخوبی واقف ہی آیات منزلہ فی حق الکفار کو پڑھے تو ممکن و درست ہی کیونکہ یہہ بہی مانند اونکے کفار و منافقین مین داخل ہین یہہ تو بطور جملہ معترضہ کے درمیان مین ذکر آگیا تہا اب مقصود اصلی کیطرف رجوع کرکے ہم کہتے ہین کہ جب آیت یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ کُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا الآیہ سے معلوم ہو گیا کہ غیراللہ کے نام پر کوئی جانور مشہور قبل ذبح کے کیا جاوے وہ حرام نہین ہوتا ہے بلکہ حلال طیب ہے اور جانور نذر اولیاء اللہ کا بہی حلال طیب ہے کیونکہ وہ ماوّل ہی ساتہہ نذر اللہ و ایصال ثواب واسطے اولیاء کے جیسا کہ صاحب تفسیر احمدی کے قول سے واضح ہی اور یہی مطلب فتاوی فقیہ ابی لیث سے بہی ثابت ہی اور ہدایہ سے بہی روشن و ہویدا ہی کہ قبل ذبح نام غیراللہ کا جانور پر لیا جاوے

تو اوسمین کچھہ خوف نہین ہی اور وہ موجب حرمت وکراہت ہرگز نہین اور اقوال مفسرین معتبرین سی جنمین ابن عباس رض
صحابی اور مجاہد تابعی بہی داخل ہین یہہ بالتصریح ثابت ہی کہ مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہِ یعنی ما ذبح لغیر اللہ ہی اور وقت ذبح کی نام غیر اللہ لینا
مراد ہے اور تفسیر عزیزی کی عبارت ساقط الاعتبار ہے بلکہ وہ تفسیر بالرای ہی اور اوسمین نسبت تحریف کرنی آیت کی
طرف مفسرین معتبرین کی خالی بی ادبی وگستاخی سے نہین ہی اور تفسیر عزیزی کا قول محدث ہی صحابہ وتابعین ونحوہم کی
خلاف ابتداع کیا ہے اور خطا فاحش ہی جسکی تقلید ہرگز درست نہین ہے خصوصاً بمقابلہ جمہور مفسرین کی تو یہہ
قول بہی مولف کا صفحہ ۹۸ رسالہ قدوۃ الخرافات مین جو ہی (جو بکرا کسی ولی یا جن کی نیاز کی گئی ہو اوسکا کہانا حرام ہی
اگرچہ بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر بولکر حلال کیا ہو) مردود ہوگیا کیونکہ اوس سی مراد ایصال ثواب روح اولیا کیواسطے ہی اور اگر جن
مسلمان ہی تو اوسکی بہی روح پر ایصال ثواب کرنا ممنوع نہین ہی اور اس بدگمانی کا حرام ہونا اول ہی معلوم ہوچکا ہے
کہ مسلمان نی مراد ایصال ثواب نہین لی ہے بلکہ تقرب الی غیر اللہ کی نیت کی ہی پس حرمت کا جزم وگمان کرنا مولف کا
خود مرتکب حرام وناجائز کا ہونا اور مستحق عذاب نار کا ہونا ہے ہان اگر اسطرحسی کوئی سوال کرے اوس بکری کی نیاز
ولی کیواسطے کرنیوالے سے کہ تو نی اس نیاز کرنیسی کیا ارادہ کیا ہی آیا یہہ ارادہ کیا ہی کہ تقرب بطور عبادت اوس ولی سی
تو نی چاہا ہے اور یہہ جانا ہی کہ وہی ولی تجہکو ثواب دیگا اور دین دنیا کے کامون مین وہی ولی تصرف کرنیوالے ہین اور
خدا تعالی تصرف کرنیوالا نہین ہے اور ایسا ارادہ کرنا تو کفر ہے ایسی ارادہ کرنیسی مسلمان کافر مرتد ہوجاتا ہے
یا یہہ ارادہ تو نے کیا ہی کہ نذر ونیاز تو اللہ کی ہی اور اس نذر ونیاز کا ثواب اوس ولی اللہ کی روح پر یا کسی دوسری
مسلمان کی روح پر ہی اور اس ارادہ کرنیمین کوئی خرابی نہین ہے شرع شریف مین درست ہی تو جب بکرا کرنیوالا یہہ صراحۃً
کہے کہ مین نی تو وہی ارادہ اول کیا ہے نہ ثانی تو بلاشبہہ وہ شخص مرتد وکافر ہوجاویگا اور اوسکا ذبیحہ اس سبب سے
حرام ہوگا کہ وہ ذبیحہ مرتد کا ہی اگرچہ وہ بسم اللہ کی ساتہہ ذبح کرے اور اگر وہی ارادہ جو اوسنی کیا ہی دوسرا کوئی
شخص بہی اوسی ارادہ کو تسلیم کرکے اوس بکرے کو ذبح کریگا تو حرام ہوگا کیونکہ اوس ارادہ کو تسلیم وقبول کرنیکی سبب سے
وہ بہی مرتد ہوگیا اوس دوسرے کا ذبیحہ بہی اسی سبب سے حرام ہوا کہ وہ ذبیحہ مرتد کا ہی اور اگر وہ دوسرا اوسکا ارادہ ونیت کو
قبول نکری اور کہی کہ اس ارادہ کو مین جائز نہین جانتا ہون اور اسکی موافق مین ذبح نہین کرتا ہون تو اوس دوسرے
کی ذبح کرنیسی ساتہہ بسم اللہ کے وہ بکرا بلاشبہہ حلال ہے اور اسطرحسی سوال کرنا اوس شخص سی جو بکرے کو نذر ونیاز
اولیاء اللہ تعالی یا کسی دوسرے مسلمان کی قرار دیتا ہی درست نہین کہ تو نے کیا ارادہ کیا ہی کیا تیرا ارادہ ونیت مین
تقرب اولیاء کا اونکو متصرف جانکر ہے اور وجہ نہ درست ہونی ایسی سوال کی یہہ ہی کہ اوس بیچارہ کی منہہ سی علام وقوف

معانی کلام یا عدم قدرت بیان کرنے مافی الضمیر کے سبب سے ایسے کلمات کہین نہ نکلجاوین جنکے سبب سے اوسکے ایمان مین بظاہر
خرابی معلوم ہووے اگرچہ فی الواقع اوسکا اعتقاد صحیح ہووے اور ان حضرت دریافت کرنیوالے کا مقصود یہی ہووے کہ وہ
ایسے کلمات کہدے جنسے اوس بیچارہ کا کفر ثابت ہوجاوے سائل کے زعم مین اور ان حضرت کا جو مقصود اوسکے کفر ثابت
ہونیسے ہے وہ حاصل ہوجاوے تو اوس بیچارہ کو تو خیر مجبور ہی کسیطرح سے رکھا جا سکتا ہے لیکن ان حضرت
دریافت کرنیوالے کے ایمان کی خرابی اور انکا کفر بقول علماء ثابت ہوہی جاویگا چنانچہ ملا علی قاری رح شرح
فقہ اکبر مین لکھتے ہین صفحہ ۲۱۹ اور صفحہ ۲۲۰ اور صفحہ ۲۲۱ مین بقدر حاجت تلخیص کرکے عبارت نقل کی
جاتی ہے وَفِي الحَاوِي مَنْ قِيلَ لَهُ تَعْرِفُ التَّوْحِيدَ فَقَالَ لَا مُرِيدًا بِالنَّفْيِ تَوْحِيدَ اللهِ كَفَرَ وَفِيهِ
بَحْثٌ اِذِ السُّوَالُ عَنْ حَقِيقَةِ التَّوْحِيدِ وَحَدِّهِ لَا اَنَّكَ مُوَحِّدٌ اَمْ لَا فَلَا وَجْهَ لِتَكْفِيرِهِ اَصْلًا
وَفِي المُحِيطِ وَمَنْ قَالَ لَا اَدْرِي صِفَةَ الْاِسْلَامِ فَهُوَ كَافِرٌ وَقَالَ شَمْسُ الْاَئِمَّةِ الْحَلْوَانِي لَا دِينَ لَهُ
وَلَا صَلٰوةَ وَلَا صِيَامَ وَلَا طَاعَةَ وَلَا نِكَاحَ وَاَوْلَادُهُ اَوْلَادُ الزِّنَا وَفِيهِ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَدَّقَ
بِجَنَانِهِ وَاَقَرَّ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُسْلِمٌ بِالْاِجْمَاعِ وَعَدَمُ عِلْمِهِ بِصِفَةِ الْاِسْلَامِ بَعْدَ اِتِّصَافِهِ لَا يُخْرِجُهُ
عَنِ الْاِسْلَامِ مِنْ غَيْرِ النِّزَاعِ وَنَظِيرُهُ مَنْ اَكَلَ شَيْئًا وَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَهُ وَوَصْفَهُ وَكَذَا اِذَا صَلّٰى
وَصَامَ بِشَرَائِطِهِمَا وَاَرْكَانِهِمَا وَلَمْ يَعْرِفْ تَفْصِيلَهُمَا وَقَالَ لَا اَدْرِي عِنْدَ سُوَالِهِ عَنْهُمَا فَاِنَّهُ لَا يَكْفُرُ
وَاِلَّا فَلَا يَبْقٰى مُؤْمِنٌ فِي الدُّنْيَا مِمَّنْ تَعَلَّمَ عِلْمَ الْكَلَامِ وَفِيهِ حَرَجٌ عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَمِثْلُ هٰذَا السُّوَالِ
مَغْلَطَةٌ لِلْجُهَّالِ وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صلعم عَنِ الْاُغْلُوطَاتِ وَكَذَا الصَّغِيرَةُ الْمُسْلِمَةُ اِذَا بَلَغَتْ عَاقِلَةً
وَهِيَ لَا تَعْرِفُ الْاِسْلَامَ وَلَا تَصِفُهُ بَانَتْ مِنْ زَوْجِهَا وَفِيهِ مَا سَبَقَ مِنْ اَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مَعْرِفَةُ حُكْمِ
الْاِسْلَامِ وَلَا وَصْفِهِ تَفْصِيلًا وَلَا اِجْمَالًا فِي تَحْقِيقِ اِيمَانِهَا بَلْ يَكْفِيهَا التَّصْدِيقُ وَالْاِقْرَارُ مَعَ اَنَّهَا اِذَا
سُئِلَتْ اَنَّ مَنْ اَسْلَمَ هَلْ يَحِلُّ دَمُهُ وَمَالُهُ فَتَقُولُ لَا فَلَا شَكَّ فِي اِيمَانِهَا وَمَعْرِفَتِهَا بِحُكْمِ الْاِسْلَامِ اِلَّا
اَنَّهَا جَاهِلَةٌ بِمَوْرِدِ الْكَلَامِ وَهُوَ لَا يَضُرُّهَا فِي مَقَامِ الْمَرَامِ وَهٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ كَثِيرَةُ الْوُقُوعِ فِي هٰذَا الزَّمَانِ
خُصُوصًا فِي بَعْضِ الْبُلْدَانِ بِصَدَدٍ مِنْ قُضَاةِ السُّوءِ حَيْثُ تَقَعُ الْمَرْاَةُ مُطَلَّقَةً بِالثَّلٰثِ مَعَ اَنَّهَا
دَيِّنَةٌ قَارِئَةُ الْقُرْاٰنِ مُصَلِّيَةٌ فِي كُلِّ الْاَزْمَانِ وَصَائِمَةٌ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَقُولُ لَهَا الْقَاضِي
مَا حُكْمُ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لِجَهْلِهَا بِمَرَاتِبِ الْكَلَامِ تَقُولُ لَا اَدْرِي فَيَحْكُمُ بِكُفْرِهَا وَبُطْلَانِ نِكَاحِهَا الْاَوَّلِ
وَيُجَدِّدُ لَهَا النِّكَاحَ الثَّانِيَ وَرُبَّمَا يَكْفُرُ الْقَاضِي بِهٰذَا الْفِعْلِ الشَّنِيعِ حَيْثُ رَضِيَ بِهٰذَا الْكُفْرِ

البدیع فان المسکینۃ لو وصفت لہا المسئلۃ وبینت لہا القضیۃ لاتت بالجواب الصواب
فان دیانتہا اقوی من قضاۃ ہذا الزمان من جمیع الابواب وانما یتوسلون بمثل ہذہ الافعال
الی الرشوۃ المحرمۃ فی جمیع الاقوال ویؤید بحثنا فی ہذا المقام ما حققہ الامام ابن الہمام
فی کلامہم قالوا اشتری او تزوج امرأۃ فاستوصفہا صفۃ الاسلام فلم تعرفہ لا تکون
مسلمۃ حیث قال المراد من عدم المعرفۃ لیس ما یظہر من التوقف فی جواب ما الایمان
وما الاسلام کما یکون فی بعض العوام لقصورہم فی التعبیر بل فی قیام الجہل بذلک
بالباطن مثلا بان البعث ہل یوجد اولا وان ارسال الرسل وانزال الکتب علیہم کان اولا
فانہ یکون فی اعتقاد طرف الاثبات لا الجہل البسیط لمن سئل عن ذلک فقال لا
اعرفہ وقل ما یکون ذلک لمن نشاء فی دار الاسلام انتہی وہو غایۃ المقصود فی
نقل المرام ثم رأیت فی المضمرات نقلا عن محمد بن الحسن فی الجامع الکبیر مسئلۃ تدل
علی ما ذکرنا وہی المرأۃ اذا لم تعرف صفۃ الایمان والاسلام قال محمد رح یفرق بینہما
وبین زوجہا وبیان ذلک اذا وصف الایمان والاسلام والدین بین یدیہا فلو قالت ہکذا
امنت وصدقت فانہا تخرج عن حد التقلید ویجوز نکاحہا ولو قالت لا ادری او قالت
ما عرفت لا یجوز نکاحہا انتہی کلامہ ملخصا انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ کسی شخص سے یہہ سوال
کیا جاوے کہ تو توحید کو پہچانتا ہی اور تعریف توحید کی جانتا ہی اگر وہ شخص کہی کہ مین نہین جانتا تو اگرچہ بعض نے
کافر کہا ہے لکن کافر کہنا بعض کا مخدوش ہی کیونکہ سوال حقیقت توحید وتعریف سے ہے نہ اس سے کہ تو خداتعالی کو
ایک جاننے والا ہے یا نہین پس اس جواب دینے سے وہ شخص ہرگز کافر نہین ہوتا ہی ایسی ہی کوئی اسطرح کہدے
کہ مین صفت اسلام کی نہین جانتا تو وہ شخص بہی اگرچہ بعض کے قول مین کافر ہو لکن فی الحقیقۃ وعند التحقیق کے
کافر اسیواسطے نہین ہی کہ جب اوسکا اقرار اور تصدیق قلبی موجود ہے تو وہ بالاجماع مسلمان ہی نجاننا اوسکا
صفت اسلام کو باوجود متصف ہونے اوسکے ساتہہ صفت اسلام کے اوسکو اسلام سے خارج نہین کرتا ہے
یہہ بمنزل اسکے ہے کہ کوئی کسی چیز کو کہاوے اور اوسکا نام اور وصف نجانے تو اوسکے اکل اور کہانیوالا ہونے مین
اس نجاننے سے کچہہ نقصان نہین آتا ہی جیسا کہ کوئی شخص نماز وروزہ کو ساتہہ شرائط وارکان کے ادا کرے لکن
نام اور تعریف اور تعداد اون شروط ارکان کی نجانے تو اوسکی نمازی ہونے مین کچہہ نقصان اور ادا ہوجانے نماز مین کے

کچهہ ضرر نہین ہوتا ہے اور وقت سوال کرنیکے اوس سی شرائط وارکان کی تعریف و نام تعداد سی وہ کہدے کہ مین
نہین جانتا تو وہ منکر نماز کا نہین ہوتا ہے اگر ایسی نفی کرنیسی وقت ایسی سوال کی کافر ہوجاوی تو جہان مین کوئی بہی
سوائے اون لوگونکی جو علم کلام کی مسائل محفوظ رکھتی ہون مسلمان نرہیگا اور یہہ بہت بڑا حرج ہی اہلِ اسلام پر
پس ایسی سوالات کرنا مغلط اور مغالطہ مین ڈالنا جہال کا ہی آنحضرت صلعم نے ایسی اغلوطات اور غلطیون مین ڈالنی سی
منع فرمایا ہی اور اسیطرح کوئی لڑکی مسلمان بالغ ہوجاوے عاقلہ ہوکر اور وہ اسلام کی صفت نہ بیان کرسکے
تو اگرچہ بعض نے کہا ہے کہ وہ نکاح سی باہر ہوجاتی ہی لیکن یہہ محقق نہین کیونکہ تصدیق و اقرار اوسکی مسلمان ہونے
واسطی کافی ہی احکام اسلام اور اوصاف کا تفصیلاً جاننا مسلمان ہونیکیواسطے ضرور نہین ہی اور مورد کلام ہے
اوسکا جاہل و نادان ہونا مضر نہین ہے بعضی مُلّا و قاضی رشوت کہانیوالے طالب دنیا سلب ایمان سی خوف
نکرنے والی جس عورت کو اوسکا زوج تین طلاق دیدے اور زوج بغیر حلالہ کی اوس عورت سی نکاح چاہی تو اوسکی
خوشی اور ہوائی نفس کیواسطے کچهہ مال اوس مرد سی لیکر اوس عورت بیچاری سی اگرچہ وہ نماز گذار اور رمضان کا
روزہ دار اور تلاوت رات دن کرنیوالی اور بڑی دیندار ہو اوس سی وہ ملا و قاضی نابکار یہہ سوال کرتی ہین کہ تجہکو
اسلام کی احکام معلوم ہین وہ بیچاری مراتب کلام کو نجاننے کے سببسے یہہ جواب دیدیتی ہے کہ مین نہین جانتی تو وہ قاضی
اور مُلّا ناہنجار اوس بیچاری کی کفر اور بطلان نکاح اول کا حکم لگاکر تجدید نکاح کا حکم دیتی ہین بس اوقت ملا و قاضی خود
اس فعل بد کی سببسے کافر ہوجاتی ہین اسواسطے کہ وہ مُلّا و قاضی اوسکی کفرسے ایسا حکم بطلان نکاح اول و تجدید
نکاح ثانی کرنیکے واسطی راضی ہوتی ہین اور رضا بکفر کفر ہے پس وہ خود کافر ہوجاتی ہین نہ وہ عورت اسواسطی کہ اگر اوس
عورت مسکینہ کی روبرو صفت اور ہیئت ایمان کی بیان کیجاتی اور اوس سی دریافت کیا جاتا کہ تیرا ایمان و یقین
اسپر ہے یا نہین تو وہ جواب باصواب دیتی اور کہتی ہان میرا یقین اور ایمان اسپر ہے اسطرحکا جواب اسحالت بیان
کرنے صورت و صفت ایمان مین اوس عورت کی ایمان کیواسطے کافی و وافی ہی اور صفت ایمان اور اسلام کی نہ پہچاننی سی
مراد یہہ نہین ہے کہ جب اسطرح سوال کیا جاوی کہ ایمان اور اسلام کیا چیز ہے تو اوسکی جواب مین کوئی عورت
مثلاً توقف کرے جیساکہ بعض عوام بسبب قاصر ہونیکی بیان کرنیسی توقف کرتی ہین الغرض جواب کی وقت مین توقف
کرنا اور بیان کرنی مین قاصر ہونیکی سببسے جواب نہ دینا ایمان و اسلام نجاننا قرار نہین دیا جاتا ہے بلکہ ایمان اور اسلام
نجاننا اوسوقت قرار دیا جاویگا کہ اوس سی اسطرح سوال کیا جاوے کہ آیا بعث و قیامت ہوگی یا نہین اور ارسال
رسولونکا خدا تعالی کیطرفسی ہوا ہی یا نہین اور رسولونپر کتابین خدا تعالی کیطرفسی نازل ہوئی ہین یا نہین اس کے

سوال

اس سوال کی جواب مین وہ شخص مرد ہو یا عورت یہہ کہی کہ مین نہین جانتا یعنی جب ایسی تفصیل کی ساتہہ سوال کیا جاوی
اور باوجود ایسی تفصیل کی پہر کہی کہ مین نہین جانتا تو اوسوقت یہہ قرار دیا جاویگا کہ یہہ ایمان و اسلام کو نہین جانتا ہی
اور امام محمد صاحب نے جو فرمایا ہی کہ جب ایمان اور اسلام کو نہجانی تو اوسکی زوجہ اوسکی تفریق کرادی جاوی تو اس
فرمانیکا بیان بہی یہی ہے کہ جب اوسکی روبرو صفت ایمان اور اسلام اور دین کی بیان کی جاوی اور وہ عورت
یہہ کہدی کہ ہان مین ایسی ہی ایمان لائی ہون تو نکاح اوسکا جائز ہے اور اگر باوجود بیان کرنی صفت ایمان اور اسلام
اور دین کی اوسکی روبرو یہہ کہے کہ مین نہین جانتی ہون اور مین نہین پہچانتی ہون تو نکاح جائز نہین ہے
یہہ خلاصہ مطلب اس عبارت ملا علی قاری رح کا ہے جس سی بخوبی واضح ہی کہ حکم کفر اوسوقت کیا جاویگا اور وہ
شخص اوسوقت کافر ہوگا کہ تفصیل کی ساتہہ اوسکی روبرو بیان کیا جاوے اور باوجود اسکی وہ ایمان کی باتونکا منکر
ہووے یعنی بعد جاننی ایمان کی باتون کی پہر وہ انکار کرے ایمان کی باتونکا تو وہ کافر ہی فقط اجمالی طور پر دریافت سے
وہ توقف کرے یا نجاننا بیان کری بسبب قصور بیان کرنیکی تو وہ کافر نہین ہے پس اسیطرح جب بکر انذر
اولیاء اللہ کرنیوالی سے تفصیل سی یا بنطور سوال کیا جاوی کہ آیا تو نی نذر اللہ کی کی ہی اور ثواب اسکا اولیاء اللہ کو
بخشتا ہی کہ یہہ جائز ہے یا نذر اولیاء اللہ کی ہی کی ہے اولیاء کو متصرف حقیقی مانند خدا تعالی کی جانکر اور اولیاء سی
تقرب بطور عبادت چاہا ہی اور اونسی ہی طالب ثواب کا ہوا ہے نہ خدا تعالی سی جو کفر ہی اور باوجود ایسی تفصیلی
سوال کی پہر وہ نذر اولیاء کا کرنیوالا یہہ کہوی کہ مین نی اولیاء سی تقرب بطور عبادت چاہا ہی اور اونسی ہی طالب ثواب
ہون نہ خدا تعالی سی اور اونکو ہی متصرف حقیقی مانند خدا تعالی کی جانتا ہون تو بلاشبہہ وہ شخص مرتد ہوگا اور اوسکا ذبیحہ
ذبیحہ مرتد کا ہونیکی سبب سے حرام ہوگا اور اوسکی اس نیت مفصلہ کو درست و شرعاً جائز کہنی والا اور اوسکی ایسی نیت پر بہی
دوسرا کوئی ذبح کرنیوالا بہی مرتد ہوگا اور اوسکا ذبیحہ بہی ذبیحہ مرتد کا ہوگا نہ فقط اوس شخص بکر انذر اولیاء کرنیوالی کے
اس قول سی کہ مین نی یہہ بکر انذر اولیاء اللہ تعالی کیواسطے کیا ہی بکر احرام ہو جاوی اور وہ شخص مرتد ہو جاوے
اور اوس شخص کی یہی مراد قرار دیجاوی کہ یہہ بطور تقرب علی وجہ العبادۃ الی غیر اللہ کے ہے اوسنی یہہ کیا ہے
جیسا کہ مقصود مولف اور دیگر وہابیہ کا ہی پس فقط اسیقدر سی کہ یہہ بکر اولیاء کا ہی نہ وہ جو شخص بکر یکو نذر اولیاء
کیواسطی کرنیوالا ہی نہ مرتد ہوتا ہی اور نہ وہ بکر احرام ہوتا ہے ہان جو شخص اوس سی ایسا سوال بطور اجمال کرنا یا کرانا
چاہتا ہے کہ جسکی جواب مین وہ سائل چاہتا ہی کہ وہ شخص ایسا کلمہ کہدی کہ جسکی سبب سے یہہ حضرت سائل اوسپر حکم کفر
اور ارتداد کرین تو حضرت سائل ہی خود کافر ہو جاتی ہین سبب رضامندی سائل کی ساتہہ کفر مسئول عنہ کی

چنانچہ عبارت ملا علی قاری سی مفہوم ہی اور وہ مسئول عنہ اوس کفر بدعی ہی پس واضح ہی کہ ایسا سوال کرنا جیسا کہ اوپر
مذکور ہوا جائز نہین ہی اب بخوبی واضح ولائح ہو گیا منصفین پر کہ یا تو وہ بکرا وغیرہ جانور حرام ہی جسپر وقت ذبح کی نام
غیر اللہ کا لیا گیا ہووی یا وہ جو ذبیحہ مرتد کا ہووے اگرچہ ایسی بکری وغیرہ پر وقت ذبح کی نام اللہ کا بھی لیا ہو وی یعنے بسم اللہ اللہ
اکبر بھی کہا ہووے تب بھی وہ حرام ہی اور سوائ اسکی دوسرا بکرا وغیرہ حرام نہین ہی یعنے جسکو خاص وہابیہ نے اپنے
نفس سی حرام قرار دیا ہی اور تفسیر بالرای آیت کی کرکے اوسکو ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل کیا ہی وہ ہرگز حرام نہین ہی پس یہہ
قول مولف کا رسالہ عربیہ مین جو عمدۃ النکات کی آخر مین مضموم ہی (فَاِذَا تَعَیَّنَ الْحَیْوَانُ لِلّٰهِ تَعَالٰی یُقَالُ اُهِلَّ
بِہٖ اللّٰهِ وَاِذَا تَعَیَّنَہٗ لِغَیْرِ اللّٰهِ یُقَالُ اُهِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ اَوْ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِہٖ) اور ایسی ہی یہہ قول مولف کا (لِاَنَّ
الْاِهْلَالَ عَیْنَ الشَّارِعُ لِلنَّذْرِ اَوْ لِلتَّقَرُّبِ فِیْ اِبْتِدَآءِ الذَّبْحِ) اور ایسا اس مولف کی دوسری اقوال جنکا یہ
مطلب مولف نے یہہ قرار دیا ہی کہ آیت ما اہل بہ لغیر اللہ کی یہہ معنی ہین کہ قبل ذبح کی غیر اللہ کی نام سی جانور مشہور کیا گیا ہو
یا غیر اللہ کیواسطی معین کیا گیا ہو اگرچہ بغیر تقرب الی غیر اللہ کی طور پر ہو یہہ تمام مولف نے آیت قرآنیہ پر افترا کیا ہے
ہرگز یہہ مراد آیت قرآنیہ کی نہین ہی اور نہ مفسرین معتبرین نے یہہ بیان کیا ہی مفسرین معتبرین نے تو وہی بیان
کیا ہی جو ہمنی اوپر نقل کیا ہے تفاسیر معتبرہ سی اسیطرح رسالہ عربیہ مذکورہ مین جو مولف نے یہہ کہا ہی (فثبت حرمة
الذبیحة المنذورة لغیر اللہ بالکتاب والسنة واجماع الامة اما الکتاب فقولہ تعالیٰ او فسقا وما
اهل بہ لغیر اللہ کما مر والسنة فقولہ علیہ السلام فی حدیث طویل لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ)
یہہ بھی بنا الفاسد علی الفاسد ہی جس سی غرض مولف کی یہہ ہے کہ جانور نذر اولیاء اللہ تعالیٰ کا حرام ہی ساتھہ آیت ما اہل
بہ لغیر اللہ کی بنا بر اوس معنی کی جو وہابیہ نے اپنی نفس سی گھڑی ہین اسیطرح حدیث لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ سی
حرمت منذور اولیاء اللہ تعالیٰ کی ثابت کرنا بنا الفاسد علی الفاسد ہی کیونکہ اس حدیث سی مراد فقط یہہ ہونا کہ جو شخص
بطور تقرب الی غیر اللہ کی جانور ذبح کرے یا وقت ذبح نام غیر اللہ کا لی وہ ملعون ہی ہماری نزدیک مسلم ہی لکن منذور
اولیاء اللہ کا ذبح کرنا بطور تقرب الی غیر اللہ یا اوسپر نام غیر اللہ وقت ذبح لیا جانا ہرگز مسلم نہین ہی پس حدیث مین
وہ ایسی جانور منذور اولیاء داخل نہین ہے اور یہہ مراد حدیث کی ہونا کہ بغیر تقرب الی غیر اللہ بطور عبادت کی اور بغیر نام لینیکی
وقت ذبح کی بھی کوئی غیر اللہ کیواسطے ذبح کری تو اسپر بھی لعنت ہی ہرگز مسلم نہین ہی یہہ مراد مولف اور دیگر وہابیہ نے
ہی اپنی نفس سی گھڑی ہی اسطرح سی غیر اللہ کیواسطے ذبح کرنیکو حرام کہنا اور ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل کرنا جہالت و سفاہت
بلکہ مخالفت قرآن و حدیث اور عقل کی کرنا ہی اسیواسطے مہمان کی اکرام کیواسطی ذبح کرنا اور قصاب کا اپنی فائدہ کیواسطے

ذبح کرنا اور ایسی ہی ولیمہ اور عقیقہ اور شادی کیواسطے ذبح کرنا یہہ تمام غیر اللہ کے ہی واسطے ذبح کرنا ہی کیونکہ فائدہ قصاب کا
اور اکرام مہمان اور شادی اور عقیقہ اور ولیمہ یہہ تمام غیر اللہ ہین انکیواسطے ذبح کرنا غیر اللہ کیواسطے ذبح کرنا ہی باوجودیکہ
یہہ غیر اللہ کیواسطے ذبح کرنا ہی پھر بہی اسکو کوئی مسلمان مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہ مین داخل نہین مانتا ہی اور نہ اس ذبح کا
و ذبیحہ کو حرام جانتا ہی اگرچہ یہہ ذبح لغیر اللہ ہی چونکہ یہہ واسطے تقرب الی غیر اللہ کے بطور عبادت کی نہین ہی اور وقت
ذبح نام غیر اللہ اوسپر نہین لیا جاتا ہی اسواسطے کوئی مسلمان ادنی و اعلی سلف و خلف مین سے اسکو داخل مَا اُہِلَّ بِہٖ
لِغَیْرِ اللہ نہین جانتا ہی اور اسکو حرام نہین کہتا ہی اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ قصاب جو گائی یا بکری مثلاً اپنی فائدہ کے
واسطے ذبح کرنیکو خریدتا ہی یا ولیمہ وغیرہ کیواسطے گائی بکری وغیرہ خریدی جاتی ہی تو وہ فائدہ قصاب و ولیمہ وغیرہ کے ہی
واسطے معین ہوتی ہی اور اسی امر کیواسطے مشہور ہوتی ہی اور یہہ تمام غیر اللہ ہین اگر فقط معین ہونا اور مشہور ہونا
غیر اللہ کیواسطے موجب حرمت اور دخول مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہ ہی تو مولف کے اور دوسرے وہابیہ کے نزدیک یہہ تمام حرام ہونا
چاہیئین پس مولف اور دیگر وہابیہ جو ایسی جانورونکے گوشت کہاتی ہین تو بحسب زعم مولف و وہابیہ کے مولف
اور وہابیہ یہہ تمام حرام کہاتی ہین یہہ مطلب شامی حاشیہ درمختار مین بزازی سے منقول ہی چنانچہ کتاب اضحیہ سے
ایک ورق قبل شامی مین یہہ عبارت موجود ہی تحت اس قول وَلَوْ ذُبِحَ لِلضَّیْفِ لَا یَحْرُمُ درمختار کے۔ قولہ
لَا یَحْرُمُ الخ قَالَ الْبَزَّازِیُّ وَمَنْ ظَنَّ اَنَّہٗ لَا یَحِلُّ لِاَنَّہٗ ذُبِحَ لِاِکْرَامِ ابْنِ اٰدَمَ فَیَکُوْنُ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ تَعَالٰی
فَقَدْ خَالَفَ الْقُرْاٰنَ وَالْحَدِیْثَ وَالْعَقْلَ فَاِنَّہٗ لَا رَیْبَ اَنَّ الْقَصَّابَ یَذْبَحُ لِلرِّبْحِ وَلَوْ عَلِمَ اَنَّہٗ بَخْسٌ لَا یَذْبَحُ
فَیَلْزَمُ ھٰذَا الْجَاھِلَ اَنْ لَّا یَاْکُلَ مَا ذَبَحَہُ الْقَصَّابُ وَمَا ذُبِحَ لِلْوَلَائِمِ وَالْاَعْرَاسِ وَالْعَقِیْقَۃِ انتہی
پس واضح و لائح ہی اہل انصاف ذی شعور پر کہ اگر فقط جانور کا قبل ذبح کے معین اور مشہور واسطے غیر اللہ کے ہونا موجب
حرمت کا ہوگا اور آیت مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہ سے اوسکی حرمت و نجاست ثابت ہوگی جیساکہ مذہب فاسد مولف و دیگر وہابیہ کا
ہی تو تمام ایسی جانورونکا جنکو وہابیہ اور مولف بہی بلکہ شاہ عبد العزیز دہلوی بہی حلال جانتے ہین کہ وہ ذبیحہ قصاب کا واسطے
فائدہ کے اور مانند اوسکی ہی حرام ہونا آیت مذکورہ سے ثابت ہوگا اور ایسی جانورونکا حرام ہونا تو مولف اور وہابیہ اور شاہ
صاحب دہلوی کے نزدیک باطل ہی پس معین اور مشہور ہونا قبل ذبح کے ساتھہ نام غیر اللہ کے علت حرمت ہونا بہی
باطل ہوا لان بطلان اللازم یستلزم بطلان الملزوم کما لا یخفی علی ذوی العلوم پس حرمت
منذور اولیاء جو اس امر باطل پر مبنی کی ہی مولف اور وہابیہ نے تو اوسکا بہی بطلان واضح ہی پس حلت نذر اولیاء
اللہ کی ثابت ہی اور زعم مولف اور وہابیہ مردود و مطرود ہی پس کتاب و حدیث اور اجماع سے حرمت بتانا

مولف کا ہی افترا علی اللہ والرسول والاجماع ہی اگر مولف بہت ہاتھ پاون مارے کسی کتاب مین مذبوح لاکرام ضیف کا
ذبح ہونا اوسطے اللہ کے بتا دے تو بعد تسلیم صحت اوسکی کے یہہ جواب ہی کہ ذبح قصاب للربح مین ذبح للہ موجود نہین ہے
کسی کتاب سے ثابت نہین ہی اوسمین مولف مبہوت ہوگا اور ان تمام امور مین مشہرات بغیر اللہ کے نقص باقی ہی پس مدعی
مولف ثابت نہین ہی قال المولف فی الرسالۃ الذبحیۃ المضمومۃ المذکورۃ فی الدر المختار قولہ ذبح
لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو وصلیۃ ذکر اسم اللہ
علیہ ہذا ہو المعتمد عند الجماہیر ثم قال ہل یکفر قولان بزازیہ وشرح وہبانیہ قلت وفی
صید المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر لانا لا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بہذا النحر
ونحوہ وفی شرح الوہبانیۃ عن الذخیرۃ ونظمہ شعر وفاعلہ جمہورہم قال کافر وفضلی
واسمعیل لیس یکفر اقول ہذا بحسن الظن بالمسلم والا عندہما ایضاً کافر وفی زماننا خصوصاً
فی الدکن وفی الگجرات ینذرون للاولیاء کما ینذرون للہ عزوجل بل یبالغون فی مناقب الاولیاء
یتصرفون فی عالم الارواح والاشباح کیف شاؤا ویسمعون دعاء المضطرین وفی عقیدتہم
ان من دعا الی اللہ تعالیٰ ان شاء یعطیہ وان لم یشا لم یعطیہ لکن فلان الولی اذا سئل منہ
احد لا محالۃ یعطیہ شیئاً انتہی والحال انہ یقولون عادۃ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ
فلیس فی کفرہم شک فای فائدۃ لہم بحسن الظن بہم فحفظ ایمان المسلم مقدم علی حفظ اماکن
المتبرکۃ اذا عبدت الم تر ان سیدنا عمر بن خطاب الناطق بالحق والصواب قطع الشجرۃ
التی وقعت تحتہا بیعۃ الرضوان لاجل خوف الفتنۃ ۔ اقول وباللہ التوفیق مولف نے اس
عبارت مین عبارت درمختار کی ذکر کی ہی جسکا مطلب یہہ ہی کہ کسی امیر وغیرہ کیواسطے جانور ذبح کیا جاوے تو حرام ہے
کیونکہ یہہ ما اہل بہ لغیر اللہ ہی اگرچہ بسم اللہ اوسپر ذکر کی جاوے جس عبارت کا یہہ مطلب ہے اوسکے بعد مولف نے اپنی طرفسے
یہہ عبارت بڑھائی ہذا ہو المعتمد عند الجماہیر جس کا مطلب یہہ ہی کہ جمہور یعنی اکثر علماء کے نزدیک یہی
حرام ہونا ہی معتمد ہی اور معتمد مشتق ہی اعتماد سے اور اعتماد لفظ فتوی کا ہی چنانچہ درمختار کے رسم مفتی مین اما العلامات
للافتاء فقولہ وعلیہ الفتویٰ وبہ یفتی وبہ ناخذ وعلیہ الاعتماد الخ پس اس عبارت مولف سے
واضح ہی کہ مولف کہتا ہی کہ ایسی حرام ہونے پر فتوی جمہور علماء کا ہی یہہ کہنا مولف کا یہہ ہی جمہور پر سراسر افترا
وبہتان ہی اگر مولف اس کہنے مین سچا ہی تو کسی کتاب معتبر سے ثابت کردے کہ جمہور علماء نے ایسی حرام ہوجانے پر

فتوی دیا ہی ورنہ کذب اور افترا اور بہتان مولف کا ثابت ہی بعد تسلیم اس امر کہ یہہ قول جمہور کا ہی یہہ مسلم نہین ہے
کہ جمہور کے نزدیک یہہ مفتی بہ بہی ہی کیونکہ قول ہونا مفتی بہ ہونیکو مستلزم نہین ہے بہت سے اقوال علمار کے ہوا کرتے ہین
تمام مفتی بہ اون علماکے نزدیک نہین ہوا کرتے ہین اور یہہ بہی ممکن ہے کہ وہ جمہور محققین مین سے نہون بلکہ غیر محققین مین سے
ہون کبہی علمار اپنی کتب مین اکثر وجمہور کو ذکر کرتے ہین لکن وہ جمہور واکثر سے مراد غیر محققین مراد لیا کرتے ہین مسلم الثبوت
وشرح بحر العلوم بحث سنت صفحہ ۲۴۷ مین یہہ عبارت ہی (وَفِيهَا) اى فِي البِدْعَةِ الحَلْبِيَّةِ (القَبُولُ
عِنْدَ الأَكْثَرِ) غَيْرِ مُحَقِّقِي الحَنَفِيَّةِ هُوَ المُخْتَارُ عِنْدَ مَنْ تَلَاهُمْ (خِلَافًا لِلآمِدِيِّ) مِنَ الشَّافِعِيَّةِ
(وَمَنْ تَبِعَهُ) وَالإِمَامُ مَالِكٌ وَمُعْظَمُ الحَنَفِيَّةِ وَهُوَ المُخْتَارُ عِنْدَ هٰذَا العَبْدِ الخ دیکہو اس عبارت مین
لفظ اکثر کا متن مین موجود ہے بحر العلوم نے اوسکی مراد غیر محققین حنفیہ بیان کی ہی اور معظم حنفیہ کے یہہ خلاف ہونا بیان
کیا پس ایسی ہی احتمال ہے کہ جمہور سے مراد بیچ ما نحن فیہ کے بہی غیر محققین مراد ہون اور محققین کے نزدیک یہہ حرمت
مسلم نہو اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پس قول جمہور ہونیسے حرمت مذبوح لقدوم الامیر کا مفتی بہ
اور قوی ہونا جو مدعی مولف کا ہے ہرگز ثابت نہین ہی پس حرمت مذکور کو مفتی بہ اور معتمد کہنا مولف کا مغالطہ محض ہے
اور غلطی مین ڈالنا ہی عوام کو اور اضلال اور مضل بنا ہی اور اسی سبب سے کہ یہہ قول حرمت کا قول محققین علمار کا نہین ہے
اور مفتی بہ اور مرجح اور قوی نہین ہی خود صاحب درمختار نے سید المنیہ سے نقل کر دیا ہی واسطے رد قول حرمت کے یہہ مذبوح
مکروہ ہی اور اسکا فاعل کافر نہین ہے اسواسطے کہ ہم مسلمان کے حق مین یہہ بدگمانی نہین کرتے ہین کہ کوئی مسلمان کسی آدمی کی
ایسے مذبوح وغیرہ سے تقرب بطور عبادت کریگا پہر اسکے بعد صاحب درمختار نے شرح وہبانیہ سے نقل کیا کہ اوسکے فاعل کو جمہور نے
کافر کہا ہی پہر جمہور کے مقابلہ مین فضلی اور اسمٰعیل کا غیر کافر کہنا اوسکے فاعل کو ذکر کیا جس عبارت کا یہہ مطلب ہے وہ مولف نے
درمختار سے اپنی عبارت مین نقل کی ہی اور علامہ شامی نے فضلی اور اسمعیل کے حق مین فرمایا قولہ وفضلی واسمعیل
اى قالا ليس يكفر والمراد بهما الامام الفضلى وغير اسمه للضرورة والامام اسمعيل الزاهد
یعنے جو فضلی اور اسمعیل اوسکے فاعل کو کافر نہین کہتے ہین تو اون دونون سے مراد امام فضلی اور امام اسمٰعیل زاہد ہین اس سے
واضح ہی کہ ایسے مذبوح وغیرہ کے فاعل کو کافر کہنے والے اور مذبوح کو حرام کہنے والے پیشوائے دین اور ائمہ مسلمین ہین اور جمہور
جو کافر کہنے والے ہین اونکا کچہہ حال صاحب درمختار اور شامی نے ذکر نکیا اور نہ اونکے قول کی کوئی وجہ جس سے اونکا
قول معتبر و لائق اعتماد ہونا معلوم ہو ذکر کی جس سے اشارہ اونکی یعنے جمہور کے قول کی غیر معتبر اور غیر معتمد ہونے کیطرف
نزدیک اہل علم منصفین کے ہو گیا مولف کو اسکی فہم کا ہوش کہان ہی مثل مشہور ہے حائک کجا و کشف رموز سخن کجا

اور اہنر شناختن تہمان بلمل است ۔ اسی بیہوشی و بی علمی و بداعتقادی واتباع وہابیہ کی سبب سے حرمت مذبوح مذکور کو
مفتی بہ اپنی نفس امارہ بالسوء کی امر وحکم سی بتادیا نعوذ باللہ من ذلک جب ان دونون اماموں امام فضلی اور امام زاہد کی
قول سی اپنی بداعتقادی ظاہر ہوتی دیکھی اور یہہ جانا کہ یہہ دونون امام وپیشوا دین ایسی مذبوح وغیرہ کی فاعل کو کافر
نہین فرماتی ہین تو حضرت مولف صاحب بمقتضائی ہندی مثل (کہ ہم آپ ہی فرمتی ہین) فرمانی لگی (اَقُوْلُ ھٰذَا
بِحُسْنِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ وَاِلَّا عِنْدَ هُمَا اَیْضًا کَافِرٌ) کیا خوب اجی حضرت مولف صاحب جب اون دونون اماموں
نے بالتصریح یہہ فرمادیا کہ اوسکا فاعل کافر نہین ہوتا ہی تو آپنی اونکی کونسے قول سی یہہ جانا کہ اون دونون اماموں کی
نزدیک بہی کافر ہے اور اونکی نزدیک کافر ہونی پر (لیس یکفر) مین سی جو اونکا قول ہی کونسا کلمہ دال ہی مولف
صاحب تو پوری پوری مصداق حدیث نبوی ہلا شققت قلبہ کی ہین کیا مولف صاحب کو بعد صدہا برس کی
اون دونون امام فضلی اور امام زاہد کی عندیہ اور عقیدہ پر اطلاع ہونیکا ادعاء ہی کیا مولف صاحب اپنی پر وحی کی
نزول کی مدعی ہین یا نہین علم غیب کا اپنی حق مین اعتقاد کرتی ہین ایسی ہی دکن اور گجرات کی مسلمانونکی حق مین علی
العموم یہہ دعوی کرنا مولف کا کہ اولیاء اللہ کی ایسی نذر کرتی ہین جیسی خدا تعالی کی اور اولیاء کو جیسا چاہین ویسا
تصرف کرنیوالا جانتی ہین اور یہہ عقیدہ رکہتی ہین کہ خدا تعالی چاہے دی چاہے نہ دی اور اولیاء تو ضرور ہی دیتی ہین
یہہ کہنا مولف کا ادعاء علم غیب ہے اور بدگمانی سخت ہی جو قرآن وحدیث واقوال علماء سی حرام ہی کما مر فی الاقوال
الماضیۃ پس ایسی ادعاء علم غیب اور جلت ایسی بدگمانی سی خود مولف صاحب ایمان سی پاک صاف اور کوری
ہوئی جاتی ہین بلکہ ہوگئی سمجہو یہہ بیچاری اہل دکن اور اہل گجرات کو کیا کہتی ہین خود اپنی ایمان کی خبر ان حضرت کو
لینا چاہئی اگر ایسی ہی بدگمانی مولف کی نزدیک جائز ہے تو چاہئی کہ کوئی اس مولف اور اوسکی پیشوا اور دوسری
وہابیہ مانند مولوی اسمٰعیل دہلوی اور اوسکی اتباع کی حق مین کوئی یہہ کہی کہ اگرچہ یہہ مدعی اسلام ہین لیکن زبانسی
مدعی ہین باطن مین انکا یہہ عقیدہ حقیقت اسلام کا نہین ہی دلین ہی پکی معاند اور منکر اور عدو دین کی ہین
اور جو لوگ انکو مسلمان کہتی ہین تو اونکی نزدیک بھی یہہ تمام کافر ہین فقط حسن ظن کی باعث اونکو مسلمان کہتے
ہین اور وہابیہ اور خود یہہ مولف محمد بن عبد الوہاب نجدی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کو مانند خدا تعالی کے
معظم ومکرم جانتی ہین اور یہہ عقیدہ رکہتی ہین کہ خدا تعالی چاہے دی یا نہ دی محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اسمٰعیل سے
کوئی سوال کرے تو ضرور دیتی ہین یہہ تمام مولف کی نزدیک جائز ہونا چاہئے جو جواب مولف دیگا وہی
جواب ہمارے طرفسی مولف تصور کری اگر کسی امر کا انکار مولف کریگا تو اسطرفسی بہی اوس امر کا انکار کیا جاوی گا

اگر مولف اثبات کریگا تو اس طرفسی بہی اوسکی مانند اور مشابہ اثبات کیا جاویگا پس مولف کا وہی حال ومآل ہوگا
جو دوسرے مسلمانونکی حق مین یہہ ثابت کرنا چاہتا ہی بالفرض کسی جاہل کا ایسا حال ہونا ثابت بہی ہوجاوی تو علی
العموم تمام نذر اولیا کرنیوالونکی حق مین ایسا گمان کیونکر ہوسکتا ہے آنحضرت صلعم کی زمانہ مین بعض لوگ
منافق بہی تہی تو اس سی یہہ کب لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک جنکا نفاق ثابت نہین ہوا ہی اونکو بہی قیاس
منافقین پر کرکے منافق تمام کو کہا جاوی بعض اہل اسلام سے ارتکاب محرمات کا صدور ہوتا ہی تو اونکی قیاس پر
مولف کو بہی مرتکب فعل شنیع کا جانا جاوی پس علی العموم ایسا حکم کرنا مولف اور وہابیہ کا سراسر باطل ہی اور اسلام
اور اہل اسلام کی حالات کو درہم برہم کرنا ہی اور خصوصًا قطعی حکم کا کرنا اور یہہ کہنا لَا شَكَّ فِي كُفْرِهِمْ خود دین سے
ہاتھ دہونا ہی کہ بلا وجہ کفر کے ایک تہمت اپنی طرف سی اہل اسلام پر لگاکر اسلام کو کفر بتانا خاصہ خوارج کا ہے
لَا شَكَّ فِي خُرُوجِ الْمُؤَلِّفِ مِنَ الدِّيْنِ ہمارے طرفسی مولف کی جواب مین ہی اور اس محل مین اس روایت حضرت
عمر رض کو کہ اونہون نے درخت بیعت رضوان والا قطع کرادیا تہا اوسکو جانور منذور اولیاء اللہ سے کیا مناسبت ہی
وہان خوف پرستش تہا یہان ایسا خوف کہان ہی ایسی ہی قیاس ابلیسی سی وہابیہ اعمال اہل سنت وجماعت کو
ناجائز اور کفر وشرک وضلالت بتایا کرتی ہین اور ضال مضل بنتی ہین اسقدر فہم نہین کہ بے محل کسی دلیل شرعی کا
ذکر کرنا بہی تو بے ادبی مین داخل ہی یہہ روایت تو ایسی محل پر چسپان ہوتی کہ جہان آیندہ کو قباحت متوقع ہوتی
جیسی کتابت نسوان وہ تو مولف کے نزدیک مانند شیر مادر کی حلال طیب ہی از منہ و اوقات وحالات کا بہی کچہ خیال
نہین اسطرح سی تو شیر مادر کو بہی کوئی مسلمان حلال سمجہیگا وہ بہی موقت بوقت مخصوص ہی اور کتابت
مذکورہ اس زمانہ فتنہ وفساد مین بہی مولف حلال جانتا ہی یتبدل الاحکام بتبدل الازمنۃ مولف کے
اور اوسکی معتقداونکی فہم سی بہت بعید ہے اس روایت قطع شجرۃ بیعۃ الرضوان کی بارہ مین چند شکوک کا ورود ہوتا
ہی بعض اونمین سی یہہ ہی کہ حدیث نبوی صلعم سے ثابت ہی کہ شیطان مایوس ہوگیا ہی اس سی کہ اوسکی پرستش
جزیرہ عرب مین ہووے باوجود اس حدیث کی ثبوت کے حضرت عمر رض کو خوف پرستش شجرہ مذکورہ کا کسطرح
ہوسکتا ہے پہر مولف نے کیون اسکو ذکر کیا اور بعض اونمین سے یہہ ہی کہ خوف غلبہ حال کی سبب سے بہی ہوسکتا ہی
چنانچہ خود حضرت عمر رض نے جراد یعنی ٹڈی کو دیکہا تو خوف قیامت قائم ہونیکا ہوا تہا سوار دوڑا یا جب جراد لیکر آیا
تو اطمینان حاصل ہوا اسی قسم مین سی اس شجرہ کی بارہ مین بہی خوف کا ہونا محتمل ہی ایسی ہی حضرت عمر رض غلبہ
حال کی سبب سے تلوار لیکر کہڑی ہوگئی تہی کہ جو کوئی آنحضرت صلعم کی وفات کا قائل ہوگا تو اوسکو قتل کرونگا

ایسی ہی یہہ خیال پرستش شجرہ کا بھی ہونا محتمل ہی اور بعض اونمین سے یہہ ہی کہ اگر خوف پرستش درخت مذکور کا
ہوتا تو خود آنحضرت صلعم اوس درخت کو قطع کرا دیتے جیسا بنا رکعبہ کو بسبب حدیث الاسلام نے قوم کے آپنے موقوف رکھا
اسواسطے کہ بد اعتقادی لوگونکا خوف تہا اور جیسا کہ زیارت قبور سے اول منع فرمادیا تہا بسبب اسی قسم کے خوف کے
جب وہ خوف جاتا رہا زیارت قبور کی اجازت دیدی یا حضرت صدیق اکبر نے قطع کرا دیتے یہہ تمام امور دال ہین
خوف پرستش نہونے پر باوجود اسقدر شکوک کے یہہ اثر کیونکر دلیل مدعی مولف کے ہو سکتا ہی اور ممکن ہی کوئی دوسرا
سبب اوسکے قطع کا راوی کچہہ اور سمجہا ہو موافق اپنے فہم کے ذکر کیا ہو ایسا بہی رواۃ سے ہوا ہی فَلَا بُدَّ لِرَفْعِ ہٰذِہِ الْاِحْتِمَالَاتِ
وَالشُّکُوْکِ مِنَ الْاَدِلَّۃِ اور بعد ان امور کے ہم کہتے ہین کہ بکرا مثلاً نذر اولیاء اللہ جو فی الواقع وہ نذر اللہ اور ایصال
ثواب للاولیاء ہے اوسکو قیاس کرنا اوس جانور پر جو لقدوم الامیر ذبح کیا جاوے تعظیماً للامیر گو کسی قسم کی تعظیم ہو
جائز نہین ہی اسواسطے کہ ایسے بکریکا یعنی منذور اولیاء کا تعظیماً للاولیاء ہونا مسلم نہین ہی پس وصف جامع
ان دونون نہونیکے باعث سے قیاس مع الفارق ہوا اور ایسا قیاس تو مجتہد کیواسطے بہی جائز نہین چہ جائیکہ
مولف سے جاہل وغالی محض کیواسطے جائز ہو جاوے بلکہ مولف کیواسطے ایسے قیاس سے استحقاق عذاب نار ثابت ہی
یہانتک ابطال اقوال عمدۃ النکات و رسالہ مضمومہ اوسکے ساتھہ کا ہو گیا اگرچہ ہماری ان تقاریر و بیانات سے
مولف کے اوس رسالہ مطبوعہ کے اقوال کا ابطال بہی بخوبی واضح ہی جسکو جواب مفتیان مکہ معظمہ مولف نے قرار دیا ہی
لکن چونکہ مولف کو اوس رسالہ پر بہت بڑا فخر ہے کہ عوام کالہوام کو دہوکہ دینے کیواسطے اوس رسالہ کے آخر مین
ایک اعلان بہی ایک دغابازی کے ساتہہ لگا دیا ہے کہ (جو عالم یا شاعران اشعار کے معارضہ مین امر واقعی کا معارضہ
کرے اور رد جواب باسند موافق اپنے دعوے کے نظم مین لکہیگا اور نقاد حدیث اوس رد جواب کو صواب سمجہ کے
قبول و منظور فرماوینگے زیادہ کی تو قدرت نہین مگر انشاء اللہ تعالیٰ کم سے کم ایک سو روپیہ کی نوٹ بمعرفت ٹپال
بخط رجسٹری اوسکے نام پر مرسول ہوگی مدت اعلان تا آخر رمضان صحیح راقم السطور محمد نور فارغ ساکن دمن خورد
محلہ کہاری واڑی مورخہ جمادی آخر تاریخ دوم سنہ ۱۳۰۹ ہجری) اگر مولف کو دہوکہ دینا عوام کو منظور نہوتا تو جواب
نظم مین لکہنے کی قید کیون لگاتا کیا مسئلہ حق کا بیان شعر و نظم مین ہونے پر موقوف ہے اور کیا عالم دیندار اور حق گو
ہونا ناظم و شاعر ہونے پر موقوف ہی شارع علیہ السلام نے کسی مسئلہ کا بیان کرنا موقوف نظم پر نہین کیا اور معتبر
ہونے مسئلہ کیواسطے نظم اور شعر مین ہونا شرط نہین فرمایا بلکہ امام شافعی رح کا یہہ شعر مشہور ہے وَلَوْلَا
الشِّعْرُ بِالْعُلَمَاءِ یُزْرِیْ ؛ لَکُنْتُ الْیَوْمَ اَشْعَرَ مِنْ لَبِیْدٖ ؛ جس سے شعر کا اہل علم کیواسطے عیب ہونا واضح ہی

اگرچہ کسی وقت خاص مین حسن عارضی شعر کو لاحق ہووے جیسے کہ بمقابلہ کفار اشعار حسان رضہ معروض حسن
ہوئی لکن کیفما اتفق فی حد ذاتہ اوس مین حسن نہین اور کمال علمی و عملی کا وہ مبدا و منشا نہین ورنہ جامع جمیع
کمالات بشریہ کی حق مین خدا تعالی پاک یہہ نفرماتا و ما علمناہ الشعر و ماینبغی لہ اور خود حضور انور صلعم
اشعار کی عیب ناکی نہ فرماتی پہر مولف نے جو اشعار و نظم مین اس مسئلہ کی بیان کو منحصر کیا تو سوای دہوکھا دہی کی
عوام اور فریب و دغابازی کی کوئی دوسرا امر متصور نہین اور باوجود اس کی پہر بہی قید آخر رمضان کی لی
لگائی جس سے واضح ہی کہ مولف کو اول سی ہی خوف تہا کہ اہل حق ذی علم اسکا جواب باصواب دندان شکن
مولف کو دیدیگا تو مولف کا مایہ فقط سو روپیہ کا جو ہے وہ بہی جاتا ہوگا تو مولف کو پیٹ پکڑکر رونا پڑیگا
تو اسواسطے جمادی الاخری سی آخر رمضان کی قید لگائی یہہ جانکر کہ اس زمانہ قلیلہ مین کسکو غرض ایسی سخت ہی
اور کونسا اہل حق ایسا طالب دنیا ہی کہ سو روپیہ کی لالچ سی جواب لکہکر طبع کرا دیگا اور بعد اس زمانہ کی خود مولف کو
یہہ عذر ہوگا کہ ہماری اعلان کی مدت گذر گئی اسمین بہی سراسر دغابازی ہے ورنہ آخر رمضان کی قید پر کون
امر شرعی داعی ہی اور معلوم نہین کہ وہ نقاد حدیث کونسی ہین جنکی سمجہنے پر جواب کی حقیقت کو موقوف کیا ہی
خود مولف ہی وہ نقاد حدیث بنا ہی یا کوئی دوسرا اوہابی قدیم وجدید ہی یہہ قید بہی بطور اجمال وابہام بلا تعیین
اسواسطے لگائی کہ وقت پر مولف یہہ کہکر گلو گذاری کرے کہ اگرچہ فلان فلان اہل حدیث نی تمہاری جواب کو قبول
کرلیا اور صواب جانا لکن مین نی اپنے قول مین اہل حدیث سی مراد وہ نہین لئی ہین فلان اپنی ہم مشرب مراد لئی ہین
الغرض جس رسالہ کی آخر مین ایسا اعلان مولف نی لگایا ہے جسکا کچہہ حال بطور اجمال ہمنی ظاہر کیا اوسپر
مولف کو بڑا فخر تہا اسواسطے اوسکی اقوال کی مردودیت اور مطرودیت بہی کچہہ بطور اجمال ذکر کیجاتی پس
جاننا چاہئی رسالہ مذکورہ عربیہ مین ایک سوال لکہا ہی جسکا ترجمہ اردو مین یہہ ہی کہ کوئی شخص بہوت یا جن
وغیرہما مانند نبی یا ولی کی اسطرحسی نذر کرے کہ میری فلانی مریض کو شفا ہو یا فلان مراد حاصل ہو تو مین اوسکے
واسطے گائی یا بکری یا مرغ ذبح کرونگا پس بنابر توافق تقدیر اوس شخص کی مراد حاصل ہوجاوی اور وہ شخص
نذر پوری کریگا وہ جانور گائی بکری مرغ ذبح کرے یا سوا اوسکی اور طعام کری تو اوسکا کہانا طلال اور بسم اللہ کہکر ساتہہ
ذبیحہ اوسکا درست و حلال ہے یا نہین اس سوال کی جواب کا خلاصہ ترجمہ اردو مین یہہ ہی کہ ذبیحہ لغیر اللہ حرام ہے
اسواسطی کہ نذر عبادت خاصہ ہی واسطے خدا تعالی کی پس یہہ نذر نذر معصیت کی ہی لقولہ علیہ السلام
لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ یعنی جو نذر خدا تعالی کی معصیت مین ہو اوسکی وفا نہین ہی و قال

رسول اللہ صلعم اَوفِ بِنَذرِکَ فَاِنَّہٗ لَاوَفَاءَ لِنَذرٍ فِی مَعصِیَۃِ اللّٰہِ وَلَا فِیمَا لَایَملِکُ ابنُ اٰدَم
رَوَاہُ اَبُو دَاوٗد یعنی ایک شخص نے نذر خدا تعالیٰ کیواسطے آنحضرت صلعم کے زمانہ کی تھی کہ اونٹ مقام بوانہ مین
ذبح کریگا پہر اوسنے آنحضرت صلعم کو آکر اسکی خبر دی آپنے فرمایا کہ کیا کوئی بت جاہلیت کا وہان پوجا جاتا تہا
یا کوئی عید و میلہ کفار کا وہان ہے صحابہ رضی نے کہا نہین تو آپنے اوس شخص سے کہا کہ اپنی نذر کی وفا کر لے نہین ہے
وفا ایسی نذر کی جو معصیت خدا تعالیٰ مین نذر کی ہو اور نہین ہے وفا ایسی نذر کی جسکا آدمی مالک نہین ہے
روایت کیا اسکو ابو داود نے پہر کسطرح جائز ہوویگی نذر لغیر اللہ ولقولہ تعالیٰ وَمَا اُہِلَّ لِغَیرِ اللّٰہِ بِہٖ اگرچہ ذکر کیا جاوے
ساتہہ اوسکے نام اللہ تعالیٰ کا کیونکہ معارض ہوا اوسمین مطہر اور پاک کرنیوالے کے تئین نجاست پیدا کرنیوالا معارض ہے
وہ نجاست جو سبب موت کی ہے یہہ تبصرۃ الرحمن کے سورہ مادہ مین ہے اور سورۂ انعام مین ہے اُہِلَّ بِہٖ ای
صُوِّتَ فِیہِ بِاسمٍ لِتَعظِیمِ غَیرِ اللّٰہِ ای بِسَبَبِ ذَبحِہٖ لَہٗ فَاِنَّہٗ وَاِن قُرِنَ بِہٖ بِسمِ اللّٰہِ لَایُؤَثِّرُ مَعَہٗ
فِی التَّطہِیرِ انتہی ملخصًا تبصرۃ الرحمن لعلی المہائمی الشافعی یعنی اہل بہ کی معنی یہہ ہین کہ آواز کیا جاوے اوسمین
ساتہہ اسم کے واسطے تعظیم غیر اللہ کے سبب ذبح اوسکے واسطے اوس غیر اللہ کے اگرچہ اوس آواز غیر اللہ کے ساتہہ بسم اللہ
بہی ساتہہ ہی کہی جاوے تو اوسکی تطہیر مین وہ بسم اللہ موثر نہین ہے اور مخصوص ہوا اہل بہ اور ذبح واسطے عموم معنی
ای مشہور کیا گیا یا آواز دیا گیا جو کچھہ مناسب اس مقام کے ہو قولہ علیہ السلام لَعَنَ اللّٰہُ مَن ذَبَحَ لِغَیرِ اللّٰہِ
یعنی لعنت خدا تعالیٰ کی اوسپر جو واسطے تعظیم غیر اللہ کے ذبح کرے اور تفسیر نیشاپوری مین ہے کہ اجماع ہے علماء کا
کہ اگر کوئی مسلمان کوئی جانور ذبح کرے اور اوسکی ذبح مین تقرب الی غیر اللہ کے کرے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے اور ذبیحہ
اوسکا ذبیحہ مرتد کا ہے اور فتاوی فقیہ ابی لیث مین ہے کہ اگر نذر لغیر اللہ ساتہہ نذر کے قصد تقرب الی غیر اللہ کا
کرے اس حال مین کہ اوسکا گمان یہہ ہو کہ وہی غیر اللہ کامون مین متصرف حقیقی ہے نہ خدا تعالیٰ تو اوسکی نذر باطل ہے
اور اوسکا ارتداد ثابت ہے و اگر اوسکا قصد نذر غیر اللہ مین تقرب الی اللہ اور ایصال ثواب طرف اولیاء اللہ کے ہو
اور وہ جانتا ہو کہ کوئی ذرہ بغیر اذن اللہ کے حرکت نہین کرتا ہے اور اولیاء کو وسیلہ اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان مین
بیچ حصول مقاصد کے گردانے تو اسمین کچھہ حرج نہین ہے اور ذبیحہ اوسکا حلال طیب ہے یہی حق ہے اور یہی صواب ہے
اور اسی پر عمل مشائخ اہل سنت وجماعت کا ہے یہہ جواب مین ذکر کرکے پہر وہی عبارت درمختار کی مجیب مجہول نے
ذکر کی قولہ (ذُبِحَ لِقُدُومِ الاَمِیرِ اَو نَحوِہٖ) کَوَاحِدٍ مِّنَ العُظَمَاءِ (یَحرُمُ) لِاَنَّہٗ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہِ وَلَو
وَصَلِیَّۃٌ (ذُکِرَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ) پہر اسکے بعد وہی افتراء سابق مجیب مجہول و مہمل اور مفتری نے ذکر کیا

کہ یہی معتمد نزدیک جمہور کی ہے پہر اسپر تفریع فاسد کی کہ اسپر اجماع ہوگیا پہر بمقتضائی آب ندیدہ موزہ کشیدہ اجماع کی حقیت کی ثبوت کیواسطے یہہ احادیث پیش کرنے لگا یَدُ اللّٰہِ فَوقَ الجَمَاعَۃِ وَمَن شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ وقولہ علیہ السلام اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجتَمِعُ اُمَّتِی عَلَی الضَّلَالَۃِ پہر ہدایۃ المبتدی حلبی کی عبارت ایسی جیسی کہ ابہی درمختار کی گذری ہی وَلَو ذَبَحَہ لِقُدُومِ الاَمِیرِ الخ نقل کردی پہر حرمت ایسی ذبیحہ کا مذکور ہونا جوہرہ نیرہ اور فتاوی قاضیخان اور ہندیہ اور قنیہ اور اشباہ وحمادیہ وطحطاوی اور غرائب اور قرۃ الانظار اور تحفۃ الاخیار وغیرہا مین بغیر نقل عبارات ان کتب کی ذکر کیا آخر مین منہیہ تفسیر احمدی کا حوالہ بہی بغیر نقل عبارت کی دیدیا اور کہدیا کہ فَفِیہِ رُجُوعٌ اِلَی الحَقِّ پہر بحوالہ تفسیر کبیر ذکر کیا کہ علماء نی کہاہے کہ کوئی مسلمان جانور ذبح کری اور اوسکی ذبح سے قصد طرف غیر اللہ کی کرے تو مرتد ہوجاتا ہی اور یہہ حکم غیر ذبائح اہل کتاب کا ہے اسکی بعد اہل سنت وجماعت کی علماء کی نسبت جو نذر اولیاء کی ذبیحہ کو حلال فرماتی ہین اس جاہل ومجہول وجہل وبد اعتقاد مجیب غیر مصیب نے یہہ کہا کہ کسطرح اندہی ہوگئی ہین کہ بینائیان اونکی کہ دیکہتی نہین ہین اور دیکہتی ہین تو رجوع نہین کرتی اور پہرتے نہین ہین پہر کہا کہ بسط کیا ہے کہ باب النذر مین صاحب درالبحار اور بحرالرائق ونہرالفائق نے جو چاہی ان کتب کیطرف رجوع کری پہر کہا یہہ وہ چیز ہی کہ کتابون معتبر حنفیونسی بلانزاع وبلاخلاف کی ثابت ہے اس جواب کی بعد مجیب غیر مصیب ومفتری وکذاب کہ ومعاند ومستحق عذاب نی اپنا نام نہ لکہا تاکہ دغابازی اور بی ایمانی اوسکی کہل نجاوی معلوم نہین اسکا مجیب کہ غیر مصیب کوئی آدمی ہی یا غول بیابانی ہے سوال رسالہ مذکورہ مین یہہ گستاخی اور بی ادبی کی ہی کہ عفریت وبہوت وجن کی ساتہہ نبی اور ولی کو بہی شامل کرکے ذکر کیا ہی اور اس ذکر کرنیمین نبی اور ولی کو ساتہہ عفریت اور جن کی اشارہ اسطرف کیا ہے کہ جیسی کفار بہوت اور جن کی نذر اونکو متصرف حقیقی جانکر کرتی ہین ایسی ہی نذر کرنیوالا نذر نبی اور ولی کی بہی ایسا ہی اونکو جانکر کرتا ہی سراسر افترا اور بہتان ہے اسطرحسی اہل اسلام نذر نبی اور ولی کی ہرگز نہین کرتی ہین بلکہ ایصال ثواب فقط نبی اور ولی کی روح پر کرنا نذر سے مراد لیتی ہین یہہ سوال مولف یا کسی دوسرے وہابی مولف جیسی نے اپنے نفس سے گہڑا ہے اہل اسلام کی اعمال کو بدنام کیواسطے اور مجیب غیر مصیب نے اپنی جہالت سے یا تعصب وعنادسی باوجودیکہ جواب قابل تفصیل تہا جواب مین تفصیل نہ کی علی الاطلاق جواب دیدیا ایسا جواب دینے والیکو فقہاء مخطی فرماتی ہین چنانچہ فتاوی سراجیہ مطبوع نولکشور صفحہ ۴۸۵ مین ہی اَلمُفتِی اِذَا سُئِلَ عَن مَسئَلَۃٍ یُمعِنُ النَّظَرَ فِیہَا فَاِن کَانَت مِن جِنسِ مَا یُفَصَّلُ فِی جَوَابِہَا یُفَصِّلُ وَلَا یُجِیبُ عَلَی الاِطلَاقِ فَاِنَّہٗ یَکُونُ مُخطِئًا انتہی مولف یا کوئی دوسرا عوام کالانعام کو یہہ دہوکہ نہ دیوی مانند مولف جیسی عامی جو کسی

درجہ کا رتبہ اجتہاد تو کجا بتبحر علمی بھی نہین رکھتے ہین بیان مسائل مین خطا کرین تو معذور ہین گنہگار نہین ہوتے ہین اسواسطے کہ
کہ علماء محققین نے صراحۃً فرمادیا ہے کہ خطا کرنے مین جو معذور رکھا جاتا ہی اور گنہگار نہین ہوتا تو وہ حاکم ہی جو عالم ہو
اور باوجود عالم ہونیکے اہل بھی حکم کا ہو یعنے اوسکو درجہ اجتہاد کا بھی حاصل ہو اور جو ایسا نہین ہی یعنے مجتہد نہین ہے
تو وہ معذور نہین ہی گنہگار ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا
حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَأَ فَلَهُ اَجْرٌ قَالَ الْعُلَمَاءُ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ
عَلٰى اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِيْ حَاكِمٍ عَالِمٍ اَهْلٍ لِلْحُكْمِ فَاِنْ اَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ اَجْرٌ بِاجْتِهَادِهِ وَاَجْرٌ بِاِصَابَتِهِ
وَاِنْ اَخْطَأَ فَلَهُ اَجْرٌ بِاجْتِهَادِهِ وَفِي الْحَدِيْثِ مَحْذُوْفٌ تَقْدِيْرُهُ اِذَا اَرَادَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ قَالُوْا فَاَمَّا
مَنْ لَيْسَ بِاَهْلٍ لِلْحُكْمِ فَلَا يَحِلُّ لَهُ الْحُكْمُ فَاِنْ حَكَمَ فَلَا اَجْرَ لَهُ بَلْ هُوَ اٰثِمٌ وَلَا يَنْفُذُ حُكْمُهُ سَوَاءٌ وَافَقَ
الْحَقَّ اَمْ لَا لِاَنَّ اِصَابَتَهُ اِتِّفَاقِيَّةٌ لَيْسَتْ صَادِرَةً عَنْ اَصْلٍ شَرْعِيٍّ فَهُوَ عَاصٍ فِيْ جَمِيْعِ اَحْكَامِهِ سَوَاءٌ
وَافَقَ الصَّوَابَ اَمْ لَا وَهِيَ مَرْدُوْدَةٌ كُلُّهَا وَلَا يُعْذَرُ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ انتہی اس عبارت امام نووی سے
واضح ہی کہ جو مجتہد نہین ہی اوسکی خطا معاف نہین ہے اور وہ خطا مین معذور نہین ہی اور وہ گنہگار ہی اور خطا مین معذور
ہونا مخصوص ساتھہ مجتہد کے ہے بلکہ جو شخص مجتہد نہین وہ حق کو پہنچ جاوے تب بھی وہ گنہگار ہے پس مولف نے
جو مسئلہ تفصیل طلب مین تفصیل سے منہہ موڑا اور عوام کو مغالطہ مین ڈالنے کو حلال کو حرام اعتقاد کرانیکو علی الاطلاق
نذر لغیر اللہ کو حرام کہدیا اور اسمین سخت خاطی ہوا جو موجب استحقاق عذاب ہی اوسمین یہہ مولف ہرگز معذور نہین ہے
طرفہ یہہ ہی کہ اس مولف نے اس رسالہ مین بھی اور اوس رسالہ مین بھی جو قدوۃ الخرافات کے ساتھہ مضموم ہی امام علم الہدی
فقیہہ ابی لیث حنفی معتبر سے نذر لغیر اللہ مین تفصیل ہونا خود نقل کیا کہ وہ امام موصوف بالتصریح فرماتے ہین کہ اگر نذر
لغیر اللہ سے ناذر کی مراد نذر اللہ کی اور ایصال ثواب واسطے اولیاء کے ہے تو وہ نذر لغیر اللہ حلال طیب ہی اور مولف معاندے
عوام کے عقائد کو فاسد کرنیوالا اور حلال طیب کو حرام اعتقاد کرنیوالا یہہ تفصیل بیان کرکے حکم نذر لغیر اللہ پر نہین لگاتا ہی
اور ایسا نہین کہتا ہی کہ بعض نذر لغیر اللہ حلال طیب ہے جس سے مراد نذر اللہ کی اور ایصال ثواب للاولیاء ہو اور بعض نذر لغیر اللہ
حرام ہی جسمین تقرب الی غیر اللہ بطور عبادت کے ہو اور ایسی نذر لغیر اللہ جس مین تقرب الی غیر اللہ بطور عبادت کی ہو اوسی سے
آدمی نذر کرنیوالا کافر اور مرتد ہوجاتا ہے نہ اوسکی غیر سے ایسا تفصیل سے بیان کرنا مولف پر فرض و لازم تہا تا کہ حق و ناحق
و حلال و حرام و کفر اسلام کا حال مفصل ہر ادنے اعلی افہم والیکو معلوم ہوجاتا اسنے تو علی الاطلاق نذر اللہ کو حرام کہنا اور تمام کا
ایک ہی حکم لگانا اور حلال اور حرام کو ملتبس کرنا اور حق و باطل خلط کرنا اپنا پیشہ گردان لیا اور اسلام کو بھی کفر مین ہی

داخل کردیا ایسی شخص کی حق مین یہہ کہا جاوے کہ یہہ اور طریقہ اون لوگونکے چلتاہی جنکی حق مین یہہ آیت خداتعالی ر
فرماتاہے ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون تو بجا اور درست ہو اور طرفہ یہہ کہ علماء محققین
مانند صاحب درمختار وامام فضلی اور امام اسمعیل رح مسلمان کی حق مین ایسا گمان کرنیکو کہ وہ تقرب آدمی کیطرف
بطور عبادت کی کرے منع فرماوین اور علامہ شامی ایسا تقرب حلال مسلمان سے بعید ہونا فرماوین اور یہہ مولف
اپنی ز ٹلیات وخرافات کی اثبات کیواسطے وہی گمان فاسد جو حرام ہی اہل اسلام کی حق مین کری اور اوسکی ذبیحہ کو
حرام اور فاعل کو مرتد قرار دی اس ہٹ دھرمی وتلبیس کا کیا ٹھکانا ہی علامہ شامی تحت اس قول صاحب درمختار کی
قلت وفی صید المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر ولا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بھذا
النحر ونحوہ یہہ عبارت فرماتے ہین قولہ انہ یتقرب الی الآدمی ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر
وھذا بعید من حال المسلم فالظاہر انہ قصد الدنیا او القبول عندہ باظہار المحبۃ بذبح فداء
عنہ لکن لما کان من ذلک تعظیم لہ لم تکن التسمیۃ مجردۃ للہ تعالی حکما کما لو قال بسم اللہ
واسم فلان حرمت ولا ملازمۃ بین الحرمۃ والکفر کما قدمنا عن المقدسی فافہم انتھی اس
عبارت کی نقل کرنیسی ہماری غرض یہہ ہی کہ اسمین مصرح ہی کہ تقرب آدمی کیطرف کو جو علی وجہ العبادت کری او سوقت
کافر ہوتاہی ورنہ نہین اور یہہ تقرب علی وجہ العبادۃ آدمی کیطرف کرنا مسلمان سی بعید ہے ظاہر یہی ہی کہ اوس ر
مسلمان نے وقت قدوم امیر کی جو جانور ذبح کیاہے تو اوس سی قصد عبادت اوس امیر کا نہین کیاہی بلکہ قصد دنیا
اور اوس امیر کی نزدیک مقبول ہونیکا کیاہی ساتھہ اظہار محبت کی ذبح کرنیکے ساتھہ پس جب علامہ شامی نی یہہ فرمایا
تو واضح ہوگیا کہ مولف جس بدگمانی سے مسلمان کو مرتد بنانا چاہتاہی اور مسلمانونکو اولیاء اللہ کیطرف تقرب علی ر
وجہ العبادۃ کی ہوالا قرار دیتاہے یہہ تمام مزعوم مولف کا علامہ شامی کی قول سی مردود ہوگیا اگر مولف عوام کالانعام کو
یہہ فریب دیوی کہ اس عبارت علامہ شامی مین موجود ہی کہ جب اس ذبح لقدوم الامیر مین تعظیم امیر کی ہوئی
تو تسمیہ مجرد خداتعالی کیواسطی حکما نہوئی پس جیسی کوئی وقت ذبح کی بسم اللہ واسم فلان کہی تو جانور تسمیہ
مجرد للہ تعالی حقیقۃ نہونیکی سبب سے حرام ہوجاتاہی ایسی ہی حکما تسمیہ مجرد نہونیکی سبب سے بھی حرام ہوجانا چاہے
اور حرمت اور کفر کے درمیان مین ملازمت نہین ہی یعنے حرام ہونیکو واسطے فاعل کا کافر ہونا لازم نہین ہے
فاعل کافر نہو تب بھی اس حکما تسمیہ مجرد نہونیکی باعث ذبیحہ حرام ہوجاویگا پس علامہ شامی کی فرمانی سے
ہمارا مدعی کہ حرمت ذبیحہ لقدوم الامیر ہے واضح ہوگیا اور نذر اولیاء اللہ تعالی کی تو والی جو تعظیما للاولیاء ذبح

کرتی ہین پس اونکی تسمیہ بہی مجرد واسطی خدا تعالی کی نہوئی پس اونکا ذبیحہ بہی حرام ہوا پس یہہ دونون مدعا ہماری
شامی کی فرمانیسے ہی حاصل ہو گئی تو مولف کی اس فریب دہی عوام کا جواب یہہ ہی کہ علامہ شامی نی آخر مین لفظ
فافہم فرمایا ہے جائز ہی کہ اس لفظ فافہم سی اشارہ طرف رد اپنی تقریر کی کیا ہووے یہہ عادت مولفین اور منصفین
سی ہے کہ اول کوئی قول ضعیف و مرجوح و غیر معتبر ذکر کر دیتی ہین پہر اوسکی رد کیطرف اشارہ ساتہہ لفظ فافہم و نحوہ کی
کر دیتی ہین پس جب اس قول مین یہہ احتمال رد اور جواب کا آیا تو جب تک مولف یا کوئی دوسرا اوپر اوسکی دلیل ساطع
اور برہان قاطع رفع اس احتمال پر نہ قائم کرے تو اس قول علامہ شامی سی دلیل پکڑنا اپنی مدعا پر اوسکو جائز نہین ہے
بمقولہ اِذَا جَآءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ اور منصفین اہل علم خود جانتی ہین کہ کلام علامہ شامی خالی
خدشات سی نہین ہے اول[1] خدشہ یہہ ہی کہ یہہ ضرور نہین کہ جو حکم کسی امر حقیقۃً کیواسطے ثابت ہووی تو وہی حکم
امر حکماً کیواسطے بہی ثابت ہووی دیکہو جو شخص مسجد مین انتظار نماز کا کرتا ہے تو وہ بحکم شارع علیہ السلام نمازی قرار
دیا جاتا اور اوسکا یہہ انتظار حکماً نماز ہے اور جو حقیقۃً نماز ہی اوسکی عمل سی فرض ذمہ سی ساقط ہوتا ہی اور اس حکمی سے
وہ فرض ذمہ سی ساقط نہین ہوتا ہی پس حقیقی اور حکمی دونون اس حکم مین مساوی نہین ہین ایسی ہی جائز ہے
کہ عدم تجرد تسمیہ حقیقۃً اور حکماً کا بہی ایک حکم نہو عدم تجرد تسمیہ للہ تعالی سی حرمت ثابت ہوا اور عدم تجرد تسمیہ
حکماً سی حرمت ثابت نہو دوسرا[2] خدشہ یہہ ہی ذابح لقدوم الامیر نے جائز ہی کہ قصد تعظیم امیر کا ساتہہ ذبیحہ کے
نکیا ہو بلکہ قدوم امیر کو ایک نعمت عظمی من جانب اللہ تعالی خیال کیا ہو واسطے امید قوی ہونی حصول مطالب کی
سبب سے اور اوسی نعمت عظمی کی شکریہ مین واسطی خدا تعالی کی جانور ذبح کیا ہو اور اوس امیر کے نزدیک اپنا سرخ رو
ہونا اسمین خیال کیا ہو کہ امیر یہہ خیال کریگا کہ ہماری آنیکو اس شخص نی ایک نعمت عظمی من جانب اللہ تصور کیا
اور ہماری آنیکو اسنی اچہا اور مبارک جانا اور نعمت شمار کیا اور شکراً للہ جانور ذبح کیا تیسرا[3] خدشہ یہہ کہ حکماً
عدم تجرد تسمیہ للہ تعالی اس محل مین تو اوسوقت متصور ہو کہ کلام شارع سی اسکا ثبوت ہوا اور شارع نے
بالتصریح ایسا فرمایا ہو کہ جس سی یہہ عدم تجرد تسمیہ للہ تعالی بحکم شارع معلوم ہو جیسا کہ قراۃ مقتدی کی بارہ مین
فرمادیا ہی مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ جس سی مقتدی کیواسطے بہی بحکم شارع قراءت
امام سی قرات کا ثبوت ہو جاتا ہے یا ائمہ مجتہدین کاملین جو مبینین کلام شارع علیہ السلام ہین اونہون نی یہہ حکماً
عدم تجرد تسمیہ للہ تعالی فرمایا ہو جب نہ شارع نی ایسا فرمایا اور نہ مجتہدین نی اسکی تصریح کی تو اسکو عدم تجرد تسمیہ
للہ تعالی حکماً کیونکر تسلیم کیا جاوے بلکہ کسی ایسی صاحب رتبہ نی بہی جو مانند صاحب ہدایہ کی ہو اسنی تصحیح

نہین فرمائی تو کیونکر یہہ مسلم رکھا جاوے اور چوتھا خدشہ یہہ ہی کہ خود در مختار مین ہی یہہ عبارت مذکور ہے
وَاِنْ ذَکَرَ مَعَ اسْمِہٖ تَعَالٰی غَیْرَہٗ فَاِنْ وُصِلَ بِلَا عَطْفٍ کُرِہَ کَقَوْلِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ
اَوْ مِنِّیْ وَمِنْہُ بِاسْمِ اللّٰہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بِالرَّفْعِ لِعَدَمِ الْعَطْفِ فَیَکُوْنُ مُبْتَدَأً لٰکِنْ یُکْرَہُ
لِلْوَصْلِ صُوْرَۃً اِلٰی اَنْ قَالَ وَاِنْ عُطِفَ حُرِّمَتْ نَحْوُھَا بِاسْمِ اللّٰہِ وَاسْمِ فُلَانٍ اَوْ فُلَانٍ لِاَنَّہٗ اُھِلَّ
بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ انتہی ملخصًا اور علامہ شامی بہی لکہتی ہین وَذَکَرَ الْاِمَامُ التُّمُرْتَاشِیْ اِنْ وَصَلَہٗ بِلَا وَاوٍ تَحِلُّ فِی الْاَوْجُہِ
کُلِّھَا لِاَنَّہٗ غَیْرُ مَذْکُوْرٍ عَلٰی سَبِیْلِ الْعَطْفِ فَیَکُوْنُ مُبْتَدَأً لٰکِنْ یُکْرَہُ لِوُجُوْدِ الْوَصْلِ صُوْرَۃً وَاِنْ
مَعَ الْوَاوِ فَاِنْ خَفَضَہٗ لَا یَحِلُّ لِاَنَّہٗ یَصِیْرُ اِذًا ذَابِحًا بِھِمَا وَاِنْ رَفَعَہٗ یَحِلُّ لِاَنَّہٗ کَلَامٌ مُبْتَدَأٌ وَاِنْ
نَصَبَہٗ اِخْتَلَفُوْا فِیْہِ اھ وَمِثْلُہٗ فِی الْکِفَایَۃِ وَالْمِعْرَاجِ وَجَزَمَ فِی الْبَدَائِعِ بِمَا قَالَہُ التُّمُرْتَاشِیْ
انتہی پس عبارت درمختار سے واضح ہی کہ وقت ذبح کے کوئی شخص اسم اللہ کے ساتھہ غیر اللہ کا نام اسطرح سے ذکر کے اسم اللہ پر عطف
نکرے مبتدا علحدہ قرار دے مثلاً اسطرح کہے باسم اللہ محمد رسول اللہ لفظ محمد کے اول واو عطف نہ لاوے اور محمد کے دال پر
رفع یعنی حرکت پیش کی پڑھے تو وہ جانور حرام نہین ہوتا ہی حرام اوسوقت ہوگا کہ لفظ محمد کے اول واو عطف کا
ذکر کرے اور اسطرح کہے باسم اللہ و محمد رسول اللہ اور عبارت شامی سے واضح ہی کہ امام تمرتاشی رح نے فرمایا ہے
اگر اسم اللہ کے ساتھہ اسم غیر اللہ کو بغیر واو کے ملاوے تو ہر وجہ سے حلال ہی یعنے بغیر واو کے حالت مین اسم غیر اللہ کو خواہ
کسی حرکت کے ساتھہ پڑھے زیر زبر پیش کچھہ ہو حلال ہی اور اگر اوس اسم غیر اللہ کو ساتھہ واو کے ذکر کرے اور بعد ذکر کرنیکے
ساتھہ واو کے اوس اسم غیر اللہ پر زیر پڑھے تو حلال نہوگا وہ جانور کیونکہ اسوقت وہ شخص ایسا کرنیوالے نے اوس جانور کو
ساتھہ اسم اللہ اور ساتھہ اسم غیر اللہ دونوں کے ذبح کیا ہے نہ فقط اسم اللہ کے ساتھہ یعنے اس حالت مین تجرد تسمیہ لِلّٰہ
تعالیٰ نہوا غیر اللہ کی بہی شرکت ہوگئی مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ مین داخل ہوگیا اور اگر باوجود ذکر کرنے اسم غیر اللہ کے ساتھہ اسم
اللہ کے ساتھہ لفظ واو کے اوس اسم غیر اللہ کے آخر حرف کی حرکت مثلاً اوسنے پڑھی ہے تو اس صورت مین بہی وہ
جانور حلال ہوگا اور اسی حالت مین یعنے وقت ذکر کرنے اسم غیر اللہ کے ساتھہ لفظ واو کے اوس غیر اللہ کا نصب یعنے زبر
پڑھیگا تو اسمین علماء نے اختلاف کیا ہی یعنے بعض نے حلال کہا بعض نے حرام یہانتک قول امام تمرتاشی کا ہی اور کفایہ
اور معراج مین بہی ایسا ہی ہے اور کتاب بدائع مین امام تمرتاشی کے فرمانے پر بوجہ جزم و یقین کیا ہی شامی کی عبارت کا
مطلب یہانتک تمام ہوگیا پس جب فقہاء معتبرین اور ائمہ دین وقت ذبح بہی کوئی اسم اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اسم
غیر اللہ بوقت ذبح ذکر کرے بغیر عطف کے یا عطف کا لفظ ذکر کرنیکی حالت مین کسرہ یعنے زیر نپڑہے بلکہ پیش پڑھے

تو اوس تسمیہ کو مجرد مونیسے خارج نہین مانتے ہین بلکہ اوسکو تسمیہ مجرد للہ تعالی قرار دیتے ہین اور اشتراک غیر اللہ کا اوسمین قبول
نہین فرماتے اشتراک فقط اوسوقت ہی مانتے ہین کہ عطف کے ساتہہ غیر اللہ کو ذکر کرے اور کسرہ یعنی زیر اسم غیر اللہ کا پڑہے
تو اس سے واضح ہے کہ جب بالکل زبان سے نہ بطور عطف نہ بغیر عطف کسی طرح نام غیر اللہ کا ذبیحہ پر وقت ذبح کوئی نلیوے
اور ذابح اہل ذبح ہو مثلا مرتد و مشرک نہو تو اوسکا اپنے دلمین کسیکی تعظیم کرنا جو بطور عبادت نہو تو کیونکر موجب عدم
تجرد تسمیہ للہ تعالی ہو سکتا ہے ہرگز نہین ہو سکتا ہے پس ایسے ہی خدشات کے سبب سے علامہ شامی نے فافہم فرما دیا ہے
اور اوسکے جواب کے طرف اشارہ کر دیا ہے ایسے ہی اس قول صاحب درمختار کے تحت مین وَالشَّرْطُ فِي التَّسْمِيَةِ
هُوَ الذِّكْرُ الْخَالِصُ انتہی علامہ شامی فرماتے ہین وَيَنْبَغِي اَنْ يُزَادَ فِي الشُّرُوطِ اَنْ لَا يَقْصِدَ مَعَهَا تَعْظِيمَ
مَخْلُوقٍ لِمَا سَيَاتِي اَنَّهُ لَوْ ذَبَحَ لِقُدُومِ اَمِيرٍ وَنَحْوِهِ يَحْرُمُ وَلَوْ سَمّٰى تَامَّلْ انتہی دیکہو یہان بہی علامہ
شامی نے ذبح لقدوم امیر و نحوہ سے حرمت ہو جانا ذکر کر کے اوسکے آخر مین بہی لفظ تامل کا فرما دیا اہل علم منصفین پر
واضح ہے کہ یہان بہی علامہ شامی نے اس سے حرمت ہو جانیکے مخدوش ہونیکیطرف اشارہ فرما دیا چنانچہ ابہی اوس
مخدوشیت کا کچہہ حال تہوڑا اسا راقم الحروف کی جو فہم مین آیا ذکر کیا گیا مولف جیسے ناقص العلم اور بد اعتقاد کی فہم مین
مخدوشیت اگر نہ آئی ہو یا بعد آنے کے مولف نے اوسکو پوشیدہ کیا تو اوسمین دوسرونکا کیا قصور ہے مولف کی جہالت
و تعصب کا وضوح اور ظہور ہے اہل انصاف پر پس اس بیان سے اہل انصاف پر بخوبی روشن اور ہویدا ہو گیا کہ عبارت
درمختار وغیرہ مانند لو ذبح لقدوم امیر و نحوہ جو مولف نے جہان جہان پیش کی ہین واسطے ثبوت حرمت جانور
منذور اولیاء اللہ تعالی کے اون سے ہرگز ہرگز حرمت جانور منذور اولیاء اللہ کا ثبوت نہین ہو سکتا ہے مولف اور مولف کے
ہم مشربونکا تعصب یا جہالت و سفاہت محض ہے اون سے حرمت منذور اولیاء کی ثابت کرنا اور یہہ اول بہی ہم کہہ
چکے ہین کہ منذور اولیاء اللہ واسطے تعظیم اولیاء کے کب ذبح کیا جاتا ہے بلکہ واسطے ایصال ثواب کے اوپر ارواح اولیاء اللہ
تعالی کے ذبح کیا جاتا ہے پہر وہ مذبوح لقدوم امیر مین کب داخل ہے پس مذبوح لقدوم امیر کو منذور اولیاء اللہ کے
حرمت کے واسطے دلیل بنانا مولف اور دیگر وہابیہ کا سراسر جہالت و سفاہت ہے بلکہ شقاوت و ضلالت ہے اور سوال
رسالہ عربیہ کے جواب مین جو یہہ کہا ہے کہ (یہ نذر نذر معصیت کی ہے لقولہ علیہ السلام لا وفاء للنذر فی المعصیۃ)
جس سے غرض یہہ ہے کہ نذر واسطے اولیاء اللہ کی نذر معصیت ہے وہ ایسے امر فاسد پر مبنی کیا ہے کہ نذر اولیاء کو نحو
تقرب الی اولیاء بطور عبادت مین کیا ہے اور بطلان اس انحصار کا اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ خود مولف نے فقیہہ امام ابی
لیث سے نذر لغیر اللہ کی یہہ معنی و مراد ہونا بہی نقل کیا ہے کہ نذر واسطے خدا تعالی کے ہے اور غیر اللہ کیواسطے ثواب ہے

جب نذر غیر اللہ سے مراد یہہ بہی ہوئی تو اسصورت مین اس نذر کو نذر معصیت کہنا باطل ہوا اور بنار الفاسد علی الفاسد
ہونا واضح ہوگیا اور اسمین اپنی جہالت مجیب غیر مصیب نے یہہ ظاہر کی کہ نذر اولیار کی معصیت ہونیکا تو دعوی
کیا اور اس دعوی پر دلیل حدیث لا وفار للنذر فی معصیۃ اللہ لایا چنانچہ اسطرح کہا (فہذا النذر نذر
المعصیۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ) اہل انصاف ان سفہار کی
جہالت اور حماقت پر ذرا نظر کرین کہ ان کو اسقدر بہی تمیز نہین کہ دلیل کی دعوی سے مطابقت اور عدم مطابقت
بہی سمجہہ سکین حدیث مین یہہ کہان ہے کہ نذر اولیار معصیت ہے حدیث مین تو یہہ ذکر ہے کہ جو نذر خدا تعالی کی
معصیت مین ہو اوسکو وفا اور پورا کرنا نہین ہے یہہ حدیث تو اس دعوی کی دلیل ہوسکتی ہے کہ نذر معصیت کی
وفا نہین نہ اسکی کہ نذر اولیار معصیت ہے سہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ ان حضرات مؤلف و دیگر
وہابیہ کو اسقدر تمیز ہوتی تو ایسے اسود حقہ شرعیہ کے منکر ہی کاہیکو ہوتے ایسی ہی حدیث ابی داؤد جو اسکے بعد
ذکر کی ہے اوس سے بہی یہہ ہرگز معلوم اور مفہوم نہین ہے کہ نذر اولیار کی نذر معصیت ہے اوس سے تو اسیقدر مفہوم
ہے کہ جب اوس مرد نے ایسی جگہہ اونٹ ذبح کرنیکی نذر کی نہ وہان کسی بت کی بتون زمانہ جاہلیت سے
پرستش ہوتی ہے اور نہ وہان کوئی عید اور میلہ کفار کا ہوتا ہے تو اسجگہہ مین آپنے ذبح کرنے اور نذر وفا کرنے
کی اجازت فرمادی اور حکم کیا کہ اپنی نذر کی وفا کرلے یعنی اوسی جگہہ و مکان جہان نذر کی پرستش بت اور عید کفار سے
خالی اور پاک ہے پس غایت یہہ ہے کہ اس سے یہہ بہی مفہوم ہوا کہ جب ایسی جگہہ جانور ذبح کرنیکی کوئی نذر کرے
کہ وہان پرستش بت کی ہو یا وہان کوئی میلہ اور عید کفار کی خاص ہو تو نذر کی وفا نکرے اسکو نذر اولیار سے
کیا علاقہ ہے نذر اولیا مین وفا کرنا جائے پرستش بت یا عید کفار مین کہان ہے جو اس حدیث سے اوسکی ممانعت
مفہوم ہو اور اس حدیث مین ایک تو وہی اول حدیث کا مضمون ہے کہ نذر معصیت کی وفا نہین اور
اور دوسری یہہ بہی ہے کہ جسکا آدمی مالک نہین اوسکی بہی وفا نہین ہے اسکو نذر اولیار سے کچہہ علاقہ نہین ہے
پس ان دونون حدیثونکو بے محل اس مجیب بے علم نے ذکر کیا ہے پہر ان دونون حدیثون کے ذکر کرنیکے بعد مجیب
غیر مصیب نے یہہ کہا (فکیف یجوز النذر لغیر اللہ) جس سے واضح ہے کہ یہہ نتیجہ اس مؤلف نے اپنی فہم
کے موافق ان دونون حدیثون سے خیال کیا ہے ہر منصف مزاج جانتا ہے کہ ان احادیث مین سے یہہ ذکر کہان ہے
کہ نذر لغیر اللہ کسیطرح جائز ہی نہین ہے تو یہہ نتیجہ نکالنا مجیب غیر مصیب کا صحیح ہووے بلکہ نذر لغیر اللہ کے جواز کا
حال اور کیفیت و صورت اوپر مذکور ہوئی ساتہہ اوس نقل امام فقیہہ ابی لیث کے جسکو خود مؤلف نے

اپنے دونون رسالونمین نقل کیاہے کہ مراد اوس سے یعنی نذر لغیر اللہ سے تقرب الی اللہ اور ایصال ثواب الی الاولیا ہو
تو یہہ نذر جائز اور حلال طیب ہے پس مولف اور مجیب کا یہہ کہنا کہ (فکیف یجوز النذر لغیر اللہ) جسکی
مراد یہہ ہی کہ نذر لغیر اللہ کسی طرح جائز نہین ہی سراسر جہالت وسفاہت اور ضلالت وحماقت ہی خود فقہاء نامدار
اور ائمہ ذوی الاقتدار سے نذر لغیر اللہ کے مولف ومجیب جواز کی تقدیر نقل کرتا ہی اور اوسکو یا تو سمجھتا ہی نہین ہی کہ اسیواسطے
یہان انکار کرتا ہی یا بعد سمجھنی کی اور معرفت حق کی کتمان حق مانند اہل کتاب کی کرتا ہی اور مصداق آیت یکتمون الحق وہم
یعلمون کا بنتا ہی نعوذ باللہ من ذلک پہر اونہین دونون حدیثون پر اپنی اس قول کو (ولقولہ تعالی ما اھل
لغیر اللہ بہ فانہ وان ذکر معہ اسم اللہ فقد عارض المطہر فیہ المنجس مع نجاستہ بالموت
تبصرۃ الرحمن) عطف کیا جس سے واضح ہی کہ اس مجیب نے اس آیت وعبارت تبصرۃ الرحمن کو دلیل اس امر کی قرار
دیا ہی کہ یہہ نذر یعنی منذور اولیاء اللہ کی نذر نذر معصیت کی ہی منصفین غور فرماوین جیسی اون دونون حدیثون کو
دلیل اس مدعا کی قرار دینا سفاہت اور حماقت مجیب اور مولف کی ہی ایسی ہی اس آیت اور عبارت کو بہی اس
مدعا کی دلیل بنانا جہالت ہی کیونکہ آیت مین دلالت اوپر اس مدعا کی ہونا نہ بطور عبارت ہی نہ اشارت نہ دلالت
نہ اقتضاء آیت تو اسپر دال ہی کہ جس جانور پر اہلال لغیر اللہ کیا گیا ہو وہ حرام ہی اور اہلال لغیر اللہ کی وہی معنی ہین
جو اوپر چند مرتبہ بخوبی گذر چکی ہین کہ بوقت ذبح اوسکو غیر اللہ کی نام کے ساتہہ ذبح کیا ہو خواہ تنہا غیر اللہ کا نام اوسپر
لیا ہو جیسی باسم اللات والعزی یا باسم المسیح مشرکین ونصاری نی مثلاً کہا ہو جیسا کہ بحوالہ تفاسیر یہہ مذکور ہوا ہی
یا اسم اللہ کے ساتہہ اسم غیر اللہ کا ساتہہ عطف کے لیا ہو جیسا کہ بسم اللہ ومحمد رسول اللہ ساتہہ کسرہ دال کی کہا ہووے
جیسا کہ ابہی اوپر درمختار وشامی سے منقول ہوا ہی اور اقوال سابقہ مین بہی بحوالہ ہدایہ کی گذر چکا ہی نہ وہ معنی جو
وہابیہ نی گہڑی ہین کہ فقط غیر اللہ کے نام سے قبل ذبح مشہور کرنا اور پکارنا ہی اہلال لغیر اللہ بہ ہی اور موجب ہی
حرمت جانور کا اگرچہ وقت ذبح غیر اللہ کا نام نلیا گیا ہو اور جیسا کہ ہم معشر اہل سنت وجماعت کی اور وہابیہ کی
درمیان منذور اولیاء کا حلال اور حرام ہونا متنازع فیہ ہی ایسی ہی اس آیت کی وہ معنی جو وہابیہ نے گہڑی ہین جسکا
ذکر ابہی ہمنی کیا ہی وہ بہی متنازع فیہ ہی ایک متنازع فیہ کو دوسرے متنازع فیہ کیواسطی دلیل ٹہرانا بہی تو سفاہت
وجہالت سے خالی نہین ہے پس آیت سے نہ تو حرمت منذور اولیاء کا ثبوت ہی اور نہ اس امر کا ثبوت ہی کہ منذور
اولیاء اللہ نذر معصیت ہی اسیطرح عبارت تبصرۃ الرحمن سے بہی کوئی مدعا مولف ومجیب کا حاصل نہین ہے
کیونکہ عبارت مذکورہ مین نہ تو تصریح اسکی ہی کہ نذر اولیاء نذر معصیت ہی اور نہ تصریح اسکی ہی کہ وقت ذبح اسم غیر اللہ

نلیا جاوی فقط اسم اللہ کا ہی لیا جاوی تب بہی بسبب اسکی منذور اولیاء اللہ کا حرام ہوجاتا ہی کہ قبل ذبح کی اولیاء اللہ کی واسطی وہ جانور
مشہور ہوگیا ہی بلکہ عبارت مذکورہ سی تو فقط اسی قدر ثابت ہی کہ اہلال لغیر اللہ کی معیت مین اسم اللہ بہی اگر لیا جاوی تو جو نجاست
سبب اہلال لغیر اللہ کی آئی ہے اوسکو اسم اللہ رفع نہین کرتا ہو اسمین کچہہ تفسیر اہلال لغیر اللہ کی صاحب تبصرۃ الرحمن نی ایسی نہین کردی
جو موافق قول وہابیہ کی ہووی پس یہان بہی وہی معنی اہلال کی ہوسکتی ہین جو معتبر اہل سنت وجماعت کی نزدیک معتبر ہین
کہ وقت ذبح کی نام غیر اللہ کا لینا مراد ہے خواہ بالاستقلال خواہ بالاشتراک اور مطلب عبارت تبصرۃ الرحمن کا یہی ہونا جائز ہے
کہ اسم اللہ کی ساتہہ بطور عطف کی اسم غیر اللہ کا وقت ذبح کی لیوے اور دونو اسم اللہ اور اسم غیر کی ساتہہ ذبح کری تو حلال نہوگا
اور اسم غیر اللہ وقت ذبح لینی کے ساتہہ اسم اللہ کو بہی اوسکی معیت مین اوسوقت ذکر کری تو یہہ اسم اللہ اسکی معیت اور مقارنت مین
ذکر کرنا رافع پلیدی اوس ذبیحہ کو نہین ہی اور ایسی ہی اسکی بعد مولف نی تبصرۃ الرحمن تحت آیت سورۂ انعام سی جو یہہ عبارت
نقل کی ہی (اھل بہ ای صُوِّت فیہ باسم لتعظیم غیر اللہ ای بسبب ذبحہ لہ فانہ وان قرن بہ اسم اللہ
لا یؤثر معہ فی التطہیر) اسکا مطلب بہی وہی ہوسکتا ہے کہ کسی غیر اللہ کا نام بوقت ذبح لیا جاوی اور اوس غیر اللہ کے
نام کو وقت ذبح کی لیکر واسطی تعظیم اوس غیر اللہ کی اوس جانور کو ذبح کری اور اوسکی تعظیم وقت ذبح اسطرحسی کری کہ جیسی اسم اللہ کو
وظیفہ ذبح کا قرار دیتا ہی ویسا ہی اوس غیر اللہ کو وظیفہ ذبح کا قرار دی اور بطور عطف کی اسم اللہ کی ساتہہ اوسکو وقت ذبح ذکر کری
اور دونونکی ساتہہ اوس جانور کو ذبح کرے تو اوس غیر اللہ کی معیت اور مقارنت مین جو اسم اللہ کو اوسنی ذکر کیا ہے وہ پاک
وحلال کرنی جانور مین موثر نہوگا جیسا کہ فقط وقت ذبح غیر اللہ کا ہی نام لیکر ذبح کرنا اور وہ جانور حرام اور پلید ہوتا ایسا ہی
غیر اللہ کی نام کی ساتہہ بوقت ذبح شرکت اسم اللہ کی ہوجاوی تب بہی وہ جانور ویسا ہی حرام اور پلید ہوگا پس تبصرۃ الرحمن
سے تو ہمارا ہی مدعا حاصل ہی نہ مولف ومجیب کا مولف ومجیب نے اس عبارت تفسیر تبصرۃ الرحمن مین لفظ صُوِّت فیہ
باسم دیکہکر اپنی حماقت سی یہہ خیال کرلیا ہی کہ اس سی وہی مراد ہی جو وہابیہ بکمد با کرتی ہین یا جو شاہ عبد العزیز صاحب سی
واقع ہوگیا ہے کہ قبل ذبح آواز کرنا اور مشہور کرنا مراد وہی آیت ما اہل بہ لغیر اللہ سی نہ وقت ذبح کی اس خیال خام سے
اپنی حجت بنالی اسقدر خبر نہین کہ یہہ عبارت تفسیر تبصرۃ الرحمن کی مولف کی خصم کی حجت ہونا ہی جائز ہی اور اتنا
شعور اور تمیز نہین کہ باوجود جواز اور احتمال مدعی مخالف کی بغیر اقامت برہان قاطع رفع احتمال مذکور کی یہہ عبارت حجت
نہین ہوسکتی ہی اسیطرح حدیث نبوی لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کا حجت بنانا واسطی اثبات حرمت منذور اولیاء اللہ کی
سفاہت ہی مولف اور مجیب کی کیونکہ حدیث مذکور کی مراد یہی ہوسکتی ہے کہ جو غیر اللہ کیواسطے بطور عبادت کے
اوس غیر اللہ کو ذبح کرے یا اوس غیر اللہ کا نام بجای بسم اللہ بالاستقلال وبالخصوص یا بالاشتراک یعنی ساتہہ اسم اللہ کے

بطور تلطف کے وقت ذبح کرلے پس یہہ حدیث اس مدعی مذکور اور مراد مذبور کے ہرگز مانع نہین ہی اور مدعی مؤلف
ومجیب پر اوسکی دلالت کسیطرح ہونا مسلم نہین ہے پس اس سے بہی اپنے مدعا رفاسد کا زعم کرنا جہالت وسفاہت ہوئی
مولف اور مجیب کی الیسری ہی مؤلف ومجیب نے جو یہہ کہا ہی کہ (وفی تفسیر الغرائب نیشافوری قال اجمع العلماء
لو ان مسلما ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الی غیر الله صار مرتدا و ذبیحته ذبیحة مرتد) اس سے
بہی مدعی مولف ومجیب کو کچہہ علاقہ نہین کیونکہ اس سے تو فقط اسیقدر مفہوم ہی کہ صاحب تفسیر نیشاپوری کا قول ہی کہ اجماع
کیا ہی علماء نے کہ کوئی مسلمان بالغرض کوئی ذبیحہ ذبح بقصد تقرب الی غیر اللہ کرے تو وہ مرتد ہوجاتا ہی اور اوسکا ذبیحہ مرتد کا
ذبیحہ ہوتا ہی اوپر شامی سے گذر چکا ہے جس تقرب الی غیر اللہ سے کافر اور مرتد ہوجاتا ہی تو وہ تقرب وہ ہے جو بطور عبادت کے
غیر اللہ کیطرف ہو پس اس عبارت نیشاپوری سے تو اسیقدر ثابت ہوا کہ تقرب بطور عبادت الی غیر اللہ کرنیسے کافر اور
مرتد ہی ذبیحہ بہی اوسکا ذبیحہ مرتد کا ہی یعنے چونکہ ذبیحہ مرتد کا حرام اور میتہ ہوتا ہے اوسکے ارتداد کے باعث سے تو اس مرتد کا ذبیحہ بہی
ایسا ہی حرام اور میتہ ہی بسبب ارتداد کے اور منذور اولیاء کا فاعل تقرب بطور عبادت الی اولیاء کہان کرتا ہی چنانچہ علامہ
شامی اور امام فضلی اور امام اسمٰعیل زاہد رحمہم سے اوپر گذر چکا ہے کہ مسلمان کے حال سے تقرب بطور عبادت الی غیر اللہ کرنا
بعید ہی اور ہم ایسی بدگمانی مسلمان کے حق مین نہین کرتے ہین پس قول نیشاپوری سے بہی ہرگز کچہہ مطلب مولف ومجیب کا
ثابت نہین ہوتا ہے پس اس قول نیشاپوری کو پیش کرنا بہی سراسر نادانی وضلالت ہی اسکے بعد وہی عبارت فتاویٰ فقیہ
ابی اللیث رح کی ذکر کی جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے پہر منصفین اوسکو ملاحظہ فرمالین ہم پہر نقل کرتے ہین یہہ ہی (وفی
فَتَاوِیٰ اَبِی اللَّیْثِ اَوْضَحُ مِنْہُ قَالَ النَّاذِرُ لِغَیْرِ اللّٰہِ اِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبَ اِلَی غَیْرِ اللّٰہِ وَظَنَّ اَنَّہٗ
یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّہَا دُوْنَ اللّٰہِ فَنَذْرُہٗ بَاطِلٌ وَارْتِدَادُہٗ ثَابِتٌ وَاِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبَ
اِلَی اللّٰہِ وَاِیْصَالَ الثَّوَابِ اِلَی الْاَوْلِیَاءِ وَیَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَیَجْعَلُ الْاَوْلِیَاءَ
وَسَائِلَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ فِی حُصُوْلِ مَقَاصِدِہٖ فَلَا حَرَجَ فِیْہِ وَذَبِیْحَتُہٗ حَلَالٌ طَیِّبٌ) اس عبارت مین
تصریح ہی کہ ناذر لغیر اللہ اپنی نذر مین اگر تقرب الی غیر اللہ کا قصد اور نیت کرے اور یہہ گمان کرے کہ یہہ غیر اللہ ہی کل کامون مین
تصرف کرتا ہی اور خدا تعالیٰ تصرف نہین کرتا ہی جب اوس ناذر لغیر اللہ کی نذر باطل ہوگی اور اوسکا مرتد ہونا ثابت ہوگا پہر ہر
منصف مزاج جانتا ہی کہ کیسا ہی جاہل مسلمان ہو اوسکی نسبت بہی یہہ یقین بلکہ گمان غالب بہی نہین ہوتا ہی کہ وہ
اولیاء کو ہی متصرف جانتا ہے نہ خدا تعالیٰ کو اور اگر ناذر لغیر اللہ اپنی نذر مین یہہ نیت کرے کہ تقرب تو اللہ کی ہی طرف ہے
فقط ایصال ثواب اولیاء کو ہے اور یہہ جانے کہ بغیر اذن اور ارادہ خدا تعالیٰ کے کوئی ذرہ حرکت نہین کرسکتا ہے

اور اولیار اپنے اور خدا تعالی کے درمیان اپنے مقاصد کا وسیلہ ٹھہراوے تو اس نذر نذر لغیر اللہ مین کچھ حرج کسی قسم کا نہین ہے اور اوسکا ذبیحہ حلال ہے نذر اولیار اللہ جو اہل اسلام کرتے ہین تو ایسی ہی ہوتی ہے پس فقیہہ ابی لیث کے قول سے نذر لغیر اللہ جو اولیار کیواسطے مسلمان کرتے ہین اوسکا حلال طیب ہونا واضح ہے اس کو مغزی کو ذرا اہل انصاف غور فرماوین کہ قول فقیہہ ابی اللیث سے تو بالتصریح مدعی و مطلب اہل سنت و جماعت بہت اچھی طرح ثابت ہے اور یہہ مجیب اور مولف اسکو اپنی کور مغزی سے بالکل نہین سمجھتا ہے ان سے عدم جواز و حرمت نذر اولیار اللہ کی ثابت ہونا زعم کرتا ہے اس سفاہت کا کیا ٹھکانا ہے یہہ عبارت فقیہہ ابی لیث کے فتاوی کی نقل کر کے مولف و مجیب صاحب فرماتے ہین (فماذا بعد الحق الا الضلال وهو الصواب وعليه عمل المشائخ من اهل السنة والجماعة ومن شذ منهم شذ في النار) یہہ ہی ہم اہل سنت و جماعت کو جو نذر اولیار اللہ کو جس معنی کر کے مسلمان کرتے ہین کہ وہ موافق قول فقیہہ ابی لیث کے حلال طیب ہے جائز کہنے مین نافع ہے اور ہمارے طرفسے مولف اور مجیب وارد ہے کیونکہ جب نذر اولیار جو مسلمان کرتے ہین بقول فقیہہ ابی لیث حلال و طیب و حق ہوئی تو مولف اور مجیب اور وہابیہ کا اسکو غیر حق اور حرام و نجس کہنا سوائے ضلال کے نہین ہے اور یہی نذر اولیار اللہ جائز ہونا اور حلال طیب ہونا صواب ہے اور ایسی نذر اولیار اللہ کے جواز اور حلال ہونے عمل مشائخ اہل سنت و جماعت کا ہے جو اس سے جدا ہوا اور اوسکو حرام و نجس جسنے جانا جیسا کہ مولف و مجیب تو جدا ہو کر آگ دوزخ مین ڈالا جاویگا اسکے بعد وہی مولف رسالہ ہذا اور مجیب ہذا السوال نے وہی عبارت درمختار (ذبح لقدوم الامير ونحوه الخ) ذکر کی جس سے حرمت نذر اولیار اللہ ہرگز ثابت نہونا ہمنے اوپر بخوبی ذکر کر دیا ہے اور یہہ بھی بخوبی بیان کر دیا ہے کہ محققین کے نزدیک مذبوح لقدوم امیر بھی حرام نہین ہے چنانچہ بالتفصیل اوپر گذر چکا ہے حاجت اعادہ کی نہین ہے اور یہہ بھی اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ منذور اولیار اللہ تعالی کو مذبوح لقدوم امیر و نحوہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اگر بالفرض عند المحققین اوسکی حرمت ثابت ہو جاتی تب بھی منذور اولیار اللہ تعالی کی حرمت جسکا حلال طیب ہونا بقول فقیہہ ابی لیث ثابت ہے کما مر انفا ہرگز ثابت نہین ہو سکتی ہے اور نہ ثابت ہے پس جب مذبوح لقدوم امیر و نحوہ کی حرمت عند المحققین مانند امام فضلی و امام اسمعیل و نحوہما کے نزدیک ثابت نہین تو جو چیز اوسپر مولف و مجیب غیر مصیب نے بغیر وصف جامع قیاس کی ہے اوسکی حرمت نزدیک محققین کے کیونکر ثابت ہو سکتی ہے ہرگز نہین ہو سکتی اسکے بعد جو رسالہ عربیہ مذکور مین نے فتاوی قاضیخان وغیرہ کا حوالہ دیا ہے تو اون کتابون مین جو کلام ہے تو مذبوح لقدوم امیر و نحوہ کے بارہ مین ہے وہی تقریر ہماری جو درمختار کی عبارت مین ہمنے کی ہے ان کتابونکی عبارات مین بھی جاری ہے پس اوس مسئلہ کی ان کتابون مین

مذکور ہونیسی یہہ لازم نہین آتا ہی کہ اوسپر قیاس کرنا نذرِ اولیار کو بہی جائز ہے اور نذر اولیار اللہ کو جسکی حلت و طیبت
قول فقیہہ ابی لیث سی بہی ثابت ہی وہ مسئلہ مذبوح لقدوم امیر و نحوہ کر ان کتابونمین مذکور ہونیکی سببسے حرام اور نجس ہے
اور مسئلہ حرمتِ مذبوح لقدوم امیر جو فی نفسہا عند المحققین غیر مقبول اور مخدوش بخدشات متعددہ ہی چنانچہ
اوپر معلوم ہو چکا ہے وہ ان کتب مین مذکور ہونیسی مقبول عند المحققین اور پاک صاف خدشات سی اور قابلِ اعتماد نہین ہوا
جاتا ہے دیکہو حدیث رفعیدین کی بہت سی کتب معتبرہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہا مین موجود ہونیکی سبب سی یہہ لازم
نہین آتا ہی کہ اوس حدیث کا جو مرجوح یا منسوخ ہونا نزدیک ہمارے علمار محققین حنفیہ کی ثابت ہی وہ ان کتابون
معتبرہ مین مذکور ہونے اور محدثین اور شافعیہ کی اوسکو مقبول و معمول بہ جاننے سے ہماری علمار محققین کی نزدیک بہی وہ
حدیث رفعیدین کی مقبول و معمول بہ نہین ہوئی جاتی ہے ایسا ہی یہہ مسئلہ مذبوح لقدوم امیر بہی جاننا چاہیے
کہ ان کتابونمین مذکور ہونیسی نزدیک محققین حنفیہ کی یہہ مقبول نہین ہوا جاتا ہے اور خدشات مذکورہ سی بغیر اقامت
ادلہ قاطعہ کی اونکی رفع پر پاک صاف نہین ہوا جاتا ہے اور اوسپر قیاس منذور اولیار کو کرنا صحیح نہین ہوا جاتا ہی
اور اسمین تعظیم لامیر بالغرض والتقدیر پائی جانیسی منذور اولیار کا ذبح کرنا بہی واسطے تعظیم اولیار اللہ کی علی وجہ
العبادۃ لازم نہین آتا ہے پس ان کتب کا حوالہ بہی اس غرض سی دینا کہ منذور اولیار اللہ کی حرمت ثابت ہو جاوے
جہالت اور سفاہت ہی خدا تعالی ایسی شقاوت اور ضلالت سی مسلمانونکو بچاوی جو خواہ مخواہ حلال کو حرام بناوین جیسا
کہ مولف و مجیب اور وہابیہ بناتی ہین اور اعتقاد عوام کا بگاڑتی ہین اور اونکو گمراہ کرتی ہین اور مجیب غیر مصیب نے جو صاحب تفسیر
احمدی کی منہیہ کی نسبت یہہ کہا ہے (فقیہ رجوع الی الحق) جس سی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مجیب جاہل کے
خیال مین یہہ ہی کہ تفسیر احمدی مین جو بقرہ منذور اولیار کو حلال طیب لکہا ہی وہ حق نہین ہی اور منہیہ مین اوس سے
رجوع کی ہی یہہ سراسر جہالت ہے منہیہ مین اوس سی رجوع ہرگز نہین کی ہے بلکہ منہیہ مین اوس اعتراض کا دفع ہی
جو بادی الرای مین تفسیر احمدی کی عبارت پر واقع ہوتا تہا چنانچہ ہماری اقوال سابقہ سی اسی بحث مین گذر چکا ہے
یہانتک مولف کی اوس رسالہ کا جس پر مولف کو بڑا فخر تہا قلع قمع بخوبی ہو گیا اور تمام دہوکہو اور فریب اور مکر اور دغا
بازیون اور جہالات کا انکشاف ہو گیا اور خدا تعالی نے اظہار حق اور ابطال باطل کرا دیا فالحمد للہ علی ذلک عجب نہین
کہ مولف یا کوئی دوسرا ہم مشرب مولف کا وہابیہ مین سے عوام کالانعام کو یہہ دہوکہ دیوی کہ دیکہو نذر غیر اللہ کو کتب
معتبرہ مین حرام اور باطل بالاجماع لکہا ہی چنانچہ در مختار مین قبیل باب الاعتکاف کے ہے وَاعْلَمْ اَنَّ النَّذْرَ الَّذِیْ
یَقَعُ لِلْاَمْوَاتِ مِنْ اَکْثَرِ الْعَوَامِ وَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَنَحْوِهَا اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ

الكرام تقربا اليهم فهو بالاجماع باطل وحرام مالم يقصد واصرفها للفقراء الانام اسی عالم کبیر وغیرا مین بہی ہے
پس جانور جو نذر اولیار کی ہو وہ بہی نذر غیر اللہ کی ہے وہ بہی حرام اور باطل بالاجماع ہو تو جواب اس دہوکہ مولف کا یہہ ہے
کہ ہم اہل سنت وجماعت اسطرحکی نذر کو واسطی غیر اللہ اولیار وغیرہ کی جیسے کہ کتب معتبرہ مین حرام اور باطل بالاجماع لکہی ہے
جائز ہرگز نہین کہتی ہین بلکہ ہم بہی ایسی نذر کو حرام اور باطل بالاجماع کہتی ہین لکن وہ نذر جو بالاجماع حرام اور باطل کتب
معتبرہ مین لکہی ہو وہ ہے جو بطور تقرب کی طرف غیر اللہ کی جاوے چنانچہ اسی عبارت درمختار مین جس نذر کو
حرام اور باطل بالاجماع لکہاہے اوسمین یہہ قید تقرب کی طرف اولیاء اللہ کی لگائی ہو چنانچہ اوپر جو عبارت گذری
اوسمین یہہ قید باین الفاظ (تقربا الیہم) لگائی ہوئی موجود ہے اگر بغیر اس قید کی بہی نذر اولیار حرام اور باطل ہوتی
تو اس قید کی لگانیکی ضرورت نہو تی پس واضح ہو کہ نذر اولیار کا حرام اور باطل ہونا بالاجماع فقط اوسی وقت ہی
جب نذر بطور تقرب الی الاولیار کی جاوے ورنہ نہین ہی اور اس تقرب سی تقرب عبادت کی طور پر ہونا مراد ہے
جسکے سبب سے نذر عبادت ہو جاوے اور وہ نذر مراد ہی کہ جو اس گمان پر کی جاوی کہ مثلاً اولیار اللہ جنکی نذر کی ہی
وہی امور مین تصرف کرتی ہین نہ خدا تعالی جب اوس نذر حرام اور باطل بالاجماع سے وہ نذر مراد ہوئی جو ان
قیود کی ساتھ ہی اور یہہ قیود علت وسبب وجہ اوسکی حرمت وبطلان بالاجماع کی ہین تو علامہ شامی نے
ایسی نذر کی حرمت وبطلان بالاجماع مین یہی قیود ذکر کی ہین اگر وہ نذر بہی حرام اور باطل ہوتی جس مین
قیود نہون تو علامہ شامی کا ان قیود کو علت وسبب وجہ حرمت وبطلان بالاجماع ٹھہرانا کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے یہہ جبہی صحیح ہو سکتا ہی کہ جب یہہ قیود اوس نذر مین جو حرام وباطل بالاجماع ہی موجود ہون
عبارت علامہ شامی کی یہہ ہی قولہ باطل وحرام) لوجوہ منها انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق
لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق ومنها ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنها
انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقاد ذلک کفر اللهم الا ان قال
یا اللہ انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم
الفقراء الذین بباب السیدۃ نفیسۃ او الامام الشافعی او الامام اللیث او اشتری
حصیرا لمساجدهم او زیتا لوقودها او دراهم لمن یقوم بشعائرها الی غیر ذلک مما یکون
فیہ نفع للفقراء والنذر للہ عز وجل وذکر الشیخ انما هو محل لصرف النذر لمستحقیہ
القاطنین برباطہ او مسجدہ فیجوز بهذا الاعتبار انتہی بقدر الحاجۃ پس جو بی منع ولائح ہی

کہ جس نذر کو علماء معتبرین نے کتب معتبرہ مین سے حرام اور باطل بالاجماع فرمایا ہی تو وہ وہی نذر ہے جسمین تقرب طرف غیر اللہ اور مخلوق کے بطور عبادت کی پایا جاوی اور مخلوق اور غیر اللہ کو ہی متصرف جاننا جاوے اور خدا تعالی کو متصرف نہ جاننا اوسمین پایا جاوے پس یہہ نذر اور چیز ہی اور جسکو ہم اہل سنت وجماعت جائز کہتی ہین وہ وہ نذر ہے جو تقرب الی المخلوق علی وجہ العبادۃ سے پاک وصاف ہی اور مخلوق کو متصرف حقیقی جاننے اور خدا تعالی کو متصرف امور مین سنجاننے سے خالی ہی بلکہ یہہ نذر نذر اللہ کی ہے اور ایصال ثواب اولیاء اوس سی مراد ہے بنا بر فقط محاورہ عرف کی اسکو نذر اولیاء کہا جاتا ہے اور ادنی مناسبت سی اوس نذر کی نسبت اور اضافت اولیاء کیطرف کی جاتی ہے اور وہ مناسبت یہہ ہی کہ اوسمین ایصال ثواب اولیاء اللہ کو ہی ورنہ فی الحقیقۃ وہ نذر اللہ کی ہی نہ اولیاء کی مولف اور دیگر وہابیہ نکتہ عرفیہ سے ناواقف ہین نذر اولیاء اللہ مین نذر کی لفظ کو مضاف طرف اولیاء کی دیکھکر مانند حمار وحشی گھبرائی اور گانے لگے کہ یہہ نذر مخلوق کی ہی اور نذر عبادت ہوتی ہی تو مجوزین نے عبادت مخلوق کو جائز کردی ہے اور اپنی اس جہالت پر نزاع لفظی کرنیلگے اور نذر اولیاء جو باین معنی ہی جو مذکور ہوئی اوسکو حرام بلکہ کفر وشرک اپنی جہالت سی بکنے لگے اور مسلمانون پر اپنی حماقت سی حکم کفر اور ارتداد جاری کرنے لگے اور خود مستحق کفر اور ارتداد کی حکم کے ہو گئی اور علی الاطلاق نذر اولیاء کو منع کرنے لگے بلا بیان تفصیل کی یہہ تمام ان حمقاء کی جہالت کا ثمرہ ہی اگر جہال وعوام کی بداعتقادی کا خوف کسی خیر خواہ اسلام کو دامنگیر ہو اور ایسا وہم وشک ہو کہ بعض عوام وجہال کہین اولیاء اللہ کو متصرف حقیقی جانکر بطور عبادت تقرب الی الاولیاء نذر اولیاء سے کہین مراد نہ لینی لگین تو اوسکی یہہ سبیل اور راہ ہے کہ جب کبھی نذر اولیاء اللہ کا ذکر ایسی لوگ کرین تو خیر خواہ اسلام کو چاہئی کہ دونون صورتین نذر کی کہ ایک جائز باین صورت دوسری ناجائز بآن حالت ہی جنکا ذکر اوپر ہوا بیان کر دیا کرے تاکہ وہ عوام اور جہال قباحت وشناعت مین پڑنی سے بے خوف ہون جیسی حضرت سیدنا عمر رضی اللہ نے حجر اسود کا بوسہ لینے کے حق مین لوگونکی سامنے فرمایا کہ مین اسواسطے بوسہ لیتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے لیا ہی ورنہ یہہ ایک پتھر ہے کچھہ نفع ونقصان نہین پہنچا سکتا ہی مین آنحضرت صلعم کو بوسہ لیتی نہ دیکھتا تو نہ لیتا اور یہہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکیا کہ بالکل بوسہ حجر اسود کو اس خوف سی منع کر دین کہ لوگ معبود نہ جاننی لگین مانند بتونکے پس مولف اور وہابیہ خیر خواہ اسلام کی ہوتی تو اسیطرح کرتی کہ نذر اولیاء کرنیوالے عوام کے روبرو دو قسمین نذر اولیاء کی جائز وناجائز اونکو قسم ناجائز سے بچانے کے واسطے بیان کرتی نہ یہہ کہ علی الاطلاق نذر اولیاء اللہ کو منع کرتے پس ان لوگون کا خیر خواہ اسلام واہل حق ہونا واضح ہی بلکہ انکا بدخواہ اسلام ہونا لائح ہی کہ قسم جائز وحلال کو بھی حرام اعتقاد کراتی ہین عوام سی لاحول ولا قوۃ الا باللہ

لاحول ولا قوۃ الا باللہ اب رہی یہ بات کہ رسالہ عربیہ پر یعنی استفسار اہل سورت وجواب اہل مکہ معظمہ جسکا نام ہو اوسپر کسی شخص اہل مکہ
وغیرہ کی مہرین مین تو اسکا حال یہہ ہے کہ سوال مین سائل نے یہ چالاکی اور فریب کیا ہو کہ اسمین عفریت اور جن کو بھی ساتھ نبی و ولی کے
ذکر کیا ہو عفریت و جن کے ذکر کرنیکے قرینہ سے جس کسی مرد نیکبخت ومتقی ومفتی صالح نے اسپر مہر کی ہو تو یہ خیال کرکے کی ہو کہ کوئی
مسلمان تو بھوت پلید کی نذر کرتا ہی نہین ہو کفار جو اشکار اکفر کرتے ہین اونھین کا یہ کام ہو تو وہ تو بھوت وپلید وجن کو معبود ہی
جانکر نذر کرتے ہین ایسے ہی کوئی نبی و ولی کو بھی معبود جانکر کرے تو اوسکی ہی حال سے سوال ہو نہ اوسکے حال سے کہ نذر ولی دینے
سے نذر اللہ تعالے اور ایصال ثواب ولی و نبی کی روح پر مراد لی اور جواب کو بھی انھون نے ایسے ہی شخص کے حق مین خیال کیا ہو جو
بھوت وپلید و نبی و ولی کی نذر اونکو معبود جانکر کرے اس خیال سے انھون نے مہر کردی ہو یعنے انھون نے یہہ دھوکہ کھاکر مہر کی ہو کہ
سائل ومجیب دونون اس شخص کے حال سے بحث کرتے مین جو نذر بطور عبادت کے تقرب طرف غیر اللہ تعالے کے کرتا ہو اور فریبیون
مانند مولف نے علی الاطلاق اوسکو قرار دیکر عوام وجہال مین مشہور کر دیا ہو کہ مطلقاً نذر اولیا ر اللہ تعالے حرام ہو اور کرنیوالا مرتد
ہی یہہ فریب ودغابازی کرنا مولف جیسے کا معلوم ہوتا ہو پھر اوسپر مولف صاحب بڑی چڑہکر بولتے مین کہ (اب اشتہار مولوی
تو بہ اور حکیم حسن خان اور رامپور والونکا بلا تردد ساقط الاعتبار بل بے اعتبار ہو) چوری اور سرزوری اسی کو کہتے مین ذرا سا بھی
جس کسی کو شعور ہو تو وہ جانتا ہو کہ جو کچھ عبارات اس رسالہ اور دوسرے دونون رسالونمین مولف نے ذکر کی ہین کسی سے بھی مدعی مولف
کا کہ علی الاطلاق نذر غیر اللہ کا حرام ہوتا ہو اور فاعل کا مرتد ہوتا ہی ہرگز حاصل نہین ہو پھر اشتہار مولوی تو با اور حکیم حسن خان
اور رامپور والونکا کیونکر ساقط الاعتبار ہو سکتا ہو مولف اپنی شرمندگی مٹانے کو اور وہابیہ جہال کو خوش کرنیکو فقط اپنے منہ
میان مٹھو بنکر اشتہار کو ساقط الاعتبار کہتا ہو وہ تو اشتہار ویسے ہی اپنی جائے پر برقرار وزینت بخش ہو اور کیونکر وہ اشتہار اپنی
جائے پر برقرار نہو اسواسطے کہ اوسمین اثبات ایسے جانور کی حلت کا ذکر ہو کہ جسکے فاعل نے نہ تو وقت ذبح کے غیر اللہ کا نام لی
اور نہ ایسی طرح سے لیا ہو کہ جو موجب حرمت ہو اور نہ اوس جانور کے ذبح مین تقرب بطور عبادت الی غیر اللہ اوسنے کیا ہو اور ایسے جانور
کی حرمت کسی دلیل شرعی سے ہرگز ثابت نہین ہو اور نہ اون تفاسیر واحادیث واقوال علما سے اوسکا حرام ہونا ثابت ہو جو اس
مولف نے اپنے تینون رسائل مین ذکر کئے مین اور اون مواہیر مذکورہ کے بارہ مین ہمارے طرف سے گفتگو دوسری وجہ سے یہہ ہو کہ خود
یہہ مولف اپنے رسالہ قدوۃ الخرافات جو اسکے زعم فاسد مین عمدۃ النکات ہو اوسکے صفحہ ۱۱ مین واسطے اعتبار مواہیر اون علماء کے
جنھون نے تحفہ رفاعیہ پر مواہیر کی ہین یہہ لکھتا ہو (وہ کون ہو علماء مشہور سے جسنے گواہی لکھی تحفۃ الرفاعیہ پر اور حال آنکہ
علماء مکہ کو مین پہچانتا ہون اور حال سورت والونکا بھی پس چاہیے ظاہر کرے نام اوس مشہور عالم کا اور اوسکے والد ماجد کے
نام کو ساتھ اور کسکا شاگرد اور کس سے اوسنے علم حاصل کیا اور کس سے پائی سند حدیث شریف کی اگرچہ اجازت کے طور پر

۳ ہرگز نہین ہو سکتا ہو

۴ اثبات عدم

ہو) اور اسی صفحہ مین یہہ بھی مؤلف نے کہا ہو (اس زمانہ مین اکثر عالم مہر کردیا کرتے ہین فتوون پر واسطے طمع دنیا کی اور واسطے
اپنی شہرت کی بعض تو ایسے بھی ہوتے ہین کہ نہین جانتے کہ اسمین حق لکھا ہی یا ناحق اور بعضے تو فتوی لکھنے والے کے بھروسے
مہر کردیا کرتے ہین اور بعضے ایک دوسری کی پیروی پر اور بعضے ملاحظے کے مارے اور بعضے خوشامدی کے رو سے اور بعضے
ساتھ بے پرواہی کے لیئے صحیح ہو یا غلط مہر کرتے وقت کچہ حق وناحق کی پرواہ نہین کرکے مہر یا صحیح کردیتے ہین چنانچہ یہہ
اس زمانہ مین دیکھا جاتا ہی) اس عبارت مولف سے ظاہر و باہر ہو کہ جسکے مقابلہ مین مواہیر کسی فتوی و رسالہ پر کرائے جاوین
تو اسکے نزدیک ان مہر کرنیوالے علماء کا مشہور ہونا اور انکے نام مع انکی والدونکے نام کے معلوم ہونا ضرور ہو کہ یہ بھی
اوسکو معلوم ہوجاوے کہ وہ کسکے شاگرد ہین اور کس سے علم حاصل کیا اور کس سے سند حدیث حاصل کی ہی یعنی مؤلف کی زعم
مین ان تمام باتونکا معلوم ہونا بنسبت اوس شخص کے ضرور ہو جسکے مقابلہ مین وہ فتوے یا رسالہ ہو اگر یہ تمام امور اوسکے نزدیک
معلوم نہون تو اون مواہیر کا اعتبار نہین ہو پس اسیطرح سے ہماری طرف سے ان مواہیر و دستخط کا جواب ہی جو مولف کے اس
رسالہ عربیہ پر ہین جب مولف اون تمام مہرون اور صحیح کرنیوالونکی یہ تمام باتین ہمارے نزدیک ثابت کریگا تو مواہیر معتبر ہرگز
نہین ہین اور بعد ثبوت ان امور کی بھی مہرون و صحیحونکا معتبر ہونا مولف کی زعم کے موافق ثابت نہین ہوا جاتا ہو کیونکہ مولف
کی آخر عبارت سے روشن ہوا ہو کہ اس زمانہ کی اکثر عالم انکے مہرون و صحیحون کا اعتبار اسواسطے نہین ہو کہ مولف خود بیان کرتا ہو کہ
بعضے طمع دنیا سے کرتے ہین اور بعضے شہرت کیواسطے اور بعضے مین لیاقت حق وناحق پہچاننے کی نہین ہوتی ہو اور بعضے
فتوی لکھنے والے کے بھروسہ پر کردیتے ہین اور بعضے ایک دوسرے کی پیروی سے کرتے ہین اور بعضے ملاحظے کے مارے اور
بعضے خوشامد کے سبب سے اور بعضے حق وناحق ہونیکی پرواہ نہین کرتے ہین صحیح یا مہر کردیتے ہین ایسے ہی مؤلف کو ہماری
طرف سے انہی مہرونکے جواب مین سمجھنا چاہیے کہ مولف کی رسالہ پر مہرین کرنیوالے بھی ایسے ہین کیونکہ وہ بھی اسی زمانہ کی عالم ہین
اور اس زمانہ کے عالمون مین جن وجوہ کے سبب سے اعتبار انکے مہرون و دستخط کا نہین ہو مولف کی نزدیک وہ موجود ہین پہر مؤلف
کی سراسر جہالت ہو کہ اوسنے ہمارے مقابلہ مین ان مواہیر کو پیش کیا اور حالانکہ اوسکے ہی قول ہو ایسے مواہیر کا غیر معتبر ہونا فی الواقع
ثابت ہوا اس سے یہہ بھی ایک بات حاصل ہوئی کہ مولف کے نزدیک جو امر واقعی نہین ہوتا ہو اوسکو بھی مؤلف اپنے خصم کی مقابلہ
مین پیش کردیتا ہو اور طرفہ یہہ ہو کہ خود لکھتا ہو کہ (علماء بمبئی کو مین پہچانتا ہون اور سورت والونکو بھی) چنانچہ مولف کا یہہ
قول رسالہ قدوۃ الخرافات کی صفحہ ۱۱۲ سطر اوپر ابھی گذرا ہو جس سے واضح ولائح ہو کہ مولف کی نزدیک بمبئی اور سورت مین کوئی
ایسا عالم نہین جسکے مہر و دستخط کا اعتبار ہو اور پھر بھی لیے اوس رسالہ عربیہ پر جو قدوۃ الخرافات کے آخر مین منضوم ہے
مہرین اور دستخط سورت والونکی بھی اس مؤلف نے کرائی ہین اور انکی مہرین اور دستخط معتبر قرار دینے کیواسطے ہر ایک کو

دی

مولینا مولوی کرکے لکھا قال مولینا مولوی محمد کاظم ۔ قال مولینا مولوی محمد بن محمد بن ہاشم و علی ہذا القیاس دوسرونکو بھی
ایسا ہی لکھا ہے اب اس مولف ہٹ دہرم سے کوئی مسلمان کہے کہ تو تو خود سورت والونکو عالم نہین جانتا ہے تو نے فریب دینے
کو مولینا مولوی کرکے اب سورت والونکو کیون لکھا ہے حسب تیرے مدعی کے خلاف پر مہرین ہوئین ان لوگون کی تو تو نے سورت والونکے
اور علماء بمبی اور دیگر علماء اس زمانہ کو غیر معتبر بنایا اور حسب تیرے مدعیٰ اور مطلب پر انھون نے مہرین و دستخط کردین تو اب تو نے
اونکو معتبر و مولینا مولوی قرار دیدیا یہ فریب و دغابازی دین مین ہوتی یا نہین پس تیرے قول و فعل و عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہے
مثل مشہور ہے ۔ بک رہا ہوں جنون مین کیا کیا کچھ ۔ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی ۔ پس مؤلف کی مہرون اور دستخط کرائے ہوئے کا مولف
کے قول سے غیر معتبر ہونا ثابت ہے اب تیسری وجہ گفتگو کی ہمارے طرف سے مواہیر کے بارہ مین یہہ ہے کہ جس رسالہ کو جواب
مفتیان مکہ معظمہ قرار دیا ہے مؤلف نے تو اسمین فریب یہہ کیا ہے کہ عوام لوگ یہہ دہوکہ کھاوین کہ اوسکے آخر مین جو مواہیر
ہین تو مکہ معظمہ کے ان علماء کے ہین جو مفتی ہین اور وہ تمام مفتی مکہ معظمہ کے ہی ہین اور حالانکہ یہہ تمام غلط و دہوکہ دہی مولف
کی ہے فقط مفتی صاحب تو اول مفتی مکہ ہے اب نہین ہین اونکی مہر کو تو خیر مفتی کی مہر کوئی تسلیم کرسکتا ہے باقی دوسری ایک احمد علی
لکھے ہین وہ مفتی نہین اور محمد نواب ولایتی ہین اور عارف خان بخاری ہین محمد اویس اور عبد الحق شریفی معلوم نہین کون ہین
اور ایک محمد محسن رفوگر بھی کوئی مجہول ہین ان تمام کو ان حضرت نے مفتیان مکہ کے ساتھ صیغہ جمع کی بیان کیا اور سب کو ملی
بنا دیا اور معلوم نہین اسمین فریب باطن کیا کیا ہے پس یہ جواب جواب مفتیان مکہ معظمہ نہونا ثابت ہوا اور خود اسی رسالہ مؤلف
کا غیر معتبر ہونا واضح ہوگیا اسی گھمنڈ پر اشتہار مولوی ترہ و حکیم حسن خان ورامپوروالون کو ساقط الاعتبار رہے اعتبار
قرار دینا بلا شبہ بنا الفاسد علی الفاسد ہے اب رہا حال عبارت تفسیر عزیزی کا جو وہابیہ کی بہت بڑی دلیل ہے تو اوسکا حال
یہہ ہے کہ اونکے ہمعصرون نے ہی اونکے بیٹے صاحب تفسیر عزیزی کی عبارت کو رد کردیا ہے اور اوسکے اجوبہ شافیہ دیے ہین او تمیز
ایک مولوی خلیل الرحمن صاحب رامپوری مرحوم بھی ہین چنانچہ اونکا رسالہ مطبوع بمبئی ۱۲۵۹ھ ہجری کا ہے کہ اب ۱۳۱۱ھ
ہجری ہین اکاون سال کا عرصہ ہوا بندہ راقم الحروف کے پاس موجود ہے اس رسالہ مین اول ثبوت متنازع فیہ کرکے پھر عبارت
تفسیر عزیزی کو جو متنازع فیہ سے متعلق ہے نقل کی اور اوسکے بعد اوسکا رد لکھا ہے وہ رسالہ فارسی مین ہے اوسکا مطلب کچھ کچھ
اردو مین راقم الحروف نقل کریگا تاکہ اردو دان کو بھی تفسیر عزیزی کے قول کا حال معلوم ہوجانے لیکن عبارت فارسی تفسیر عزیزی
کی بھی نقل کرنا اس محل مین مناسب تر ہے وہ یہہ ہے ما اہل بہ یعنی و دیگران جانور کہ آوردہ و شہرہ دادہ شدہ در حق ان
جانور کہ لغیر اللہ یعنی برائے غیر خدا است خواہ غیر رب باشد بارو حی خبیث کہ بطریق بہوک نام او بہ بند خواہ جنی مسلط بر خانہ
یا سرا کہ مردم دلون جانور از ایذا رسکنہ آنجا دست بردار نشود یا ترب کہ روانہ کردن مندہ خواہ پیرے یا پیغمبرے را با بن وضع

جانوری زنده مقرر کرده دهند که اینهمه حرام است و در حدیث صحیح وارد است که ملعون من ذبح لغیر الله یعنی
بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواه در وقت ذبح نام خدا گیرد یا نه زیرا که چون شهره داد که این جانور برای
فلانیست ذکر نام خدا وقت ذبح فائده نکرد که آن جانور منسوب بآن غیر گشت و خبثی دران پیدا گشت که زیاده از خبث مردارست زیرا که مردار
بی ذکر نام خدا جان داده است و جان این جانور را از آن غیر خدا قرار داده کشته اند و آن عین شرک است و هرگاهیکه این خبث
در وی سرایت کرد دیگر بذکر نام خدا حلال نمیشود مانند سگ و خوک اگر بنام خدا ذبح شود حلال نمیگردد و کنه این مسئله
آنست که جان را برای غیر جان آفرین نیاز کردن درست نیست و ماکولات و مشروبات و دیگر اموال را نیز اگرچه اراده تقرب
لغیر الله دادن حرام و شرک است اما ثواب چیزها را که عاید بدهنده میشود از آن غیر ساختن جائز است زیرا که انسان را رسد
که ثواب عمل خود را بغیر بخشد چنانچه میرسد که مال خود را بغیر خود بدهد و جان جانور مملوک آدمی نیست تا او را بکسی تواند بخشید و نیز
دادن مال را باین جهت مستوجب ثواب است که آدمیان ازو منتفع میشوند و چون مردها بعد از مفارقت این جهان قابل
انتفاع بعین مال نمانده اند طریق نفع بآنها عاید سازند و جان جانور اصلا قابل انتفاع آدمی نیست در زندگی پس از مردگی
نیز قابل انتفاع نباشد آری اضحیه از طرف مرده کردن در حدیث صحیح آمده است لیکن معنیش همین است که دادن جان
برای خدا و ثوابیکه دارد برای آن بخشیده شود نه آنکه ذبح برای مرده کرده آید و بعضے جهال مسلمین درین مقام کجفهمی میکنند و میگویند
که گوشت را پخته بنام مردها دادن بلاشبه جائز است و ما نیز از ذبح کردن جانور بنام آن مرده همین قدر قصد مینمائیم برای
فهمانیدن ایشان یک نکته کافی است که بایشان باید گفت هرگاهیکه شما ذبح کردن جانور بنام غیر خدا میکنید اگر عوض
آن جانور گوشت همین مقدار خریده و پخته بفقرا بخورانید در ذهن شما آن نذر ادا میشود یا نه اگر میشود راست میگوئید که
مقصود شما از ذبح غیر از گوشت خورانیدن برای ثواب آن مرده نبود و الا تقرب بذبح او کرده آید و شرک صریح لازم می آید
این لفظ اهل که در چهار جا از قرآن مجید وارد شده تامل باید کرد که ما اهل به لغیر الله فرموده اند نه ما ذبح باسم
غیر الله پس ذبح کردن بنام خدا همراه شهره دادن و آواز برآوردن بآنکه فلانی گاو برای فلانی میکنیم هیچ فائده نمیکند و گوشت
آن جانور حلال نمیگردد و ما اهل را بر ذبح حمل کردن خلاف لغت و عرف است هرگز اهلال در لغت عرب و عرف آن دیار
و بادران وقت بمعنے ذبح کردن نیامده و در هیچ شعر و هیچ عبارت بلکه اهلال در لغت عرب بمعنی بلند کردن آواز و شهره دادن
است چنانچه اهلال بالحج و اهلال طفل نو تولد و اهلال بمعنی تلبیه حج و غیر ذلک مستعمل است و اگر کسی بگوید که اهلت بدنه هرگز
بمعنے ذبحت بدنه فهمیده نخواهد شد و نیز اگر اهل را بر ذبح حمل کرده شود پس ذبح لغیر الله مراد خواهد شد ذبح باسم غیر الله از
کجا فهمیده شود تا مدعای این مردم حاصل شود پس درین عبارت اهلال را بمعنے ذبح گرفتن باز لغیر الله را بجای باسم

غیر اللہ ساختن قریب بتحریف کلام الٰہی میرسد در تفسیر نیشاپوری میگوید اجمع العلماء لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد
بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد انتہی و کافران در جاہلیت در وقت بر آمدن
از خانہ در راہ بنام بتان آواز میکردند چون بمکہ معظمہ میرسیدند طواف خانہ کعبہ مینمودند این طواف ایشان بخانہ خدا ہرگز از
ایشان مقبول نبود و لہذا حکم شد کہ فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا پس در ینجا نیز چون آواز بر آوردند و شہرہ دادند کہ این
جانور از فلانی است و بنام اوست و برای او میکشیم در وقت ذبح بنام خدا ذبح کنانیدن اصلاً موجب ترتب علیت نگشت
و سر این آنست کہ نزد عوام طریق ذبح جانور بہر گونہ کہ مقرر متعین است برای رسانیدن جان جانور برای آنکہ منظور باشد
چنانچہ الحمد و قل و درود خواندن طریق متعین است برای رسانیدن ماکولات و مشروبات بارواح خواہ بقصد رسانیدن ثواب
بآن ارواح نمایند یا بقصد تقرب و دفع شرو چاپلوسی و تملق آیے ذکر نام خدا بر آن جانور وقتے فائدہ میدہد کہ قصد تقرب
بغیر خدا از دل دور کردہ و خلاف این شہرہ و آواز دیگر دہد کہ ما ازین کار برگشتیم انتہی۔ اسقدر عبارت تفسیر عزیزی کی فاضل
رامپوری مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم نے نقل کرکے جواب اُسکے دئے ہیں فاضل رامپوری کا رسالہ بھی فارسی میں ہے
اُسکا مطلب اردو میں ہم نقل کرتے ہیں چنانچہ فاضل رامپوری بعد نقل عبارت تفسیر مذکور کے لکھتے ہیں کہ مخفی نرہے کہ
مراد ما اہل بہ لغیر اللہ سے بموجب کتب تفاسیر کے چنانچہ مفصل معلوم ہوگا وہ جانور ہے جو بنام غیر خدا ذبح کیا گیا ہو اور ما اہل
بہ لغیر اللہ کی یہہ تفسیر کرنا کہ وہ جانور ہے کہ جسپر آواز دیا جاوے اور شہرہ دیا جاوے واسطے غیر خدا کے اگرچہ وقت
ذبح کے نام خدا کا اوسپر لیویں (جیسا کہ عبارت تفسیر عزیزی سے معلوم و مفہوم ہے) یہہ تفسیر ما اہل بہ کے مخالف تفاسیر کے ہے
اور وہ جو کہا ہے (شاہ عبد العزیز نے اسی عبارت تفسیر عزیزی میں) کہ جب یہہ شہرہ دیا کہ یہہ جانور واسطے فلانے کے ہے
تو جانور وقت ذبح کے نام خدا تعالیٰ کا ذکر کرنے سے حلال نہیں ہوتا ہے جیسا کہ کتا اور سوٴر نام خدا تعالیٰ کے ساتھ
ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتا ہے (اوسکا جواب فاضل رامپوری کیطرف سے یہہ ہے) کہ ٹھہرانا جانور کا ساتھ نام غیر خدا تعالیٰ کے
اس امر میں ہرگز معتبر فی الشرع نہیں ہے کہ اس ٹھہرانیکے سبب سے وہ جانور حرام ہو جاوے بلکہ یہہ جانور غیر کا اگر کوئی فی الواقع
قرار دے تو یہہ قرار دینا تقول باطل اور افترا خدا تعالیٰ پر ہے بقولہ تعالیٰ قل آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون پس اس افترا
سے کیونکر خبث جانور میں اسطرحکا پیدا ہو جاویگا کہ وقت ذبح کے ساتھ نام خدا تعالیٰ کے مسلم صحیح الاسلام جو لیاقت اور
اہلیت ذبح کرنیکی رکھتا ہو اور ساتھ شرائط ذبح کے اور موافق قاعدہ شرع کے ساتھ ذکر خالص نام خدا تعالیٰ عز و جل کے ذبح
کرے تو حلال نہووے (بلاشبہ یہہ کہنا فاضل رامپوری کا بہت درست و بجا ہے کہ تقول باطل اور افترا سے خبث اسطرح کا جانور
میں ہرگز پیدا نہیں ہوتا ہے کہ وہ جانور حرام ہو جاوے چنانچہ راقم الحروف کو اقوال میں بھی اوپر گذر چکا ہے کہ سائبہ و بحیرہ کو

کو بھی بقول باطل وافترا اسکو کفار بتون کی طرف منسوب کرتے تھے اور بتونکے نام سے وہ مشہور ہوتے تھے باوجود اسکے سائبہ
اور بحیرہ کے حق مین خداتعالی نے فرمایا ہی یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً اگر غیر خداتعالے
کیطرف منسوب کرنیسے خبث آجاتا تو خداتعالی حلال طیب نفرماتا بلکہ اسطرح فرماتا کہ غیر خداتعالی کے نام پر مشہور کرکے
اور غیر اللہ کیطرف منسوب کرکے جانورونمین خباثت پیدا کردو اور فرماتا کہ ایسے جانور حرام ہین اونکو ہرگز مت کھاؤ اور
حالانکہ معاملہ بالعکس ہے کہ خداتعالے نے اونکے کھانیکو فرمایا اور حلال اور طیب کہا پس زعم صاحب تفسیر عزیزی ساقط و باطل
ہی اور وہ جو کہا ہی (شاہ عبدالعزیز صاحب نے) کہ جب جانور منسوب طرف غیر خدا کے ہوگیا تو اوس جانور مین مردار سے زیادہ
خبث پیدا ہوگیا اسلئے کہ مردار نے بغیر ذکر نام خداتعالی کی جان دی ہی اور اس جانور کی جان کو ملک غیر خداتعالی کی
قرار دیکر قتل کیا ہی اور یہہ عین شرک ہی انتہی اس کلام (شاہ عبدالعزیز صاحب) مین بھی نظر اور اعتراض ہی تفصیل اوس
نظر اور اعتراض کی یہہ ہی کہ اس جانور قتل کرنیسے وہ قتل کرنا جو اس قول مین مذکور ہی کہ (اس جانور کو ملک غیر خدا کی قرار
دیکر قتل کیا ہی اور یہ عین شرک ہی) کیا مراد ہی یا تو یہہ مراد ہی کہ بغیر ذکر نام خداتعالی کی اوسپر اوسکو قتل کیا ہی یا قتل کرنیسے قتل
کرنا ساتھ نام خداتعالے کے مراد ہی پس اگر مراد شق اول مراد ہی تو یہہ جانور اسصورت مین مذبوح ساتھ خداتعالی کے
نہین ہوا ہو نہ یہہ کہ نام خداتعالے نے فائدہ نہین کیا ہی اور دعوی یہی تھا کہ نام خداتعالے کا ذکر کرنا وقت ذبح کے جانور پر
فائدہ نہین کرتا ہی اور اسکے سبب سے وہ جانور حلال نہین ہوتا پس جو دعوی تھا اوسکا ثبوت دلیل سے نہوا اور اگر مراد شق ثانی
ہی یعنے قتل کرنے جانور سے مراد قول مذکور مین قتل کرنا ساتھ ذکر نام خداتعالی کے ہی تو تقریر کلام (شاہ صاحب) کی اسطرح
ہی کہ جان اس جانور کی ملک غیر خدا کی قرار دیکر ساتھ ذکر نام خداتعالے کے اس جانور کو قتل کیا ہی اور وہ عین شرک و موجب
خبث لعینہ ہی جیسا کہ کتا اور سور اور جب اس خبث نے اس جانور مین سرایت کی تو اب ساتھ ذکر نام خداتعالی کی حلال نہوگا
جیسا کہ کتا اور سور خداتعالی کے نام کے ساتھ ذبح کرنیسے حلال نہین ہوتا ہی اس تقریر کلام مین یہہ نظر اور یہ اعتراض اولاً
ہی کہ ہونا اوسکا عین شرک اور موجب خبث کا مشرک مین ہوتا ہی جو موصوف ساتھ اس شرک کی ہو قال اللہ تعالی انما المشرکون
نجس یہہ شرک موجب خبث کا ان طیبات مین نہین ہی جو خداتعالے نے اپنے بندونکے واسطے پیدا کئے ہین یہہ اعتقاد
رکھنا کہ شرک سے طیبات بھی حرام ہوجاتے ہین اتباع خطوات الشیطان کی ہی چنانچہ خداتعالی فرماتا ہی یا ایھا الناس
کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین انما یامرکم بالسوء
والفحشاء وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون (بیان اس آیت کا بالتفصیل اوپر راقم الحروف کی اقوال پر
گذر چکا ہی فتذکر) اور ثانیاً اعتراض اور نظر اوس کلام شاہ صاحب مین یہہ ہے کہ شہرت جانور کی بنام غیر خداتعالے

کو موجب خبث جانور مذکور ہونا اور ذکر نام خدا تعالی کا اوسیر وقت ذبح فائدہ نکرنا اور اس سے حلال ہونا ہی اول دعوے
شاہ صاحب کا ہی اور یہی دلیل مین ذکر کر دیا ہی اور اسی سے اوسکا ثبوت دیا ہی اور نہ حلال ہونے جانور کو ساتھ ذکر
کرنے نام خدا تعالے کے اوس جانور پر وقت ذبح کو متفرع اوسپر کیا ہی کہ خبث نے اوس جانور مین سرایت کی ہی اور یہہ خالی
مصادرہ علی المطلوب سی نہین ہی اور ثالثاً اوس کلام شاہ صاحب مین یہ اعتراض در نظر ہی کہ فائدہ دینا ذکر نام خدا تعالے
کا اور نہ فائدہ دینا جانور زندہ مین وقت ذبح مین متصور ہو سکتا ہی نہ اوس جانور مین جو کشتہ اور قتیل اور ذبح ہو چکا ہو
پس اس قول شاہ صاحب کے کہ (دیگر بذکر نام خدا حلال نمیشود) یعنے پھر ساتھ ذکر نام خدا تعالے کے حلال نہین ہوتا ہی کچھ
معنے نہین ہین یعنے بے معنے ہی اور غیر مفید اور لغو ہی بلکہ غلط ہی اگر مخالف لوگ یہہ کہین کہ مراد یہ ہی کہ جب اوس جانور کو ساتھ
نام غیر خدا تعالی کو قرار دیا تو اوسمین خبث مانند کتے اور سور کے پیدا ہو گیا پھر وقت ذبح کے خدا تعالی کا نام لیکر ذبح کرنا
فائدہ نہین کرتا ہی تو ہم جواب مین کہتے ہین کہ ساتھ نام غیر خدا کے قرار دینے سے اوس جانور مین خبث آجانا اور یہہ قرار دینے
سے اوسمین خبث ہونا اوس جانور کو حقمین ممنوع ہی ہرگز مسلم نہین ہی چنانچہ اوپر مشروحاً گذر چکا ہی علاوہ یہہ ہی کہ اگر بالفرض
والتقدیر جانور مذکور مین خبث ثابت ہو جاوے تب بھی خبث اوس جانور کا خبث مردار سے زیادہ ہونا ثابت نہین ہوتا ہی اسواسطے
کہ مردار تو بغیر ذکر نام خدا تعالے کے مر چکا ہی اور اب بعد مرنیکے قابل ذبح کو ساتھ نام خدا تعالے کے ہرگز نہین ہی اور یہ جانور
زندہ و سلامت ہی اور قابل اسکے ہی کہ ساتھ نام خدا تعالی کے ذبح کیا جاوے پس یہ جانور تو برابر بھی مردار کو اور اوسکا
مثل بھی نہین ہی چہ جائیکہ مردار سے زیادہ ہو جاوے ہان وہ جانور جسکو ذبح کیا ہووے بوقت ذبح نام غیر خدا کو ساتھ جو
مفسرین معتبرین کو نزدیک ما اہل بہ لغیر اللہ ہی اوسکا خبث مردار کے خبث سے زائد اس جہت سے ہونا ممکن ہی کہ مردار نے بغیر
ذکر نام خدا تعالی کو اور بغیر ذکر نام غیر خدا تعالی کو جان دی ہی اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ساتھ ذکر نام غیر خدا تعالے
کے کشتہ اور قتیل ہوا ہی کہ وہ یعنے ذبح بنام غیر خدا تعالی شرک ہی اور مردار خالی شرک اور توحید سے ہی اور ما اہل بہ لغیر اللہ
مقتول مشرک کا ہی اور مردار اس سے خالی ہی اور مقتول مشرک کا خبیث تر ہی مقتول غیر مشرک کو سے اگرچہ یہہ مردار بھی خبیث
ہی بسبب نہونے مقتول موحد کے لکن وہ جیسا کہ مقتول موحد کا نہین ہی ایسے ہی وہ مقتول مشرک کا بھی نہین ہی اور وہ
یعنے ما اہل بہ لغیر اللہ جب مقتول مشرک ہوا تو یہ مقتول مشرک کا ہونیکی جہت سے مردار سے خبث مین زیادہ ہوا پس مردار خبیث ہوا
اور ما اہل بہ لغیر اللہ اخبث ہوا پس ما اہل بہ لغیر اللہ کا مردار سے اخبث ہونا اسی صورت مین ہی کہ ما اہل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ساتھ ایسے
جانور کے کیجاوے جو بوقت ذبح نام غیر اللہ کا لیکر ذبح کیا جاوے جیسا کہ تمام تفاسیر مین ہی نہ وہ تفسیر جو شاہ عبد العزیز
صاحب نے اپنے نفس سے نکالی ہی مخالف تمام مفسرین کی ہی کر فافہم واضح ہو کہ اول کلام (شاہ عبد العزیز کا) متناقض ہے

آخر کلام کی کیونکہ اول کلام سے صراحۃً یہ ثابت ہی کہ ما اہل بہ لغیر اللہ حرمت مین زیادہ ہی حرمت مردار سے کہ وہ یعنے مردار حرام
لعینہ ہی اور کتے اور سور کے مانند ہی جو حرام لعینہا ہین پس جب شاہ صاحب کے اول کلام سے ما اہل بہ لغیر اللہ کا زائد ہونا حرمت
مین مردار سے اور مانند لہو کتے اور سور کے ہونا ثابت ہوا اور یہ تینون حرام لعینہا ہین تو بالضرور اول کلام سے ما اہل بہ لغیر اللہ
کا حرام لعینہ ہونا ثابت ہوا پس اس اول کلام سے ما اہل بہ لغیر اللہ کا حرام لعینہ ہونا ثابت اور آخر کلام شاہ صاحب سے واضح ہی کہ
ما اہل بہ لغیر اللہ حرام اس سبب سے ہوا کہ اوسکو مشہور کیا ہی ساتھ نام غیر خدا تعالی کی اگر اس مشہور کرنیسے ساتھ نام غیر خدا تعالی کے وہ
شخص باز آوے تو وہ جانور ساتھ ذکر کرنے نام خدا تعالی کے وقت ذبح کے حلال ہو جاویگا اس سے واضح ہی کہ ما اہل بہ لغیر اللہ
حرام لغیرہ ہی نہ حرام لذاتہ ورنہ باز آنے اوس شخص کے سے شہرہ دینے سے حرام لعینہ تو کسی طرح حلال نہین ہو سکتا ہی پس شاہ صاحب
کا اول کلام اونکے آخر کلام سے متناقض ہوا پس بطلان و سقوط اونکے کلام کا واضح ہوا اور وہ جو کہا شاہ صاحب نے کہ جان
جانور کی مملوک آدمی کی نہین ہی جو اوسکو کسی کو بخش سکے اوسکا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ آدمی جانور مذبوح کا مالک ہی ایسے ہی جانور زندہ
کا بھی مالک ہی اسی مالکیت کے سبب سے جانور زندہ کا بخشدینا بھی شریعت مین درست ہی اس سے معلوم ہوا کہ آدمی مالک جان جانور کا
بھی ہی اور یہ بات بھی اہل علم اہل عقل پر واضح ہی کہ مقتضائے ملک کا صحیح ہونا تصرف و ولایت کا ہی مملوک مین اور صحت تصرف
اور ولایت جانور زندہ مین موجود ہی چنانچہ آدمی کو جایز اور درست ہی کہ اپنے مملوک جانور کو خواہ ذبح کر ڈالے یا زندہ باقی رکھے
خواہ کسی کو بخشدے یہہ تمام دلیلین تصرف کی ہین جانور مین جو مثبت ملکیت جان جانور کی ہین اور بہی بہت سے فائدہ جانور کی جان سے
لئے جاتے ہین مانند سوار ہونے اور لادنے کے اور مانند شکار کرنے اور مچھلی کرانے ساتھ کتے کے اور سوائے اسکے اور فائدہ ہین کہ یہ تمام جان
جانور کے ساتھ متصور ہین نہ فقط تن اور گوشت کے ساتھ بلکہ تن و جسم جانور کا بہت فائدہ و منفعت فقط آلہ تصرف کا ہوتا ہی اور اگر
جان جانور سے فائدہ اور نفع ملیا جاتا تو ہرگز جانور زندہ اور مردہ کی قیمت مین فرق نہوتا اور بہت وقت ایسا ہوتا ہی کہ
جانور مردہ کی ہرگز کچھ قیمت نہین ہوتی ہی اور مردار ہوتا ہی اور اس سے نفع لینا بعد مرنیکے حرام ہوتا ہی چنانچہ کتے اور باز سے بعد مرنے اونکے
کے نفع اور فائدہ لینا حرام ہی اور زندگانی مین درست ہی پس معلوم ہوا کہ جان جانور کی مملوک ہی اور تن اوسکا اونکے جانسے نفع لینے
کا آلہ ہی اور کبھی تن بھی مملوک ہوتا ہی مانند اوس جانور کے جسکا گوشت کھانا حلال ہی اور کبھی نہین جیسا کہ وہ جانور جسکا گوشت کھانا
حرام ہی اور مراد ملک رقبہ جانور سے مالک ہونا جان جانور کا ہی اور ولایت تصرف کرنے کی جان جانور مین ہی بواسطہ تن کے خواہ تن
صرف مملوک نہو یا ہو دیکھو انسان شریعت مین سبب کفر کے مملوک اور مرقوق ہو جاتا ہی اور انسان عبارت ہی حیوان ناطق سے اور
حیوان ناطق عبارت ہی نفس ناطقہ سے اور واجب ہونا خدمت مولے کا غلام پر فقط اوسکے بدن کو بغیر واجب ہونیکے اوسکی جان کے
ہرگز متصور نہین ہی اسواسطے جان ہی مخاطب ہی اور سمجھنے والے خطاب کے ہی نہ تن و بدن پس غلام کے جان پر خدمت مولی

کی واجب ہو نہ بدن پر بدن فقط آلہ خدمتگاری جان غلام کا واسطے مولی کے ہو پس مملوک جان غلام کی ہو اور جان جانور کی اور امام
ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہو کہ کنیز یعنے لونڈی باندی کے دودھ کی بیع کرنا جایز نہین ہو فان الرق قد حل نفسہا فاما اللبن فلا رق فیہ لانہ
یختص بمحل القوۃ التی ھی ضدہ وھو الحی ولا حیوۃ فی اللبن کذا فی الھدایہ یعنے مملوکیت اور لونڈی ہونا لونڈی کی نفس جان
مین نازل و ثابت ہوا ہو لیکن دودھ لونڈی کا پس اوس دودھ مین مملوکیت موجود نہین ہو اسواسطے کہ مملوک ہونا خاص ہوتا ہو ایسے محل مین جہان
ضد مملوکیت کی موجود ہوتی ہو کہ وہ حر ہونا ہو اور وہ محل جہان رق و حریت موجود ہوتی ہو حیات ہو اور دودھ مین حیات موجود نہین ہو پس
حیات نہونے کے سبب کہ جو محل رق و مملوکیت کا ہو دودھ مین مملوکیت ثابت و حاصل نہین ہو اس سے واضح ہو کہ حاصل ہونا رق اور مملوکیت
کا نفس انسانی مین ہو نہ بدن انسان مین اسیواسطے لونڈی کی دودھ کی بیع درست نہین ہو اور در المختار کی اس مسئلہ کی تحت مین و شعر
الانسان لکرامۃ الآدمی ولو کافرا ذکرہ المصنف وغیرہ فی بحث شعر الخنزیر انتہی علامہ شامی فرماتے مین بل المراد تکریم صورتہ
وخلقتہ ولذا لم یجز کسر عظام میت کافر ولیس ذلک محل الاسترقاق والبیع والشراء بل محلہ النفس الحیوانیۃ
فلذا لا یملک بیع ابن امتہ فی ظاہر الروایۃ کما سیاتی فلیتامل انتہی اس عبارت علامہ شامی سے صراحۃً ثابت ہو کہ محل مملوکیت یعنے
استرقاق و بیع و شرا کا نفس حیوانیہ ہو پس بخوبی ثابت ہو کہ جان مملوک انسان کی ہو پس یہ قول شاہ صاحب کا کہ جان جانور کی مملوک آدمی کی نہین
ہو سراسر غلط و مخالف کتب ہماری فقہاء عظام کی ہو پس جبکہ ثابت ہوا مملوک ہونا جان جانور کا ساتھ روایات اور براہین کی تو جایز ہوا کہ آدمی
جانور کو زندہ کسی کو بخشدے یا واسطے خدا تعالی کی فقراء کو دیوے یا نذر اولیاء اللہ کی باین معنے کرے کہ نذر واسطے خدا تعالی اور ثواب واسطے
اولیاء کو جیسا کہ کھانے پینے اور دوسرے مال مین کرتا ہو پس فرق کرنا درمیان جانور اور درمیان دوسرے اموال کی حکم مین اور دعوی بلا دلیل ہو لیکن
جب جانور زندہ نذر خدا تعالی کی کرے صراحۃً یا دلالۃً اگر وہ جانور خاص کیا گیا ہو واسطے گوشت کھانیکے ہو مانند بکری مرغی کے اوسکو زندہ فقراء
کو دیدے یا ذبح کرکے دیوے اور اسطرح نکرے کہ ذبح کرکے فقراء کو گھر بٹھا کر کھلاوے اسلئے کہ فقراء کو کھلا دینا اباحت ہو اور اباحت مین مالک کر دینا
نہین ہوتا ہو ملک مالک کی ہوتی ہو اباحت مین فقط کھا لینا اوسکو جسکے واسطے اباحت کیگئی ہو جایز ہوتا ہو اور یہ جانور زندہ جو نذر اللہ تعالے کی
کیا گیا ہو اسکا مالک کر دینا فقراء کو واجب اور ضرور ہو اور مالک کر دینا اسطرح حاصل ہوتا ہو کہ یا تو وہ جانور زندہ فقراء کو دیا جاوے یا بعد
ذبح کے اونکو اسکا مالک بنایا جاوے نہ یہ کہ گھر بلا کر کھلا جاوے پس بنا بر علیہ اگر کوئی جانور نذر کئے ہوئے کو ذبح کرکے اسکا گوشت پکا کر اپنے گھر
فقراء کو بلا کر کھلا دیگا تو اس شخص کی نذر پوری نہوگی اور اسکا ذمہ نذر سے بری اور خالی نہوگا اور اسکا ادا کرنا اوسکے ذمہ واجب و ضرور
رہیگا اگر ادا کرنا ممکن ہووے جیسا کہ یہ نذر غیر معین کی ہو ورنہ واجب ہوگی قضا اس نذر کی ساتھ مثل کے جیسا کہ نذر معین ساتھ مثل صوری کے
اگر ممکن ہو جیسا کہ مثلیات مین یا ساتھ مثل معنوی کے جیسا کہ قیمیات مین ہان اگر کوئی نذر اسطرح کرے کہ اس جانور زندہ کو مین نے نذر واسطے
خدا تعالے کے با منظور کیا ہو کہ اسکا گوشت پکا کر فقراء کو کھلاونگا تو پکا کر کھلانے سے بھی نذر ادا ہوجاویگی اور اس تقدیر پر فی الحقیقۃ

نذر کھلائے گوشت اُس جانور کے ہوگی نہ نذر اُس جانور زندہ یا مذبوح کی فافہم ولا تتغفل بالناس عنہ غفلون اور اگر وہ جانور فقط گوشت
کھانیکے ہی واسطے معین نہیں (جیسا کہ بکری وغیرہ ہی) بلکہ مقصود اعلیٰ اس سے دوسرا ہو مانند بیل اور اونٹ کہ مقصود بڑا ان سے کھیت
جوتنا اور لادنا ہو مثلاً اور اُس جانور کو نذر بنام خدا تعالیٰ کیا ہو اور اس جانور سے بہ نسبت کھانیکے یہ نفع کھیت کرنے اور لادنیکا فقرا کو
بہت زیادہ ہو تو اُس جانور کو ذبح کرنا ہرگز جائز نہیں ہو اور اُسکا گوشت فقرا کو دینے سے ہرگز نذر کی وفا نہیں ہوتی ہو اور نذر ادا نہیں ہوتی
ہو بلکہ ذمہ نذر کرنیوالیکا مشغول نذر کے ساتھ نہیں رہتا ہو بلکہ واجب ہو نذر کرنیوالے پر اوس جانور زندہ کو صدقہ کرنا یا اوسکی قیمت کو تصدق
کرنا اگرچہ فقرا میں نافع تر ہووے ہاں مرض وغیرہ کے سبب سے وہ جانور مذکور قابل کھیت کرنے اور لادنے کے نرہا ہووے تو اُسکا حکم مانند اُس جانور
کے ہو جو فقط گوشت کھانیکا ہو نفع اسی سے ہو کہ کھیت کروا اور لادنیکا اور اگر مقصود اُس جانور سے گوشت کھانا نہیں بلکہ وہ حلال ہی نہیں ہو مانند باز اور سگ دہ اور چرخ کے
تو اوسکو زندہ ہی صدقہ کرے یا اوسکی قیمت دیوے اگر فقرا کیواسطے نافع تر ہووے اور یہہ جو کہا (شاہ عبدالعزیز نے) کہ آدمی مال سے نفع لیتے ہیں
اور مرے ہوئے مال کے ثواب سے نفع لیتے ہیں اور جان جانور کی زندگانی میں قابل نفع لینیکو نہیں ہو پس بعد موت کے بھی وہ جان قابل نفع کی نہیں ہو تو
جواب اوسکا یہ ہو کہ بعضے فائدے مخصوص بدن کے ساتھ ہیں اور بعضے مخصوص ساتھ جان کے ہیں چنانچہ فائدہ گوشت و پوست کا مخصوص ساتھ
بدن کے ہو چنانچہ فائدہ اور انتفاع ساتھ تعلیم شکار باز اور کتے کی اور انتفاع ساتھ مذکر حیوانات کی اور خطاب بندہ مرقوق غلام کا اور نفع اوسکی تعلیم کا
مختص بروح کے ساتھ ہو یہ تمام فائدے جانکی ساتھ مخصوص ہیں اور بدن ان تمام فائدوں میں الگ صرف ہے ہاں صرف ذبح کرنا و قتل حیوان کا جو عبارت
خون بہانے سے ہو قابل انتفاع کے نہیں ہو اسیواسطے قتل و ذبح حیوانکا اور فقط اراقۃ الدم بنام خدا تعالیٰ عبادت نہیں ہو اور ساتھ نام خدا تعالیٰ
کے ذبح کرنا اور نذر کرنا اوس اراقۃ الدم جانور کا ساتھ نام خدا تعالیٰ کی موجب ثواب کا نہیں ہو اسیواسطے اگر کوئی جانور نامزد خدا تعالیٰ کا کیا
جاوے تو بعد ذبح کے ساتھ نام خدا تعالیٰ کے ناذر مالک گوشت کا نہیں ہوتا ہو اگر نذر فقط اراقۃ الدم یعنے بہانے خون کے ہی ساتھ ادا ہو جاتی
تو گوشت ناذر کی ملک پر باقی رہتا کیونکہ نذر فقط خون بہانے سے ادا ہو جاتی تو تصدق گوشت پر موقوف نہوتی پس گوشت ملک ناذر پر
ہی رہتا اور ایسا نہیں ہو تو معلوم ہوا کہ خون بہانا ہی فقط نذر نہیں ہو اور بھی یعنے فقط خون بہانا نذر نہونا مقتضے قیاس ہے اور اضحیہ و
قربانی میں یہہ مقتضے قیاس ترک کیا گیا ہو سبب نص کے جو اضحیہ کے بارے میں وارد ہو ایام اضحیہ میں پس اضحیہ یعنے قربانی میں قربت ساتھ خون بہانے
کے ہی واقع ہو جاتی ہو برخلاف قیاس اسیواسطے گوشت قربانی کا کھانا قربانی کرنیوالے اور غنی کو بھی جائز ہو اور حلال طیب ہے بسبب ضیافت
رحمن کی جیسا کہ کتب اصول میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہو اور جبکہ تقرب ساتھ بہانے خون کے بیچ قربانی کے خلاف قیاس ہوا تو اسی خلاف
قیاس ہونیکے سبب سے مقتصر ایام قربانی پر ہوتا ہو پس بنا بر علیہ بعد گذرنے ایام قربانی کے قضا قربانی کی خون بہانے سے جائز نہیں ہوتی ہو کیونکہ
فقط خون بہانا سوائے ایام قربانی میں قربت نہیں ہو پس نہوگی واسطے اُس قربانی کے جو اپنے ایام میں ادا نہیں کی گئی ہو مثل نزدیک
قضا کرنیوالے کے سے بعد ایام قربانی کے اور قضا عبارت ہو فعل مثل مامور سے نزدیک اپنے سو چنانچہ ادا عبارت ہو فعل عین مامور سے

اور جب بعد گذر جانے ایام قربانی کی ادا فوت ہوگئی جو موقت ساتھ ایام قربانی کے تھی اور مثل صدری اوسکے کہ خون بہانا غیر ایام قربانی مین
قربت نہین ہو تو اسیواسطے صدقہ کردینا عین بکری خریدی ہوئی کا واسطے قربانی کو واجب ہے اگر وہ بکری موجود ہووے اور اگر موجود نہو تو
بکری کی قیمت کا صدقہ کرے چنانچہ کتب فقہ و اصول مین مذکور ہو اور جانیے جاتا کہ جب مجرد ذبح جانور کا قابل انتفاع اور قربت کی نہین ہو سوائے
ایام قربانی کی تو واضح ہوگیا کہ معنے ذبح جانور کے ساتھ نام خدا تعالے کے عبارت تزکیہ سے ہو تقرب ساتھ ذبح کرنیکے اور جان دینے اوس جانور کے
ساتھ نام خدا تعالی کی نہین ہو یعنے ذبح بنام خدا تعالی کی یہ معنے نہین کہ اوسکی جان دینے کے ساتھ ساتھ خدا تعالے کی تقرب کرتا ہو بلکہ ذکر نام خدا تعالے
کا اوپر ذبیحہ کی شرط ذبح کی ہو حکماً و تعبداً واسطے حلال ہونے گوشت اُس جانور کے اور واسطے نفع لینے کو ساتھ اس جانور کے خواہ بطریق
تقرب کے ہووے جیسا کہ واسطے تصدق و ضیافت کی ذبح کرین یا بطریق کاموں دنیوی کی مانند خرید و فروخت و کھانے اور کھلانے
وغیرہ کی اگر کوئی کہے کہ روایت منقولہ تفسیر مظہری لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ و قصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و
ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد اور ایسی ہی روایت در مختار ذبح لقدوم الامیر و نحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ
ولو ذکر علیہ اسم اللہ ولو ذبح للضیف لا یحرم الی ان قال لانا لا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بھذا النحر
سے صراحۃً معلوم ہوتا ہو کہ ذبح اور نحر جو عبارت فقط اراقۃ الدم یعنے خون بہانے سے ہو قربت ہو اور قابل تقرب کے ہو اگر کوئی ساتھ اوس ذبح و نحر
کے تقرب غیر اللہ کیطرف کرے تو ذبیحہ حرام ہو جاتا ہو اور اگر تقرب بطرف خدا تعالے کے کرے تو ذبیحہ حلال ہو جاتا ہو اور ذبح لغیر اللہ عبارت ہے
تقرب سے ساتھ ذبح کیطرف غیر اللہ کی اور تقرب للہ عبارت ہو تقرب سے طرف اللہ تعالے کی پس قول ساتھ ہونے اراقۃ الدم یعنے بہانے خون کے
قربت منافی ان روایات کی ہو اور یہی جب عبارت در مختار سے یہ ثابت ہو کہ ذبح واسطے قدوم امیر کے اگرچہ اوسپر نام خدا تعالے کا لیا جاوے
ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہو تو اس عبارت در مختار سے صراحۃً یہ ثابت ہوگیا کہ جانور شہرہ دیا ہوا اور نامزد کیا ہوا ساتھ نام غیر اللہ کے ما اہل بہ
لغیر اللہ کی قسم مین سے ہو نہ یہ کہ ما اہل بہ لغیر اللہ خاص ہو ساتھ اوسی جانور کے کہ جسپر وقت ذبح نام غیر اللہ کا لیا ہووے جواب اشکال اول کا بتوفیق اللہ
تعالے یہ ہو کہ اراقۃ الدم یعنے ذبح کرنا اور خون بہانا بموجب قواعد مقررہ علم اصول کی کہ کچھ شک اور ریب کو اسمین دخل نہو سیہر گز قربت نہین
ہو اور یہ عبارات و روایات منقولہ بالا اس پر محمول ہین کہ مراد ذبح لقدوم الامیر سے یہ نہین ہو کہ تقرب کیا جاوے ساتھ ذبح و اراقۃ الدم کی طرف
امیر کے اور ایسی ہی مراد ذبح للہ سے یہ نہین ہو کہ تقرب کیا جاوے ساتھ ذبح کے طرف اللہ تعالے کے بلکہ مراد یہ ہے کہ ذبح کیا جاوے ہمراہ تقرب
تیمن و تبرک کو بذکر اسم اللہ تعالے وحدہ کو کہ شرط حلت کی ہو یا ساتھ تقرب غیر اللہ کے کہ سبب حرمت کا ہو اور یہ تقرب الی اللہ وحدہ جو شرط حلت
کی ہو ساتھ ذکر نام اللہ تعالے بیچ وقت ذبح کو بلا فاصلہ کے ہوتا ہو اور شک نہین ہو کہ ذکر نام خدا تعالی کا و تیمن و تبرک ساتھ اوسکے قربت ہو اور
تقرب ساتھ ذکر نام اللہ تعالے کے اور تیمن ساتھ اوسکے بغیر ریب بلا شبہ کے ہو اگرچہ مجرد ذبح اور اراقۃ الدم قربت نہین ہو اور نہ قابل تقرب کے ہو اور
جس وقت کہ ذکر نام خدا تعالے کا قابل تقرب کے ہو پس ساتھ ذکر نام خدا تعالی کی بیچ وقت ذبح کو تیمن و تبرک و تقرب بخدا تعالے بذکر اسم اللہ تعالی

حاصل ہوا کہ شرط حلت ذبیحہ کی ہو اگر نسیاناً ذکر اللہ وقت ذبح کیا جاوے تو اعتقاد توحید کہ اعظم قربات کے ہی قایم مقام ذکر نام خدا تعالے
وتیمن ساتھ تقرب بذکر اللہ جو شرط حلت کی ہو قرار دیگئی ہی اور مذبوح حلال جانا گیا ہی اور امام شافعی رح تو عمداً ذکر کو ترک کرنے تب بھی
اعتقاد توحید کو قایم مقام ذکر اللہ قرار دیتے ہیں سبب حصول تقرب کے ساتھ تیمن وتبرک کے ساتھ ذکر اللہ تعالے کے بوقت ذبح کے بسبب وجود قایم
مقام ذکر کے کہ ملت اسلام ہی حاصل کلام یہ ہو کہ اراقۃ الدم یعنے خون بہانا اگرچہ قربت نہیں ہے لیکن ذکر اسم حق تعالے قربت ہی اور تقرب بذکر اللہ
بوقت ذبح شرط حلت ذبیحہ کی ہی اور تقرب بذکر اسم غیر اللہ تعالے بوقت ذبح محرم ذبیحہ کا ہی اور یہی مراد ہی یعنے جسکا ابھی ذکر ہوا ذبح لغیر
اور ذبح لغیر اللہ سو اور تقرب بذبح للہ ہو اور تقرب بذبح کے بسو غیر اللہ سو لکن عبارت میں فقط مشروط ذکر کیا گیا ہی اور شرط محذوف ہے اور جار ومجرور
متعلق ہو ساتھ شرط محذوف کے نہ ساتھ مشروط مذکور کے بسبب ظہور تعلق کے ساتھ مذکور کے غلطی واقع ہوئی ہی سمجھنے میں اور تقدیر عبارت کی اسطرح ہی
ذبح وتقرب بندای باللہ کہ پس حذف کیگئی شرط کہ وہ تقرب ہی اور کہا گیا ذبح یہ جواب وحل تھا اشکال اول کا اور **جواب** اشکال دوسرے کا
ساتھ دو طرح کی ہی ایک اسطرح سے کہ اہلال لغیر اللہ عام ہی اہلال باسم غیر اللہ تحقیقاً یا تقدیراً سے یعنے اہلال لغیر اللہ شامل ہی اہلال باسم غیر اللہ تحقیقاً اور
اہلال باسم غیر اللہ تقدیراً کو اور جبکہ واسطے مانند قدوم امیر کے ذبح کیا گیا تو اہلال باسم امیر تقدیراً ہوا گویا کہ وقت ذبح کے زبان سے اسطرح کہا گیا کہ باسم الامیر
او باسم العظیم اور مانند اسکے اب اگر اسی صورت میں تحقیقاً ذکر نام اللہ تعالے کا کیا جاوے باینطور کہ بوقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہا جاوے چنانچہ
بقول صاحب در مختار ولو ذکر علیہ اسم اللہ تعالے اسکی طرف اشارہ کرتا ہی تب بھی ذبیحہ مردار ہوگا بسبب شرکت کے تقرب میں بیچ وقت ذبح کے
بجہت وجود ذکر اسم اللہ کے تحقیقاً اور وجود ذکر اسم غیر اللہ کے تقدیراً گویا کہ اسطرح کہا گیا ہی بسم اللہ اللہ اکبر وباسم الامیر الاکبر اور شرکت تقرب میں
ساتھ ذکر غیر اللہ کے بوقت ذبح محرم ذبیحہ کا ہی چنانچہ قول ابن مسعود رض جردوا التسمیۃ اسطرف اشارہ کرتا ہو اور اسی سبب سے اسی جگہ سے صاحب ہدایہ نے
کہا ہی الشرط ہو الذکر الخالص المجرد چنانچہ بعد کے معلوم ہو جاویگا انشاء اللہ تعالے اور دوسری وجہ حل کی اور جواب کی یہ ہے کہ تقرب ساتھ ذکر اسم کے
بوقت ذبح تعظیم ذکری ہی اور ذبح کرنا واسطے قدوم امیر کے اور مانند اسکو بطور تقرب بطور عبادت کے تعظیم حقیقی اور نفس الامری ہی اسکے تئین اور
تعظیم ذکری تعظیم ثانی ہی اور تعظیم نفس الامری تعظیم حالی پس بیچ صورت مذکورہ کے شرکت بیچ ذبح کے ہوئی بسبب وجود تعظیم غیر اللہ کے ساتھ زبان
حال کے ہمراہ تعظیم اللہ تعالے کے ساتھ زبان قال کی اور جبکہ شرکت تعظیم غیر اللہ کی بیچ وقت ذبح کے ساتھ زبان قال کے محرم ہی حرام کرنیوالی ذبیحہ کی ہوتی ہی تو شرکت تعظیم غیر اللہ کی بیچ
وقت ذبح کے ساتھ زبان حال کے بطریق اولی محرم ذبیحہ کے ہوگی فان لسان الحال افصح من لسان المقال فلسان المقال یکذبہ الحال
ولسان الحال لا یکذبہ المقال اور شہرہ دینا اور مشہور کرنا جانور کا ساتھ غیر نام خدا تعالے کے پہلے وقت ذبح کے قبل الحدیث مجرد وعرضہ بعید کے ہرگز
محرم ذبیحہ کو نہیں ہوتا ہو بسبب عدم وجود تعظیم غیر اللہ کے بیچ وقت ذبح کے پس نہ ارادہ جائز ہی اہل بغیر اللہ میں سو فوضح الحق ودفع الفرق اور یہ
دونوں وجہ جواب حل اشکال ثانی کی یہ اعتراض وارد ہوتا ہی کہ اگر تعظیم ساتھ ذکر اللہ تعالے بغیر شرکت ذکر غیر اللہ کے تقدیری ہووے یعنے تعظیم تقدیری
ہووے موافق حل اول کے جیسی کہ وہ تعظیم یعنے تعظیم تقدیری بیچ صورت عمداً ترک کرنے ذکر اسم اللہ کے بسبب ہونے اعتقاد توحید کے قایم مقام ذکر کے

ہوتی ہی یا تعظیم حقیقۃً باعتبار نفس الامر کے ہووے موافق حل دوسرے کے جیسی کہ ہدایا اور قربانیوں میں بغیر ذکر کرنے نام حق تعالے کے ہوتی ہی
بسبب انکے ایام کر یا ورود کی بیچ حرم مکہ معظمہ کے تو لازم آتا ہی حلال ہونا ذبیحہ کا بسبب وجود تعظیم خالص حقتعالی کی بغیر شرکت غیر اللہ کی جیسا کہ
لازم آتا ہی حرام ہونا ذبیحہ کا بسبب وجود شرکت کی ساتھ تعظیم غیر اللہ کی بسبب ذکر غیر اللہ تقدیراً یا حقیقۃً جیسا کہ دونوں حل میں کہا گیا ہی اور
حالانکہ امر ایسا نہیں بسبب عدم اکتفا کی ساتھ ذکر اللہ تعالے تقدیراً نزدیک حنفیہ کے یا حقیقۃً بالاجماع اور جواب اس اعتراض کا یہہ ہی کہ شرط ہونا ذکر
اللہ کا ساتھ نص قرآن کے ثابت ہوا ہی وہ نص یہہ ہی فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ و ایضاً ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اور ذکر لغت
میں یاد کرنے کو کہتے ہیں اور یاد کرنے قلبی کا کچھ اعتبار عبادات اور معاملات شرعی میں نہیں ہی چنانچہ قسم اور قرأت و طلاق و عتاق و بیع و شرا اور
مانند انکی جو متعلق ساتھ الفاظ کی ہیں اور انسمین ذکر خالص قلبی کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور حصن حصین میں ہی کہ کل ذکر مشروع واجباً کان او مستحباً
لا یعتد بشئی منہ حتی یتلفظ بہ و یسمع نفسہ اور اہلال جو اہل بہ لغیر اللہ میں مذکور ہی اگرچہ قسم ذکر سے ہی لیکن کنایت ہی ذبح لغیر اللہ سے
چنانچہ پیشتر تحقیق کیا گیا ہی فتذکرہ اور اسی سبب سے کہ اہلال کنایت ذبح لغیر اللہ سے ہی اہلال مذکور ساتھ ذکر لسانی کی مخصوص نہوا بلکہ محمول ہوا اوپر تعظیم
غیر اللہ کی ذکراً یا تقدیراً ہو یا حقیقۃً اور فی نفس الامر ہو بخلاف ذکر اللہ کہ نص اشتراط ذکر اللہ کی صریح ہی بیچ شرط ہونے ذکر کے نہیں ہی وہ نص کنایہ
کی کنایت تعظیم اللہ تعالے کے سے پس اسی واسطے کہ نص اشتراط ذکر اللہ کو صریح ہی وہ کنایت اشتراط تعظیم اللہ سے ذکر لسانی شرط ہوا ذکر اللہ میں اور امام
شافعی صاحب قائل ہیں ساتھ تعظیم ذکر اللہ لسانی کی تحقیقی ہو یا تقدیری نہیں ہیں وہ قائل ساتھ تعمیم ذکر اللہ کی جو شامل ہو ذکر لسانی اور نفس الامری کو
اگرچہ تعظیم نفس الامری ملازم ہی وجود میں ہمراہ تعظیم لسانی تقدیری کو فافہم فانہ دقیق پس اسی واسطے متروک التسمیہ عمداً کو امام شافعی صاحب حلال فرماتے
ہیں بسبب قیام ملت توحیدی کی بجاے ذکر کو اور ہم معشر حنفیہ صورت نسیان میں قائل تعمیم کی ہیں اور متروک التسمیہ ناسیاً کو حلال ہم حنفیہ کہتے ہیں اور متروک
التسمیہ عمداً کو ہم حلال نہیں کہتے ہیں اگرچہ ایسا ذکر اللہ جو ذکر لسانی سے عام ہی وہ یہاں موجود ہے اور ہم حنفیہ متروک التسمیہ عمداً کو اس سبب سے حلال نہیں
کہتے کہ ہم نص آیت ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ پر عمل کرتے ہیں اور تفصیل انکی کتب فقہ اور اصول میں مسطور ہے اور فقہا اور اصولیین کی زبانوں پر
مشہور ہے جو شخص تفصیل پر اطلاع چاہے تو کتب فقہ اور اصول و علماء فحول کیطرف رجوع کرے ابھی اس کلام میں نظر اور اعتراض باقی ہی اسواسطے
کہ ذکر قلبی محض کا شریعت میں اعتبار نہیں ہے یعنے ایسے ذکر قلبی کا اعتبار نہیں ہی کہ جسکے ساتھ اعضاء ظاہری کو شرکت نہووے اور اگر اعضاء ظاہری کو شرکت
ہووے تو اسکا شرع میں اعتبار ہی چنانچہ بیع تعاطی بغیر صدور ایجاب قبول کی منعقد ہو جاتی ہی اور ایسی ہی ارکان نماز کی جو اعمال اعضاء ظاہری ہیں مانند
قیام و قعود کی کہ نماز موقوف و مخصوص اوپر ارکان زبانی کی نہیں ہے بلکہ مرکب ہے ارکان زبانی اور اعمال جوارح غیر زبان سے باوجود اسکے نماز ذکر اللہ ہی بقولہ تعالے
اقم الصلوۃ لذکری و ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر اور علی ہذا القیاس ارکان حج و مانند انکی اور بیچ حصن حصین کے ہی و لیس
فضل الذکر منحصر فی التہلیل والتسبیح والتکبیر بل کل مطیع للہ تعالی فہو ذاکر اور جواب اس تقریر کا یہہ ہی کہ ذکر منحصر اوپر زبان کی نہیں ہی لیکن
اتباع امر شارع کی شرط ہی اگر شارع نے حکم کیا ہووے ساتھ اعمال جوارح کی تو عمل جوارح ہی ذکر ہوئے سوا اسکے اور اگر شارع نے حکم ادا کا ساتھ ذکر زبانی

اگر کیا ہو وے تو ملفظ زبانی ہی ذکر ہو ویگا اور اسکا غیر اور شارع نے ذبح کرنیکے بارہ مین امر ساتھ ذکر اسم اللہ کے مطلق کیا ہی کسی عمل جوارح کے ساتھ امر نہیں
کیا ہے واسطے ذبح کے پس ذکر زبانی متعین ہوا اسواسطے کہ ذکر قلبی محض شریعت مین معتبر نہین ہو بلکہ وہ تخییل صرف ہو نہ ذکر اور سوا اسکے احرام کے معظم
ہین اور طواف خانہ کعبہ کا اور سوق ہدی ماموربہ کا جدا ہی اور ذکر نام خدا تعالیٰ کا بیچ وقت ذبح ہدایا اور ضحایا ماموربہا کا جدا ہی پس اکتفا ذکر نام
خدا وقت ذبح کے ساتھ ذکر ارکان حج اور ورود حرم کے مانند اکتفا کے ساتھ قیام مقصود کے ہی قرأت قرآن واذکار سے جو کہ مطلوب ہیں هذا ما تیسر لی فی دفع الاشکال
اور اولی نزدیک ہمارے یہ ہی کہ کہا جاوے کہ حرمت ذبیحہ کی واسطے عدم امر کے اگرچہ ذکر اللہ اوسپر کیا جاوے بسبب ارتداد ذابح کے ہی والعیاذ باللہ و بسبب
ہونے اوسکے کے قسم ما اہل بہ لغیر اللہ سے ہی چنانچہ تفسیر نیشاپوری کی عبارت سے جو فتح العزیز مین نقل کی ہی اسکی طرف اشارہ کرتے ہین کہ ماورا اوسکے اس طریق کے
کوئی اعتراض واشکال وارد نہیں ہوتا ہی فافہم و کن من الشاکرین اور یہ جو کہا ارشاد شاہ عبد العزیز صاحب نے کہ اگرچہ ذہن مین اوس آدمی کے جسنے نذر جانور کو بنام مردہ کے
کیا ہی یہ ہووے کہ فقط اس جانور کا گوشت فقط فقرا کو کھلانا منظور ہی تو اوس آدمی سے کہنا چاہیے کہ اگر عوض اسی جانور کے اوسقدر گوشت کہ جسقدر جانور
مین ہی خرید کر فقرا کو کھلاوے اوس آدمی کے ذہن مین جسنے جانور نذر کیا ہو نذر ادا نہین ہوتی ہی تو پس اوس شخص نے تقرب ساتھ ذبح منذور کے بنام
مردہ کے کیا ہو وہ شرک صریح ہی اور اگر اوسقدر گوشت خرید کر کھلاوے نذر اوس آدمی کے ذہن مین ادا ہو جاتی ہی تو مقصود اوسکا بلا شبہ ثواب پہنچانا گوشت
اوس جانور کا ہی بنام مردہ کے نہ تقرب ساتھ ذبح جانور منذور کے بنام اوس مردہ کے جواب اوسکا یہ ہی کہ ادا کرنا قیمتوں زکوٰۃ اور کفارہ اور صدقۃ الفطر
اور عشر اور خراج اور نذر کا ہمارے مذہب حنفیہ کے نزدیک جایز ہی اور امام مالک اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک جایز نہین ہے اتباعا للمنصوص کما
فی الهدایا والضحایا چنانچہ کتب فقہ مین مذکور ہی پس معلوم ہوا کہ دینا عوض منذور کا مجتہد فیہ اور مختلف فیہ ہو پس اگر مقصود ناذر کا پہنچانا ثواب گوشت
جانور منذور کا ساتھ نام مردہ کے ہووے اور اس جانور کا بدلنا بسبب تبرک بالمنصوص کے جایز نجانتے جیسا کہ مذہب ائمہ ثلاثہ کا ہی اور خروج موضع خلاف سے
مندوب و مستحب ہی مطلقاً تو شرک صریح کسطرح لازم آویگا ہرگز نہیں کیا جانور منذور کے تبدیل جایز نسمجھے بسبب ائمہ ثلاثہ امام مالک و امام شافعی
و احمد رحمہم اللہ کو شاہ عبد العزیز اور انکے متبعین اسبارہ مین مشرک جانتے ہین نعوذ باللہ من ذلک یا اس سبب سے کہ خروج موضع خلاف سے مستحب ہی کوئی حنفیہ
ہی سے جانور منذور کو بدلنا اختیار و پسند نکرے تو وہ حنفی مشرک بشرک صریح ہو جاویگا ہرگز نہین پس بطلان اس قول شاہ عبد العزیز کا بھی واضح
ہو گیا اور یہ جو کہا ارشاد شاہ عبد العزیز نے کہ اہل کو اوپر ذبح کے حمل کرنا خلاف لغت اور عرف کے ہی ہرگز اہلال بمعنی ذبح کے نہین آیا ہی کسی شعر مین اور کسی
عبارت مین اور اہلت شیئ سے ہرگز ذبحت شیئ سمجھا نہین جاتا ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ ہم اہلال بمعنی ذبح نہین لیتے ہین بلکہ اہلال بیچ اصل لغت کے بمعنی رفع
الصوت یعنی بمعنی آواز بلند کرنیکے وقت دیکھنے ہلال کے ہی اور عرف مین بمعنی مطلق آواز بلند کرنیکے ہو ساتھ علاقہ تشبیہ کے مانند اہلال صبی کے اور اسی قبیل
سے ہی ما اہل بہ لغیر اللہ چنانچہ امام راغب اور کتب تفسیر سے لکھے آتا ہی پس اہل بہ لغیر اللہ کنایت ہی ذبح باسم غیر اللہ سے اسواسطے کہ جبکہ عادت مشرکین
کی یہی تھی کہ وقت ذبح جانور کے ساتھ نام غیر خدا تعالیٰ کے بلند کرنا آواز کا واسطے غیر خدا تعالیٰ کے اوپر اوس جانور کے کرتے تھے تو اہل بہ لغیر اللہ کہا گیا اور اس سے
ارادہ ذبح باسم غیر اللہ کا کیا گیا اور یہ مراد نہین ہی کہ اہلال مستعمل بیچ ذبح کے ہی اور اہل بمعنی ذبح کے ہو گیا ہی پھر لغیر اللہ بمعنی باسم غیر اللہ کے ہو گیا

تاکہ قریب بتحریف کلام الہی کے ہو جاوے جیسا کہ کہا ہے شاہ عبد العزیز نے بلکہ مجموع ما اہل بہ لغیر اللہ کنایت ہے ذبح باسم غیر اللہ سے بطریق ذکر لازم اور
ارادہ ملزوم کی جیسا کہ باقی کنایات میں ہے مثلاً طار بہ العنقاء کنایت ہے غایب ہو جانے سے اور ہرگز طار سے غاب اور عنقاء سے زید مفہوم نہیں ہوتا ہے
بلکہ مجموع طار بہ العنقاء کنایۃ دلالت اوپر غاب زید کی کرتا ہے وعلی ہذا القیاس فی جمیع الکنایات یا ہم کہتے ہیں کہ اہلال آیت میں بمعنے بلند کرنے
آواز کے ہے اور مراد بلند کرنے آواز سے بلند کرنا آواز کا ہے وقت ذبح کے ہے نہ مطلقاً کہ قبل ذبح آواز بلند کرنیکو بھی شامل ہو پس کچھ محذور لازم نہیں
آتا ہے اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ اہلال اصل لغت عرب میں بمعنے بلند کرنے آواز کے نہیں ہے جیسا کہ زعم کیا ہے شاہ عبد العزیز نے اور اہلال ہلال
اور اہلال صبی اور اہلال حج اور اہلال ذبح اوسکے مثالوں میں سے ہیں جیسا کہ زعم کیا ہے شاہ عبد العزیز نے لیکن اول یعنے یہ کہ اہلال اصل لغت عرب میں
بلند کرنے آواز کے معنے میں نہیں ہے پس اسواسطے کہ کتب لغت میں اہلال اور استہلال کی تفسیر میں چاند نیا دیکھنا اور آواز بلند کرنا اور آواز کرنا لڑکے کا گریہ
لکھا ہے اور اشتقاق اہلال و استہلال کا ہلال سے ہے جو بمعنے ماہ نو کے ہے اور خاصیت اشتقاق باب افعال اور استفعال کی مقتضی اوسکی ہے کہ اصل
معنے اہلال کے لغت میں چاند نیا دیکھنے کے ہیں چنانچہ ماہر علم تصریف پر مخفی نہیں ہے اور تقدیم اس معنے کو اوپر دوسرے معانی کے اشارہ اسکی طرف
کرتے ہیں اور قول قاضی بیضاوی الاہلال اصلہ رویۃ الہلال چنانچہ عنقریب مذکور ہوگا اس معنی کی تصریح کرتا ہے لیکن ثانی یعنے یہ کہ اہلال ہلال اور اہلال
صبی اور اہلال حج اور اہلال ذبح مطلقاً آواز بلند کرنے مثالوں میں سے نہیں ہیں پس اسواسطے کہ اہلال اپنے معنے اصلی سے کہ وہ نیا چاند دیکھنا ہے نقل کیا
گیا ہے طرف معنی بلند کرنے آواز کے پھر اس سے نقل کیا گیا طرف رفع صوت مطلقاً کی چنانچہ قاضی بیضاوی اور امام راغب سے عنقریب مذکور ہوگا
اور اہلال حج اور اہلال صبی اور اہلال ذبح معنے مطلق رفع صوت کے فروع میں سے ہے چنانچہ امام رازی سے عنقریب مذکور ہوگا اور تاج المصادر میں
بعد تفسیر کرنے اہلال کو ساتھ نیا چاند دیکھنے کے آواز بلند کرنیکے کہا ہے ومنہ قولہ تعالی وما اہل بہ لغیر اللہ ای نودی علیہ لغیر اسم اللہ اور
کلمہ منہ کا استعارت سے یعنے عرف میں مستعمل ہے واسطے ذکر کرنے معنی فرعی کے بعد ذکر کرنے معنی اصلی کے خود زعم مثال علمی بیان کریں پس اس عبارت تاج المصادر سے واضح ہو گیا فساد
زعم زاعم کا بیچ مثال قرار دینے کی اور معلوم ہو گیا فساد زعم اوس زاعم کا بیچ اصل ثانی معنے نودی کے بلکہ بلند کرنا آواز کا اصل ہے معنے رفع الصوت
عند الذبح کی اور اصل معنے مطلقاً ماہ نو دیکھنا ہے اور رفع الصوت اصل ہے معنے رفع الصوت عند الذبح کو اور عند الولادۃ کو اور عند الحج کو پس
لفظ اہلال بیچ ان معانی کو متعارف ہو کر مانند مشترک فیہا کے ہو گیا چنانچہ عبارت صراح میں اسکی طرف اشارہ ہے حیث قال استہل الصبی ای صاح عند
الولادۃ واہل المعتمر اذا رفع صوتہ فی التلبیۃ واہل بالتسمیۃ علی الذبیحۃ قولہ تعالی وما اہل لغیر اللہ بہ ای نودی علیہ لغیر
اسم اللہ واصلہ رفع الصوت اور یہ قول صاحب صراح کا واصلہ رفع الصوت تصریح ہے اوپر بطلان زعم تمثیل اور اصلیت مطلق کی فافہم اور عبارت
معالم التنزیل کی جو عنقریب آویگی حیث قال الحی قیل لکل ذابح فان لم یجہر بالتسمیہ مہل اسی طرف اشارہ کرتی ہے کہ معانی مذکورہ فروع
معنے رفع الصوت کی ہیں نہ اوسکی مثالیں اور عبارت مذکورہ مصرح ہے کہ اہلال عرف میں بمعنی ذبح کے ہے جیسا کہ عرف میں بمعنے تلبیہ اور اہلال صبی
بھی ہے اسی واسطے استہلال صبی کی تفسیر فیہا ما یدل علی الحیوۃ کرتے ہیں ساتھ رفع الصوت کی خاص کر فافہم اور اہلال بمعنے ذبح ہونے سے

پر لازم نہیں آتا کہ اہلت لغیر اللہ کی صحت مانند صحت ذبحت لغیر اللہ کی ہو جاوے چنانچہ علم اصول مین مقرر ہو چکا ہے کہ دو لفظوں کے مترادف ہونیسے یہ لازم
نہیں آتا ہے کہ ہر ایک کا مقام دوسرے کے قایم کرنا صحیح ہووے صلی اللہ علیہ کہنا درست ہے دعا علیہ کہنا درست نہیں بجاے صلی علیہ کے کیونکہ دعا علیہ کے
معنے بد دعا کی ہو جاتے ہین اور صلی علیہ کے معنے بد دعا کی نہیں ہین باوجود اسکے کہ صلی اور دعا دونون مترادف ہین اسیطرح اہل اور ذبح مترادف
المعنے ہین اور اہل بغیر اللہ مفید معنی کا ہووے بدون تقدیر باسم کے اور ذبح لغیر اللہ مفید معنی کا ہووے بدون تقدیر باسم کے اور نیز اس مقام مین یہ ہے کہ
اہل دلالت ذبح باسم پر کرتا ہے بخلاف ذبح کے پس ذبح محتاج طرف ملانے باسم کے ہوتا ہے پس گویا کہ اہلّ مرادف ذبح باسم کا ہے نہ مرادف فقط ذبح کا پس
واضح ہوا کہ محل اہل کا اوپر ذبح کے محتاج طرف تقدیر باسم کے نہیں ہوتا کہ بسبب احتیاج کے طرف تقدیر باسم کے اور بسبب تخمینہ اہل کے بمعنے ذبح کے لعب عز
مین قریب تحریف کلام الٰہی ہووے جیسا کہ زعم کیا ہے شاہ عبد العزیز نے اور نسبت تحریف کی تمام ائمہ تفسیر کیطرف کرنا دور انصاف سے اور ارتکاب اعتساف
کا ہے والعیاذ باللہ من ذالک اور تفسیر نیشاپوری سے جو نقل کیا ہے شاہ عبد العزیز نے وہ تو فقط اسی پر دلالت کرتا ہے کہ قصد کرنا تقرب کا بیچ ذبح کرنیکے
طرف غیر خدا تعالی کی محرم ذبیحہ کا اس سبب سے ہے کہ ذابح بسبب قصد کرنے تقرب کے طرف غیر خدا تعالی کی مرتد ہو جاتا ہے اور ذبیحہ مرتد کا حرام ہوتا ہے
اور وہ قول تفسیر نیشاپوری کا اسپر دلالت نہیں کرتا ہے کہ بیچ آواز بلند کرنے اور شہرہ دینے کے قبل ذبح سے کہ یہ جانور بنام غیر خدا تعالی کے ہے وہ جانور
حرام ہو جاتا ہے اگرچہ ذابح مسلمان ہووے اور وقت ذبح ساتھ تنہا نام خدا تعالی کی ذبح کرے ہان اگر وہی نادر کہ جسنے نذر مین تقرب (یعنے بطور
عبادت) طرف غیر خدا تعالی کی کیا ہے اور ساتھ اس تقرب مذکور کے جانور کو مشہور کیا ہے اور اسی تقرب مذکور کے قصد اور نیت پر اوس جانور کو وہ ذبح
کرے اگرچہ بوقت ذبح تنہا نام خدا تعالی کا ذکر کرے تو فقط اس سبب سے کہ چونکہ قصد اسکا تقرب طرف خدا کی تھا بطور عبادت غیر خدا کی ذبیحہ
اوسکا ذبیحہ مرتد کا ہو گیا وہ ذبیحہ حرام ہوگا اس حرمت ذبیحہ مین اسکو کچھ دخل نہیں ہے کہ اوس جانور کو واسطے غیر خدا تعالی کی مشہور کیا ہے بلکہ حرمت
ذبیحہ مین نادر و ذابح کی ارتداد کو دخل ہے اوسکا ارتداد ہی موجب حرمت ہے یہ نہیں کہ بنام غیر خدا مشہور ہونیسے وہ جانور مانند کتے اور سور کے حرام ہو گیا
ہے جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب سمجھے ہین آیسے ہی طواف خانہ کعبہ سبب اسکے غیر مقبول ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم
ھذا اور یہ سبب عدم مقبولیت طواف خانہ کعبہ کا نہیں ہے کہ آواز کرنا ساتھ نام بتونکے راستہ مین بیچ وقت لیجانیکے خانہ کعبہ مین خانہ کعبہ نعوذ باللہ من
ذالک بمنزل بت کے ہو گیا اور قابل تعظیم کے ساتھ طواف کے نہیں رہا بلکہ خانہ کعبہ تو معظم و محترم ہی ہے طواف کرنے والا بسبب نام بت کا لینے کے راستہ مین
مرتد اور کافر ہو گیا اور طواف مرتد اور کافر و مشرک کا مقبول نہیں پس عدم مقبولیت طواف مشرک و کافر کے وجہ اُسکا شرک و کفر و ارتداد و سبب
نام لینے بتونکے ہے یہ کہ اوسکے نام لینے بتونکے سبب سے کعبہ مین کوئی خرابی اور خبث آگیا ہے نعوذ باللہ من ذالک پس اسی طرح اُس جانور کا حال ہے کہ اوسکو
مشہور کرنیسے ساتھ نام غیر خدا تعالی کی وہ جانور مانند کتے اور سور کے نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ حلال اس سبب سے نہیں ہوتا ہے کہ ذابح اُسکا مشرک ہے مسلمان
نہیں ہے اور مشرک کا ذبیحہ حلال نہیں ہے فافہم واضح ہو کہ یہ طریقہ جو اہل اسلام مین مشہور و معروف ہے کہ جانور کو بذکر اسم اللہ جو شرط ذبح کی ہے
ذبح کرکے گوشت اُسکا فقرا کو کھلاتے ہین اور فاتحہ اور قل ہو اللہ اور درود پڑھکر ثواب اُس گوشت اور فاتحہ اور قل ہو اللہ اور درود کا

مردہ کو پہنچاتی ہین یہ طریقہ تمام امور حسنات ہین اور یہ دال ہین اوپر توحید اہل مجلس کے نہ یہ کہ یہ تمام امور جو قسم حسنات سے ہین طریقہ ہین واسطے پہنچانے
جان جانورکے ارواح مردونکو واسطے تقرب کرنے طرف ارواح مردونکے اور یہ گمان فاسد ہے ساتھ مسلمانونکے اور ہم امور ہین ساتھ نیک گمان کرنیکے
ہی مسلمانونکی حقمین ظنوا المؤمنین خیرا کے ساتھ ہان اگر ساتھ قرائن قطعیت کے معلوم ہوجاوے کہ فاعل نذر نے تقرب طرف ارواح مردونکا کیا ہے اور
بعضے مشایخ اس صورت مین بھی کافر نہین کہتے ہین لانا لانبیع الظن بالمسلم چنانچہ شرح وہبانیہ سے منقول ہوگا اور یہ جو کہا ہی (شاہ عبد العزیز
صاحب نے) کہ ذکر نام خدا تعالی کا اس جانور پر اسوقت فائدہ کرتا ہی کہ خلاف اس شہرہ کی آواز دیا جاوے کہ ہم اس کام سے پھر گئے کہ قصد تقرب کا طرف
غیر خدا تعالی کی ہے رد جواب یہ ہی کہ یہ اقرار کرنا ایسی دلیل ہی کہ بہت دلالت کرتی ہی اوپر کہ وہ جانور سبب شہرہ دینے اور آواز کرنے اور مشہور کرنیکے ساتھ نام
غیر خدا تعالی کو حرام مانا گیا اور سور کے نہین ہوا ہی بلکہ صرف قصد تقرب بغیر خدا سے حرام ہوا ہی اور قصد تقرب بغیر خدا تعالی صفت قاصد کی ہی صفت
اوس جانور کے صفت شی کے دوسری شی کے ساتھ قایم نہین ہوتی ہی پس خبث قاصد ہوا نہ وہ جانور کیونکہ خبث وہ ہی جسکے ساتھ قصد خبث قایم ہوا اور
وہ قاصد ہی شاہ عبد العزیز صاحب مقتدی و سند زمان تھے وعظ و درس مین تحقیقات عجیبہ و غریبہ انکی زبان سے سنی گئی ہین ایسا کلام اونسے صادر ہونا
محل تعجب ہے شاید بعضے کاتبون نے ساتھ مکر و تلبیس کے واسطے رواج دینے باطل اپنے کی اونکی بیٹے شاہ صاحب کی تفسیر فتح العزیز مین درج کردیا ہوگا یہ
تفسیر اہل بہ لغیر اللہ جو اونکی تفسیر مین مذکور ہی تفسیر قرآن کی ساتھ رائے کی ہی تمام الفاظ قرآنکے محمول معنی لغوی پر نہین ہین بلکہ بہت سے الفاظ قرآن شریف
کی منقول نقل شرعی ہین چنانچہ صلوۃ و زکوۃ و نکاح و طلاق و غیرہا اور بہت سے الفاظ قرآنکی قسم مجاز و کنایات اور دیگر فنون کلام سے ہین تمام الفاظ
قرآن کی معانی موافق لغت کے مراد لیوجاوین تو بالضرورہ مراد لینا تفسیر بالرائے ہوگی اور ارباب تفسیر اور حدیث تمام نے تفسیر ما اہل بہ لغیر کی ساتھ ما
ذبح علی اسم غیر اللہ کی ہی تفسیر جلالین مین ہی وما اہل بہ لغیر اللہ ما ذبح علی اسم غیر اللہ اور تفسیر مدارک مین ہی وما اہل بہ لغیر اللہ ای ذبح للاصنام
فذکر علیہ اسم غیر اللہ واصل الاہلال رفع الصوت ای رفع بہ الصوت للصنم وذلک قول اہل الجاہلیۃ باسم اللات والعزی اور
تفسیر مدارک مین ہی او فسقا اہل لغیر اللہ بہ ای رفع الصوت علی ذبحہ باسم غیر اللہ اور تفسیر بیضاوی مین ہی وما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ
الصوت عند ذبحہ للصنم والاہلال اصلہ رؤیۃ الہلال یقال اہل الہلال واہللتہ لکن جرت العادۃ ان یرفع الصوت بالتکبیر
اذا رای سمی ذلک اہلالا ثم قیل لرفع الصوت وان کان لغیرہ اور تفسیر احمدی مین ہی وما اہل بہ لغیر اللہ معناہ ما ذبح لاسم غیر اللہ تعالی
مثل اللات والعزی واسماء الانبیاء وغیر ذلک فان افرد باسم غیر اللہ او ذکر مع اسم اللہ مطلقا الی ان قال ومن ہہنا علم ان البقرۃ
المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم حلال طیب چنانچہ اس تمام عبارت کی نقل بعد کو ہوگی اور تفسیر رحمانی مین ہی او فسقا اہل ای صوت فیہ باسم
لغیر اللہ بہ ای بسبب فی جعلہ اور تفسیر معالم التنزیل مین ہی بیچ تفسیر سورہ بقرہ کے وما اہل بہ لغیر اللہ ما ذبح للاصنام والطواغیت واصل الاہلال
رفع الصوت کانوا اذا ذبحوا لآلہتہم یرفعون اصواتہم بذکرہا فجری ذلک من امرہم حتی قیل لکل ذابح وان لم یجہر بالتسمیۃ مہل و
قال الربیع عن انس وغیرہ وما اہل بہ لغیر اللہ ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ اور اسی معالم تفسیر سورہ مائدہ مین ہی وما اہل بہ لغیر اللہ وہو

ما ذبح علی اسم اللہ تعالی اور تفسیر در منثور میں ہے اخرج ابن المنذر عن ابن عباس فی قولہ ما اہل ما ذبح و اخرج ابن ابی حاتم عن مجاہد وما
اہل بہ قال ما ذبح لغیر اللہ و اخرج ابن ابی حاتم عن ابی العالیۃ وما اہل بہ لغیر اللہ یقول ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ تعالی اور امام راغب نے کہا ہے
الاہلال رفع الصوت عند رؤیۃ الہلال ثم استعمل لکل رفع صوت وبہ شبہ اہلال الصبی قال تعالی وما اہل بہ لغیر اللہ ای ذکر علیہ غیر
اسم اللہ وہو ما کان یذبح لاجل الاصنام اور امام فخر الدین سورہ مائدہ میں فرماتے ہیں تحت قولہ تعالی وما اہل بہ لغیر اللہ کی ما اہل بہ لغیر اللہ الاہلال رفع الصوت
ومنہ یقال فلان اہل بالحج اذا لبی ومنہ استہل الصبی وہو صراخہ اذا ولد وکانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزی فحرم اللہ ذلک
اور ہدایہ میں ہے ویکرہ ان یذکر مع اسم اللہ شیئا آخر غیرہ وہو ان یقول عند الذبح اللہم تقبل من فلان وہذہ ثلث مسائل احدہا ان یذکر موصولا لا
معطوفا ولا یحرم الذبیحۃ وہو المراد بما قال ونظیرہ ان یقول بسم اللہ محمد رسول اللہ لان الشرکۃ لم توجد فلم یکن الذبح واقعا لہ الا انہ یکرہ لوجود
القران صورۃ فیتصور بصورۃ المحرم والثانیۃ ان یذکر موصولا علی وجہ العطف والشرکۃ بان یقول بسم اللہ واسم فلان او یقول بسم اللہ وفلان
او بسم اللہ ومحمد رسول اللہ بکسر الدال فیحرم الذبیحۃ لانہ اہل بہ لغیر اللہ والثالثۃ ان یقول مفصولا عنہ صورۃ ومعنی بان یقول قبل
التسمیۃ وقبل ان یضجع الذبیحۃ او بعد الذبح وہذا لا باس بہ لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد الذبح اللہم تقبل ہذہ عن امۃ محمد ممن
شہد لک بالوحدانیۃ ولی بالبلاغ والشرط وہو الذکر الخالص المجرد علی ما قال ابن مسعود رضی اللہ جردوا التسمیۃ انتہی اور تفسیر احمدی میں اس
عبارت ہدایہ پر تفریع کی ہے ومن ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہ وقت الذبح
وان کانوا ینذرونہا لہم انتہی اور اس قول پر جس میں بقرہ منذورہ للاولیاء کو حلال طیب کیا ہے یہ حاشیہ لکھا ہے صاحب تفسیر احمدی نے ہذا بحسب قولہ وما
اہل بہ لغیر اللہ واما بحسب النذر فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ حرام وینذر الاولیاء لیتاول بان النذر للہ وثوابہ لہم انتہی اور ہم کہتے ہیں بتوفیق
اللہ عزوجل کہ ظاہر اس آیت کا فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مومنین وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم
اسی دلیل ہے کہ خوب دلالت کرتی ہے اس پر کہ مراد وما اہل بہ لغیر اللہ سے وہ ذبیحہ ہے جو بنام غیر خدا کے ہوا اور وقت ذبح کے اوس پر نام غیر خدا کا ذکر کیا گیا ہو اسواسطے
کہ ارشاد فرمایا ہے کھانے اوس چیز کے جس پر اسم اللہ ذکر کیا گیا ہو مطلق ہے اور مطلق کتاب اللہ سے اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے جیسا کہ مقید اپنے تقیید پر جاری
ہوتا ہے کما تقرر فی علم الاصول پس بنا برین جس پر نام خدا تعالی کا ذکر کیا گیا ہو وہ مطلقاً حلال ہے قبل ذبح کے سوا نام غیر خدا تعالی کے شہرہ دیا ہو کہ
یا نذر دیا ہو گا اور مراد تفصیل ما حرم علیکم سے جو آیت مذکورہ میں مذکور ہے وہ ہے جو اول سورہ مائدہ میں مذکور ہے حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر
وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام
چنانچہ اکثر مفسرین اسی طرف گئے ہیں کہ تفصیل مذکور سے یہی مراد ہے یا تفصیل مذکور سے مراد یہ قول اللہ تعالی کا ہے قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم
یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اہل لغیر اللہ بہ چنانچہ امام فخر الدین رازی نے یہ اختیار کیا ہے بہر تقدیر
ما اہل بہ لغیر اللہ جو کہ حرام ہے وہ غیر ما ذکر اسم اللہ علیہ ہے جو حلال ہے بمقتضائے آیت فکلوا مما ذکر اسم اللہ کی پس ما ذکر علیہ اسم اللہ کو کھانے کی کرتی ہے

نہین ہے یہی معنی اس آیت کے ہین وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ یعنی جس جانور پر اللہ تعالےٰ کا نام وقت ذبح ذکر کیا گیا ہو وہ ہرگز حرام نہین ہے اور وہ ہرگز
ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہو بلکہ وہ کلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ مین جو سوا حرم علیکم کی ہو داخل ہو اور یہ استدلال سوا نسخ وقت ہے ہو سانح دوسرا یہ ہو کہ حرمت میتہ وغیرہ
دم مسفوح اور لحم خنزیر اور منخنقہ اور موقوذہ اور متردیہ اور نطیحہ اور ماکول سبع اشیاء ستہ گانہ کی جو آیت تحریم مین مذکور ہین حرمت لعینہ ہو پس ما اہل میں ضرور حرمت لعینہ ہی کی
ہو جو اہل بہ لغیر اللہ ہو اور اسی آیت مین مرتبہ چہارم مین بعد لحم خنزیر کہ مذکور ہو حرمت لعینہ ہونا ضرور ہے اسواسطے کہ اگر اوس جگہ بہی یعنے ما اہل بہ کی حرمت لغیرہ ہو گی تو اجتماع حقیقت
و مجاز کا لفظ حرمت مین لازم آویگا اسواسطے کہ بیچ اسناد حرمت کیطرف حرام لعینہ مثلاً جب کہا جاوے المیتۃ حرام مجاز مسند مین ہے کہ وہ لفظ حرام کا ہو اسواسطے کہ مراد اوس سے لعینہ حرام
ہو و مشار الحرمۃ ہی بعینہ حرمت فعل کہ وہ اکل ہو اور بیچ اسناد حرمت کیطرف حرام لغیرہ کی مثلاً جبکہ کہا جاوے کہ ما اہل بہ لغیر اللہ حرام اور بر تقدیر ہونے حرام لغیرہ کے کہ وہ اطلال شہرہ دینا ساتہ غیر
خدا کے ہو مجاز بیچ مسند الیہ کے ہو اسی اکل ما اہل بہ لغیر اللہ حرام اور مسند حرام لغیرہ مین کہ لفظ حرام ہو حقیقت ہے چنانچہ مسند الیہ حرام لغیرہ مین جیسا کہ صدر الشریعۃ نے توضیح مین
ذکر کیا ہو پس بیچ اسناد تحریم کو طرف حرام لعینہ اور حرام لغیرہ کی جمع ہو درمیان حقیقت و مجاز کے بیچ لفظ مسند کے کہ وہ لفظ حرام ہو اور عبارت تفسیر فتح العزیز کی
سے ما اہل بہ لغیر اللہ کی حرمت حرمت لغیرہ ہونا واضح ہو اسواسطے کہ (شاہ عبد العزیز صاحب نے) آخر کلام مین کہا ہو کہ اگر قصد تقرب بغیر خدا دل سے دور کرکے
آواز دوسرا دین کہ ہم اس کام سے پہر گئے اسوقت ذکر نام خدا تعالی کا وقت ذبح مین فائدہ کریگا اور جبکہ حرمت ما اہل بہ لغیر اللہ کی حرمت لعینہ ہو جیسا کہ
اوپر معلوم ہوا تو وہ حرمت لعینہ ما اہل بہ لغیر اللہ اسی صورت مین پائی جا سکتی ہو نہ کسی دوسری صورت مین کہ مراد اس سے مذبوح بنام غیر خدا لیا جاوے
نہ وہ جو بنام غیر خدا شہرہ دیا گیا ہو حیات جانور مین کہ حرام لعینہ ہونا اوسکا باطل بالاجماع ہو چنانچہ صاحب تفسیر فتح العزیز بہی اسکا قائل ہوا ہو کما
عرفت آنفا سانح دوسرا یہ ہو کہ خدا تعالی کے قول الا ما ذکیتم مین استثناء منصرف ہو طرف اشیاء پانچ کے کہ وہ ماکول سبع اور نطیحہ اور متردیہ
اور موقوذہ اور منخنقہ مین یا یہ استثناء مختص ہی ساتھ اکل السبع کی یا منقطع الا جو قول خدا مین ہو وہ بمعنے لکن کے ہو کانہ قیل لکن ما ذکیتم من غیر ھذا فہو حلال
یا استثناء تحریم سے ہو یعنے محرمات سے یعنے حرم علیکم ما مضی الا ما ذکیتم فانہ لکم حلال یہ تمام چار قول ہیں اول قول علی و ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا ہو اور رجوع کرنا
استثناء کا طرف اوسکے جو مقدم ہو منخنقہ سے کہ وہ وما اہل لغیر اللہ بہ ہو بالاجماع باطل ہو اور تفسیر احمدی مین کہا ہو کہ لا یجوز ان یکون استثناء مما تقدم
ایضا یعنے حرمۃ المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ کما نص فی الزاہدی لان ھذہ الاشیاء حرام لذاتہا لم یلحقہا الحل فی حال من الاحوال
یدل علیہ ذکرہا مرارا فی القرآن بدون استثناء ولانہا لم یتصور فیہا الذکوۃ لان المیتۃ ہی التی ماتت بلا ذبح والدم ظاہر والخنزیر لما
کان لحمہ حراما مطلقا لم یرجع الی الاستثناء ومعنی ما اہل بہ ما ذبح فکیف یتصور فیہا الذکوۃ ثانیا انتہی اس عبارت سے واضح ہو کہ الا ما ذکیتم
استثناء حرمت میتہ اور دم اور لحم خنزیر اور ما اہل لغیر اللہ سے نہین ہو سکتا ہو اور بر تقدیر تفسیر کرنے ما اہل لغیر اللہ بہ کو ساتہ شہرہ دہرے کے بنام غیر خدا کے استثناء
جائز ہو سکتا ہو کہ بعد شہرہ دینے کے تذکیہ ساتہ نام خدا تعالی کے کرے جیسا کہ صاحب تفسیر فتح العزیز خود قائل ہوا ہو اور یہ خلاف اجماع اور خلاف النصوص مذکورہ
بے احتمال استثناء کے ہو چنانچہ تفسیر زاہدی سے اشارہ اسطرف ہونا گذر چکا ہو یہانتک فاضل رامپوری مولوی خلیل الرحمن صاحب مرحوم نے رد عبارت تفسیر
عزیزی کا کر دیا اور تمام اقوال عبارات مذکورہ کا قلع قمع فاضل موصوف کے اقوال سے ہو گیا بہت بڑی دلیل مخالف لوگون کی یعنے وہابیہ کی یہی عبارت

تفسیر عزیزی کی ہو اور ایسی عبارت سے ان تمام وہابیہ کو دھوکا ہوا ہو اور یہی عبارت اکثر پیش کر کے عوام کالانعام کو یہ دھوکا اور فریب دیتے ہیں اور اسی عبارت کو مطالب کی درستی کی ثبوت کیواسطے ادہر ادہر کی باتیں بناتے ہیں اور بے موقع اور بے محل عبارات کتب کے پیش کر کے جانور مسئول لوبار کی حرمت عوام کو غریب دہی کو ثابت کرتے ہیں پس جب عبارت تفسیر عزیزی مذکور کا قابل اعتبار نہونا فاضل مذکور کے قول سے ظاہر ہو گیا تو وہابیہ کی بہت بڑی دلیل ساقط ہو گئی اور انکا قول جانور مذکور کے بارے میں بنا ر فاسد علی الفاسد ہونا روشن اور ہویدا ہو گیا

تمام | تمت بالخیر | شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا
محمد وآلہ واصحابہ واحبابہ اجمعین **بعد** حمد وصلوٰۃ کو واضح ہو کہ ایک رسالہ بنام نہاد تحقیق آیت
کریمہ ما اھل بہ لغیر اللہ تصنیف نور محمد بن عبد الصمد ہی مطالعہ مین آیا چونکہ وہ رسالہ مشتمل تہا دعاوی باطلہ
اور اکاذیب لاطائلہ پر اور نیز مستلزم تہا تضلیل وتکفیر علماء کرام وائمہ اسلام پر لہذا واسطے حفظ اہل اسلام کی
یہہ رسالہ مختصر متعلق اوسکے لکہا گیا ساتھہ حوالہ ونقل کتب معتبرہ معروفہ ومشہورہ علماء معتمدین کی تاکہ تطبیق
اوسکی ہر شخص پر آسان ہو واللہ تعالیٰ ھو الموفق والمعین۔ واضح ہو کہ رسالہ مذکورہ مین ادعا کیا
الذبیحۃ علی اربعۃ اقسام ذبیحۃ ذکر اسم اللہ علیہ خاصۃ حقیقۃ اوحکما وذبیحۃ لم
یذکر اسم اللہ علیہ لاحقیقۃ ولاحکما وذبیحۃ علی النصب تعظیما لھا وذبیحۃ منذورۃ
لغیر اللہ فھذہ الثلاثۃ الاخیرۃ حرام قطعا ومستحلہ کافر لامحالۃ الخ **اقول** ادعا کفر یقینی
اور حرمت قطعی کا اس مقام پر جو علی الاطلاق کیا بوجوہ محل کلام ہے اور استدلال ناتمام ہی اولا دلیل مین لکہا
والدلیل للثانیۃ قولہ تعالیٰ ولاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ای خالصۃ عند
ذبحہ تحقیقا اوتقدیرا کالمؤمن المتعمد خلاف الناسی الی اخرہ حالانکہ مومن متعمد کی
ذبیحہ کو حرام قطعی ٹھہرا کر اوسکے مستحل کو کافر لامحالہ قرار دینا بہت ائمہ اسلام کو کافر ٹھہرانا ہے چنانچہ امام
شافعی علیہ الرحمہ کی مذہب مین ناسی اور متعمد کا ایک ہی حکم ہے کہ بہر حال ذبیحہ حلال ہو پس جزم کفر وحکم حرمت
قطعی ویقینی کا کرنا بیجا خیال ہے تفسیر کبیر مین ہی قال الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ھذا النھی مخصوص
بما اذا ذبح علی اسم النصب ویدل علیہ وجوہ احدھا قولہ تعالیٰ وانہ لفسق واجمع
المسلمون علی انہ لایفسق اکل ذبیحۃ المسلم الذی ترک التسمیۃ وثانیھا قولہ تعالیٰ
وان الشیطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم وھذہ المناظرۃ انما کانت فی مسئلۃ المیتۃ

روی ان ناسًا من المشرکین قالوا للمسلمین مایقتله الصقر والکلب تاکلونه ومایقتله الله
تعالیٰ فلا تاکلونه وعن ابن عباسؓ انهم قالوا تاکلون ماتقتلونه ولا تاکلون مایقتله الله
فهٰذه المناظرة مخصوصة باکل المیتة وثالثها قوله تعالیٰ وان اطعتموهم انکم لمشرکون وهٰذا
مخصوص بماذبح علی النصب یعنی لو رضیتم بهٰذه الذبیحة التی ذبحت علی اسم الهة الاوثان
فقد رضیتم بالٰهیتها وذٰلک یوجب الشرک قال الشافعی رحمه الله تعالیٰ فاول الآیة وان کان
عامًا بحسب الصیغة الا ان اٰخرها لما حصلت فیه هٰذه القیود الثلاثة علمنا ان المراد
من ذٰلک العموم هو الخصوص ومما یوکد هٰذا المعنی هو انه تعالیٰ قال ولا تاکلوا مما لم یذکر
اسم الله وانه لفسق فقد صار هٰذا النهی مخصوصًا بما اذا کان هٰذا الاکل فسقًا ثم طلبنا فی
کتاب الله تعالیٰ انه متی یصیر فسقا فرایناهٰذا الفسق مفسرا فی آیة اخری وهو قوله تعالیٰ
قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر
فانه رجس او فسقا اهل لغیر الله به فصار هٰذا الفسق فی هٰذه الاٰیة مفسرا بما اهل به لغیر الله
واذا کان کذٰلک کان قوله تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیه وانه لفسق مخصوصا
بما اهل به لغیر الله والمقام الثانی ان نترک التمسک بهٰذه المخصصات لکن نقول لم قلتم انه لم
یوجد ذکر الله هٰهنا والدلیل علیه ماروی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ذکر الله تعالیٰ
مع المسلم سواء قال اولم یقل ویحمل هٰذا الذکر علی ذکر القلب والمقام الثالث هو انا ان نقول
هب ان هٰذا الدلیل یوجب الحرمة الا ان سائر الدلائل المذکورة فی هٰذه المسئلة توجب
الحل ومتی تعارضت وجب ان یکون الراجح هو الحل لان الاصل فی الماکولات الحل الیٰ اٰخره

خلاصہ یہہ کہ مسائل اختلافیہ علماء اہل سنت مین غایۃ الامر کلام ترجیح حلت یا ترجیح حرمت مین اور اولویت وعدم
اولویت مین ہو سکتا ہے لیکن ادعاء قطعیت ویقینیت کا کرکو حکم کفر کا مرتب کرنا محض گمراہی ہے اور ثانیًا لکھا
والدلیل للثالثة قوله تعالیٰ وماذبح علی النصب وان لم یسمع فیه اهلال فیه لغیر الله وزعم صاحبه
انه ذبح باسم الله الخ **اقول** اکابر ائمہ دین تصریح فرماتے ہین کہ ذبح لغیر اللہ اور ذبح للطواغیت اور ذبح علی
الانصاب اور دوسرے الفاظ متقاربہ سے کہ بیچ اسباب کے کتاب اور سنت مین وارد ہین مراد وہ ہے کہ ذبح ساتھ نام غیر کے
کیا جاوے پس سوا ہو ذکر اہلال غیر کے باوجود ذبح ساتھ نام اللہ کے حکم حرمت اور کفر کا اور داخل کرنا ذبح علی النصب مین

محل کلام ہی امام نووی شرح صحیح مسلم شریف مین فرماتی ہین اما ذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ الیٰ آخرہ فلینظر اور ثالثًا لکھا والدلیل للرابعۃ قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر ثم عقبہا وما اھل بہ لغیر اللہ الخ **اقول** اسمقام پر ذبیحۂ منذورہ لغیر اللہ کو علی الاطلاق قسم رابع قرار دیا ہی اور سابقًا اوسکو قسم ثانی مین داخل کیا تھا وھل ھٰذا الا تھافت اور **رابعًا** لکھا اذا ذکر علیہ اسم اللہ یقال ذکر اسم اللہ علیہ ولا یقال اھل باسم اللہ تعالیٰ لان الاھلال عین الشارع للنذر او لتقرب فی ابتداء الذبح فان کان للہ فللہ وان کان لغیر اللہ الخ **اقول** عامہ مفسرین نے تصریح فرمائی ہی کہ اہلال لغیر اللہ سے ذکر اسم غیر اللہ عند الذبح مراد ہے اور اہلال للہ سے ذکر اسم اللہ وحدہ مراد ہی اور مُہل عرف شرعی مین بمعنی ذابح کے ہے پس مدار اوسکا تعیین نذر وتقرب پر رکھنا مخالف اتفاق مفسرین کے ہے ہان فقہا ومفسرین کو اختلاف اس امر مین ہی کہ ذکر اسم غیر اللہ جو عند الذبح محرم ہے اور اوسکا اس آیۃ کریمہ مین بیان ہی وہ مخصوص ہی ساتھ ذکر اصنام کے یا عام ہی جمہور کا مذہب تعمیم کا ہی تفسیر وسیط امام واحدی مین ہی معنی ما اھل بہ لغیر اللہ ما ذبح للاصنام وذکر علیہ اسم غیر اللہ ھٰذا قول جمیع المفسرین الخ اسیطرح تمام مفسرین سلف وخلف سے ثابت ہی تا آنکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ترجمہ فتح الرحمن مین لکھا ہی سورۂ بقرہ وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وی بغیر خدا سورۂ مائدہ وآنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود سورۂ انعام یا آنچہ فسق باشد کہ برای غیر خدا آواز بلند کردہ شود نام غیر خدا بر ذبح او الخ پس تمام مفسرین کو جاہل ٹھہرانا حماقت ہی اور **خامسًا** لکھا فاذا کان للہ فحلال بالتسمیۃ وان کان لغیر اللہ فحرام ولو بالتسمیۃ کما فی تفسیر الرحمان فی سورۃ المائدۃ تحت قولہ تعالیٰ وما اُھل لغیر اللہ بہ فانہ ان ذکر معہ اسم اللہ فقد عارض المطھر المنجس مع نجاستہ بالموت وان لم یذکر فقد زید فی تنجیسہ ھٰکذا فی العمدۃ وفی سورۃ الانعام او فسقًا ای خروجا عن الدین الذی ھو کالحیات للطھرۃ اھل بہ لغیر اللہ ای صوت فیہ باسم غیر اللہ ای بسبب ذبحہ لہ فانہ وان قرن بہ اسم اللہ لا یؤثر معہ فی التطھیر الخ **اقول** کمال بیباکی صاحب رسالہ کے ساتھ بے ادراکی کے اسمقام سے ثابت ہی دعوی کیا کہ ذکر اسم اللہ کے مقام پر اہل باسم اللہ اور ذکر اسم غیر اللہ کے مقام پر اہل لغیر اللہ صحیح نہین ہی پھر دعوی کیا کہ نذر غیر اللہ کفر ہے اور منذورہ حرام ونجس ہی اگرچہ صرف تسمیۂ حق سبحانہ کا کیا جاوے حالانکہ عبارات مذکورۂ تفسیرین مین کسی دعوی کا ذکر نہین ہی بلکہ اگر عقل ہوتی تو سمجھتا کہ تفسیر مذکور مین صاف صریح مدار حرمت کا ذکر غیر حق سبحانہ پر وقت موت کے رکھا اور ذکر وتصویت باسم غیر کو ذبح پر سبب حرمت کا ٹھہرایا ہی پس دعوی صاحب رسالہ کا کسیطرح سے ثابت نہین ہی اور نیز اسی تفسیر شریف مین تصریح فرمادی ہی کہ مطہر سے مراد خاص ذکر اسم مبارک

حق سبحانہ کا ہی خود بیچ پر لیا جاوی پس صورت متنازعہ مین جب بلا شرکت غیری صرف نام حق سبحانہ پر ذبیحہ کیا گیا مطہر بلا معارض موجود ہے پس حکم حرمت کا بموجب حکم صاحب تفسیر کے مردود ہے **سادسًا** لکھا فثبت حرمۃ الذبیحۃ المذبوحۃ لغیر اللہ بالکتاب و السنۃ و اجماع الامۃ اما الکتاب فقولہ تعالیٰ اوفسقا اھل بہ لغیر اللہ کما مر و السنۃ قولہ علیہ السلام لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ الخ **اقول** حال تفسیر کتاب کا سابقا بالاجمال لکھا گیا اور حال شرح سنت کا یہہ ہی تفسیر روح البیان مین فرمایا ہی وفی الحدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ قال النووی المراد بہ الذبح باسم غیر اللہ کمن ذبح للصنم او لموسیٰ او لغیرہما وذکر الشیخ الماوردی ان ما یذبح عند استقبال السلطان تقربا الیہ افتی اھل بخارا بتحریمہ لانہ مما اھل بہ لغیر اللہ وقال الرافعی ھذا غیر محرم لانھم انما یذبحونہ استبشارا بقدومہ ومثل ھذا لا یوجب التحریم کذا فی شرح المشارق لابن الملک الخ **سابعًا** لکھا والاجماع فقد اجتمعت الامۃ من لدن زمن خیر القرون الی یومنا ھذا علی حرمۃ الذبیحۃ لغیر اللہ ولو بالتسمیۃ لانہ اھل بہ لغیر اللہ ومن خالف الاجماع فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الخ **اقول** اوخال ذبیحہ کا جو بہ تسمیہ حق سبحانہ ذبح کیا گیا ہو حکم آیت کریمہ مین بالاجماع اور بجہہ تفریع خلع اسلام کی اوسپر در پردہ جرات دلانا جہال کو بہ تکفیر ائمہ اسلام پر حالانکہ اطلاق ذبیحہ لغیر اللہ اور اہل بہ لغیر اللہ کا موجب تصریح جماہیر ائمہ دین کی اوسوقت صحیح ہے کہ جب بجائی تسمیہ کی عند الذبح اسم غیر کا انفرادًا یا اجتماعًا لیا جاوے **ثامنًا** وقت ذبح کی نام لینے سے اگر بطور شرکت کی ساتھ خدا کی ہو تو بموجب ہمارے مذہب کے ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر بطور شرکت کی نہو بلکہ بطور تبرک و تعظیم کی ہو تو اوسکو بالاجماع حرام کہنا اور علی الاطلاق کفر ٹھہرانا باطل ہی رجل ضحی و ذبح وقال باسم اللہ وبنام خدا وبنام نبی علیہ السلام قال الشیخ محمد بن الفضل ان اراد الرجل بذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ و سلم تبجیلہ و تعظیمہ جاز ولا باس بہ وان اراد بہ الشرکۃ مع اللہ تعالیٰ لا یحل الذبیحۃ ھکذا فی البرجندی و قاضیخان وغیرہما من الکتب **تاسعًا** حرام ہو جانا ذبیحہ کا ذکر اسم غیر سے وقت ذبح کی بقصد شرکت حق سبحانہ کی اگرچہ ہمارے مذہب مین عام ہی لیکن بہت ائمہ اہل سنت کا یہہ بھی مذہب ہے کہ اگر کتابی بنام مسیح یا عزیر کی مثلًا ذبح کری تب بھی ذبیحہ حلال ہی پس علی الاطلاق حکم قطعی حرمت کا کرکی کفر کا قائل ہونا بیجا ہی وہ ائمہ کہتی ہین کہ کتابی اگر باسم اللہ کہیگا تب بھی مراد اوسکی غیر خدا ہوگا اور ہمارے علماء مذہب فرماتی ہین کہ اعتبار لفظ وظاہر کا ہی نہ باطن و نیت کا پس جبکہ نام مسیح کا لیا جاویگا داخل اہل بہ لغیر اللہ کی ہو جاویگا اور جب نام صرف حق سبحانہ کا لیا جاویگا حلال ہوگا بسبب تسمیہ حق سبحانہ کی اگرچہ ارادہ و نیت فاسدہ ہو تفسیر روح البیان مین ہی لو ذبح یھودی او نصرانی علی اسم غیر اللہ کالنصرانی یذبح باسم المسیح فذھب اکثر اھل العلم الی انہ یحل فان اللہ تعالیٰ قد احل ذبائحھم وھو یعلم ما یقولون

وقال الحسن اذا ذبح الیهود والنصرانی فذکر اسم غیر اللہ وانت تسمع فلا تاکلہ واذا غاب عنک فکل الخ
تفسیر کبیر میں ہی واحتج المخالف بوجوہ الاول انہ تعالیٰ قال وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وھذا عام
الثانی انہ تعالیٰ قال وماذبح علی النصب فدل علی ان المراد بقولہ وما اھل بہ لغیر اللہ ھو المراد بقولہ
وماذبح علی النصب الثالث ان النصرانی اذا سمی اللہ تعالیٰ وانما یرید بہ المسیح فاذا کانت ارادتہ
لذلک لم تمنع حل ذبیحتہ مع انہ یہل بہ لغیر اللہ فکذلک ینبغی ان یکون حکمہ اذا اظہر ما یضمرہ والجواب
عن الاول ان قولہ وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم عام وقولہ وما اھل بہ لغیر اللہ خاص والخاص مقدم
علی العام وعن الثانی ان قولہ تعالیٰ وماذبح علی النصب لا یقتضی تخصیص قولہ وما اھل بہ لانہما آیتان
متباینتان فلا مساواۃ بینہما وعن الثالث انا انما کلفنا بالظاہر لا بالباطن فاذا ذبحہ علی اسم اللہ وجب
ان یحل ولا سبیل لنا الی الباطن الخ اور سراجیہ وغیرہ کتب حنفیہ میں فرمایا ہی الکتابی اذا ذبح باسم اللہ تعالیٰ
واراد بہ المسیح حل الذبیحۃ الی آخرہ اور نیشاپوری میں ہی قال مالک رض والشافعی رح وابوحنیفہ رح واحمد رح اذا
ذبحوا علی اسم المسیح فقد اھلوا بہ لغیر اللہ فوجب ان یحرم واذا ذبحوا علی اسم اللہ فظاہر اللفظ یقتضی
الحل ولا عبرۃ بغیر اللفظ الی آخرہ **عاشر** الکما فاذا علمت ھذا فاعلم ان من ذھب الی جواز الذبیحۃ المنذورۃ
لغیر اللہ فہو خارج عن الاجماع فکل الذبیحۃ المنذورۃ لغیر اللہ ولو بالتسمیۃ حرام نجس کالخنزیر **اول**
تفسیر احمدیہ میں مابعد قول ما اھل بہ لغیر اللہ معناہ ما ذبح باسم غیر اللہ وبعد بیان مسئلہ ہدایہ کی جسمیں تفصیل ذکر
اسم غیر کی وقت ذبح کے ہے فرمایا ہی ومن ھاھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء حلال طیب لانہم وانکانوا
ینذرونہا لکن لم یذکر عند الذبح الا اسم اللہ تعالیٰ الخ پس حکم حرمت قطعیہ اجماعیہ کا کرنا علماء دین کو کافر ٹھہرانا ہے
حادی عشر تحقیق مسئلہ نذر کی یہہ ہی کہ استقلالاً نذر غیر کی کرنا بطور اوسکی عبادت کی البتہ مستلزم شرک ہی مگر اہل اسلام
جو نیاز اولیاء کرام کی کرتے ہیں اطلاق نذر کا استقلالاً نہیں ہی بلکہ مجازاً و تاولاً صحیح ہی حاشیہ منہیہ تفسیر احمدی میں ہی ھذا
بالنظر الی قولہ تعالیٰ وما اھل بہ لغیر اللہ واما بالنظر الی مسئلۃ النذر فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ تعالیٰ
حرام ونذر الاولیاء ماول بان النذر للہ تعالیٰ وثوابہ لہم الی آخرہ علامہ علم نابلسی رح نے کتاب کشف النور میں
فرمایا ہی نذر الاولیاء بان یصرف علی فقرائہم المجاورین جایز فی نفسہ لان النذر فیہ مجاز عن العطیۃ والعبرۃ
بالمقاصد دون الالفاظ فکیف یقول عاقل بحرمۃ قول انسان لولی بعد الموت ان شفا اللہ مریضی فلک عندی
کذا فان اھل الولایۃ فی ھذا المعنی اولی من غیرھم فان القایل یعلم ان ذلک یصرف فی مصالح الخدام

لذالک الولی وللفقراء فیجعل ذالک وعدًا وعطیۃ تصحیحا لقول المؤمنین واما اصرار بعض الناس علی تحریم

ہٰذہ الامور بغیر دلیل قطعی فموجبہ عدم الحیاء من اللہ تعالیٰ فان الحرام فی مقابلۃ الفرض یحتاج فی ثبوتہ

الی دلیل قطعی الی آخرہ ملخصا وملتقطا اور تفسیر روح البیان وغیرہ میں بھی یہہ مسئلہ مصرح ہی پس یہہ حکم کفر کا علی الاطلاق کر

دینا گمراہی ہی **ثانی عشر** لکھا والشاہد علی ذلک تفسیر النیشاپوری قال اجمع العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ

وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد الخ **اقول** اسمین ذکر نذر اولیاء کرام کا نہیں ہے

نہ اوسکو آیت کریمہ وما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل کیا ہی بلکہ بمناسبت حرمت ذبیحہ ما اہل بہ لغیر اللہ کی حرمت ذبیحہ مذکورہ کو بسبب مرتد ہو جانے

مسلم کے بوجہ عبادت وتقرب غیر خدا تعالیٰ عارض ہو گئی ہی ذکر فرما دیا ہی جیسا دستور عامہ علماء کا ہی کہ بادنیٰ مناسبت مسائل ایک

بحث کو دوسری بحث میں واسطے بسط کلام کے ذکر فرما دیا کرتے ہیں اور اگر حکم حرمت کا بوجہ شمول آیت کریمہ وما اہل بہ لغیر اللہ کے ہوتا تو حاجت قید

لو ان مسلما کی کیا ہوتی حالانکہ اس مسئلہ تقرب میں مسلم وکتابی کا فرق ہی تفسیر کبیر میں ہی قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ

وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد وہذا الحکم فی غیر ذبائح اہل الکتاب اما

ذبائح اہل الکتاب فتحل لنا الی آخرہ **ثالث عشر** یہہ لکھا وایضا فتاویٰ ابو اللیث السمرقندی اوضح منہ قال

الناذر لغیر اللہ ان قصد بالنذر التقرب الی غیر اللہ وظن انہ متصرف فی الامور کلہا دون اللہ فنذرہ باطل

وارتدادہ ثابت وان قصد بالنذر التقرب الی اللہ وایصال الثواب الی اولیاء اللہ ویعلم انہ لا تتحرک ذرۃ

الا باذن اللہ ویجعل الاولیاء وسائل بینہ وبین اللہ تعالیٰ فی حصول مقاصدہ فلا حرج فیہ وذبیحتہ

حلال طیب ہٰذا ہو الصواب وعلیہ عمل المشائخ وایضا اجمع علیہ اہل البخاری الخ **اقول** اگر صاحب سالہ کو عقل سلیم

وفہم مستقیم ہوتا تو اسی قول فتاویٰ سمرقندی کا مطلب سمجھکر ہرگز علی الاطلاق حکم کفر ناذر لغیر اللہ کا اور حکم عام حرمت منذور لغیر اللہ کا

نکرتا بلکہ جیسے فتاویٰ سمرقندی کی اس عبارت میں ناذر لغیر اللہ ایک شق پر کافر اور دوسری شق پر غیر کافر اور ذبیحہ اوسکا حلال فرمایا ہے

صاحب سالہ بھی اس تقسیم کا قائل ہوتا اور مسلمانوں پر علی الاطلاق حکم کفر کرنیکی جرأت نکرتا **رابع عشر** یہہ لکھا وایضا فی فتاویٰ

خوارزم مجوسی قال لمسلم اذبح ہٰذہ الشاۃ للنار فذبحہا لا تؤکل لانہ اہل بہ لغیر اللہ الخ **اقول** بر تقدیر صحت

نقل کے کہا جاتا ہی کہ یہہ قول جسمیں بلا تفصیل علی الاطلاق ذبیحہ مذکورہ کو داخل اہل بہ لغیر اللہ اور حرام کر دیا ہی مخالف کتب مشہورہ کی ہی پس

ترجیح اوسکی ناجائز ہی کیا اوسکی بموجب ادعاء اجماع کا کرکے جزم حکم کفر اہل اسلام کا کر دیا جاوے فوائد برہانیہ میں ہی مجوسی گاوی بمسلمانی داد

کہ بنام نار کہ معبود اوست ذبح کند مسلم بنام خدا ذبح کرد گوشت او حلال ہست کذا فی کتب الفقہ وفی جامع الفتاویٰ والتاتار

خانیہ مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارہم او الکافر لآلہتہم تؤکل لانہ سمی اللہ تعالیٰ الخ **خامس عشر** یہہ لکھا

اقول وایضاً فی درالمختار قوله ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء یحرم لانه اهل به لغیر الله الخ
حال اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر ذبح مذکور سے تقرب بغیر خدا بطور عبادت کے منظور ہو تو وہ شخص بالاتفاق مرتد ہوجاویگا اور ذبیحہ مرتد کا حکم
اور اگر صرف خوشامد و سفارش بطور رشوت کے منظور ہو جیسا وقت قدوم امیر و نکو دستور ہے تو اوسمیں اختلاف ہے مگر بر تقدیر حرمت کے بھی داخل
کرنا اوسکا ما اہل بہ لغیر اللہ میں بغیر ذکر نام غیر کے وقت ذبح کے اور حکم کفر کرنا بغیر شرک کے سہو اور محتاج تاویل ہے ورنہ حکم بیگانہ از دلیل ہے ملا علی
قاری نے شرح فقہ اکبر میں متعلق مسئلہ کفر ہونے ذبح لقدوم الامیر کے فرمایا ہے ای اذا لم یسم اللہ فی ذبحها او شارك القادم فی
التسمیة واما بدون ذلك فلا یظهر وجه الکفر فی هذه القضیة الخ اور علامہ طحطاوی نے بھی صاحب در مختار کے
کلام پر اشارہ اعتراض و تاویل کا کر دیا ہے قوله لانه اهل به لغیر الله الاهلال رفع الصوت بالذکر وهی میتة ولو ذکر الله تعالی
خالصاً فالاولی ان یقول لانه عظم به غیر الله تعالی الخ اور اگر ایصال ثواب ذبح کا واسطے غیر خدا کے اور اطعام فقرا اور
اکل احباب مقصود ہے تو ذبیحہ بلا تامل حلال ہے اور تعظیم و اکرام محبوبان حق سبحانہ کی داخل عبادت و تقرب غیر خدا نہیں ہے بلکہ عین تعظیم و اکرام
و تقرب حق سبحانہ ہے بالجملہ حکم حرمت و کفر علی الاطلاق و بالاجماع والاتفاق کرنا جیسا کہ میاں صاحب رسالہ سے ظاہر ہے محض نافہمی ہے مقتضائے عقل
و دین یہہ تھا کہ تحقیق کر کے درمیان اقوال متفرقہ علمائے کرام کی تطبیق کرتا اور اہل اسلام کی تکفیر پر جزم نکرتا ملا علی قاری نے مرقاۃ میں
بعد نقل قول بغوی کے جو متضمن کراہت ذبح حیوان کو وقت قدوم کے ہے فرمایا ہے وفیه ان ذبحه واکله والاطعام للفقراء لا وجه
لکراهته بل ثبت فی صحیح البخاری انه علیه السلام لما قدم المدینة نحر جزوراً وقال العلماء الضیافة سنة
عند القدوم الخ علامہ امام عابدین نے رسالہ ذبیحہ میں فرمایا ہے و تعظیم غیر الله تعالی لیس بحرام مطلقاً فان تعظیم
الانبیاء ثم العلماء ثم الصالحین وکذلك تعظیم ابیه وشیخه مطلوب مثاب علیه فاندفع بهذا ما قیل ان تعظیم
غیر الله کفر ولو قیل کلامنا فی التعظیم بالذبح قلت هلم بدلیل یقتضی حرمة التعظیم اذا کان اسم الله تعالی
وحده مذکوراً الی آخره اور کتاب الانوار میں بعد نقل قول ابراہیم مروزی کے لکھا ہے وقال الرافعی مستدرکاً
خابطاً اعلم ان الذبح باسمه نازل منزلة السجود وکل واحد منهما نوع تعظیم وعبادة فمن ذبح لغیره
عبادة کفر وحرمت ذبیحته ولکن الوذبح له ولغیره علی هذا الوجه واما من ذبح لغیره لا علی هذا الوجه کما
اذا ذبح لرفیق غیره او لرضاه او للکعبة تعظیماً لانها بیت الله تعالی او للرسول لانه رسول الله فلا یحرم ومن
هذا القبیل الذبح عند استقبال السلطان لانه استبشار بقدومه ونازل منزلة العقیقة ومثل هذا
لا یوجب الکفر وعلی هذا اذا قال بسم الله واسم محمد وارادا لذبح باسم الله فقط والتبرك باسم محمد صلی
الله علیه وسلم ینبغی ان لا یحرم هذا کلام الرافعی وصوبه النووی الخ ملخصاً واضح ہو کہ صاحب رسالہ نے مقام

تفصیل وتقیید مین کلام مجمل ومبہم علی الاطلاق لکھکر حکم کفر درست کا بالاجماع والاتفاق لازم کیا تھا اور بین المسلمین شقاق
ونفاق قایم کیا تھا اوسکو دفع کیواسطے یہہ چند امور بہ نہایت اختصار بنظر خیر خواہی برادران دینی کو لکھے گئے باقی رسالہ مذکورہ کو اغلاط
والفاظ جاہلانہ سے تعرض نہین کیا گیا کہ عوام اہل اسلام کو چندان سودمند نہ تھا اور اہل علم تو خود حال اوس رسالہ کی خرافات کا جانتے ہین
اب واسطے اون لوگونکی جو اقوال فقہا و محدثین و مفسرین سابقین جو اس تحریر مین مندرج ہین قبول نہین کرتے ہین اور مقلد و متبع
مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے ہین تھوڑا سا کلام مولوی اسمٰعیل صاحب کا جو اونکے معتقدین نے مجموعہ زبدۃ النصائح مین چھاپا ہی بالاختصار
لکھا جاتا ہی اوسی رسالہ مین مولوی اسمٰعیل صاحب نے فرمایا ہے وجای اشتباہ درین دیار و درین زمانہ در صورتہا است کہ برای مردگان میکنند
پس باید دانست کہ اگر مقصود درین صورت گوشت بود چنانچہ در فاتحہ دستور است پس درین صورت حیوان مذبوح حلال است واگر نذر مقرر کنند
پس نذر ہم اگر بر گوشت واقع است آن گوشت حلال اگرچہ درین نذر گفتگو ہست واگر مقصود ذبح برای میت است پس یا بایصال ثواب
ذبح باشد یا تقرب بذبح بسوی میت بود و صورتہای مشتبہ درین مقام چہار است اول آنکہ مقصود نذر و نیاز کردن گوشت باشد و نذر
غیر اللہ مطلقا ممنوع است الی آخرہ ملخصا اور اسی مین ہی شخصی نذر کند کہ یک روپیہ للہ بمحتاجی خواہم داد یا بہ کسی سید یا بدرویشی متوکل
یا امثال ذلک و سید و درویش گو محتاج نباشند اما خصوصیت ایشان بنظر سیادت یا توکل نذر برای خدا تعالی است اگر ہمین طور نذر
برای اولیا و گذشتگان کنند رواست این طریقہ صحیح است الی آخرہ ملخصا و طریقہ قبیحہ این است کہ در عبادت تعظیم شان قصد کنند الخ واگر
طریق حسن در دل باشد اما از زبان لفظ نذر گوید خللی دران ہست یا نی نظر باینکہ این لفظ در شرع مستعمل درین معنی است کہ مختص
بخداست باید کہ شائبہ از ممنوعات شرعیہ دران باشد ادنی آن است کہ ترک اولی باشد اما حرام نتوان گفت واگر از الفاظ مشترکہ کہ بسبب
استعمال این دیار اشتراک پیدا کردہ گفتہ آید باکی نیست الی آخرہ ملخصا اور اوسی مین ہی نذر کہ عوام برای اولیا میکنند ایشان را بسر حد حرام
میرسانند اما آن چیز حرام نمیشود اگر نذر کند کہ بشرط بر آمدن حاجت گاو دو سالہ نیاز حضرت غوث اعظم خواہم کرد پس حکم این مثل حکم طعام است
اگر نذر بطریق حسن است ہیچ خللی نی و اگر قبیح است فعلش حرام و حیوان حلال شاید ہمین صورت مراد مولانا ست این است کہ در استفتا مندرج است
و در تفسیر احمدی حلت آن واقع گشتہ الی آخرہ ملخصا اور اوسی مین ہی صورت سیوم کہ عوام زمانہ ازان غافل اند کہ بقصد تقرب خدا ذبح کنند و ثواب عبادت
ذبح بدیگری رسانند این ہم رواست جانور حلال و طیب است و برای نفع موتی باید کہ این صورت بہتر از اوضاع دیگر باشد چراکہ ہمہ اوضاع از قرآن خوانی
و فاتحہ خوانی و طعام خورانیدن سوای کندن چاہ و دعا و استغفار و اضحیہ بدعت است گو بدعت حسنہ بالخصوص است مثل معانقہ روز عید و مصافحہ بعد
نماز صبح و عصر الی آخرہ ملخصا اور اوسی مین ہے صورت چہارم آنکہ تقرب بغیر اللہ بذبح منظور باشد و ہمین است صورت متنازعہ فیہا الخ اور اوسکے حکم مین لکھا ہی جو این کار
دل با فعل ذبح جمع شد حیوان مردار گردید واگر متقرب غیر خدا ذابح است ذابح را باید دید اگر بموجب حکم قصد او ذبح کند مردار است اگر خلاف حکم مرضی او قصد کند
حیوان حلال است لیکن حکم منصوص را الی آخرہ ملخصا حررہ العبد الراجی الی رحمۃ خالق الکونین محمد لطافت حسین البدایونی سلمہ اللہ تعالیٰ

سلمہ
فقیر نے اس رسالۂ فیض مقالہ مولفہ مولوی لطافت حسین صاحب کو اول سے آخر تک دیکھا مطابق حق کے پایا اللہ تعالی مولف علام کو جزائے خیر دے اور اس سے گمراہوں کو ہدایت فرماوے آمین یا رب العالمین العبد الراجی الی رحمت اللہ الاحد محب احمد البدایونی سلمہ اللہ عن شر حاسد اذا حسد۔

بیشک یہہ رسالہ ہدایتہ مقالہ سیاہ انور محمد کے فریبونکی رد مین کافی و وافی ہے اگر بانی صاحب مذکور اسکو بنظر انصاف دیکھینگے تو امید قوی ہے کہ مسلمانونکی تکفیر سے باز آوینگے اور اپنی نافہمی پر نادم ہونگے العبد الراجی الی رحمتہ اللہ الحمید محمد فضل مجید البدایونی سلمہ اللہ۔

ملا انور محمد نے جو مسلمانونکی تکفیر مین چند خرافات بنام نہاد تحقیق تفسیر ما اہل بہ لغیر اللہ لکہی تہے اسکے رد مین یہہ جواب باصواب ہے اللہ سبحانہ وتعالی مجیب مصیب کو اجر خیر عطا فرماوے العبد المفتقر الی رحمتہ اللہ الاکبر محمد عبد المقتدر البدایونی

المجیب مصیب العبد المفتقر الی اللہ تعالی محمد عبد القیوم البدایونی

اصاب من اجاب واللہ تعالی اعلم بالصواب حررہ العبد محمد امجاد احمد البدایونی

مولوی لطافت حسین صاحب کا جواب صحیح ہے اور ملا انور محمد کا رسالہ تسبیح ہے خاکسار یونس حسن بدایونی سلمہ۔

صح
المجیب مصیب والمخالف مخطی العبد الحقیر محمد صدیق السندھی ثم مکی۔

العبد الحقیر حافظ کرم الدین

المجیب مصیب العبد فتح محمد پنجابی عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح والمجیب نجیح فقیر عبد اللطیف عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح محمد انعام اللہ عفی عنہ

المجیب مصیب ولہ ثواب عظیم ومن شک فیہ فقد ضل ضلالا بعیدا وخزی خزیا کبیرا فی الدارین حررہ اضعف العباد حسن بن نور محمد عفی عنہما

العبد محمد عبد الرشید الدہلوی

حامدا ومصلیا

اس فقیر نے اس رسالۂ فیض مقالہ کو ابتدا سے انتہا تک بغور مطالعہ کیا انور محمد کی سرکوبی اور اوسکے کلام کا ابطال بوجہ احسن پایا خداوند کریم مجیب لبیب کو اجر جزیل عطا فرماوے اور انکی فیض کو دایم اور قایم رکھے رقمہ المفتقر الی اللہ الشکور محمد عبد الغفور صانہ اللہ عن الآفات والشرور۔

قد حققت
الحمد للہ وحدہ والصلوۃ علی من لا نبی بعدہ۔ اما بعد فقد نظرت فی ہذہ الرسالۃ فوجدت جوابہ صحیحا جزاہ اللہ المجیبہ خیر الجزاء وانا خادم السادات والعلماء غلام علی ابن المرحوم سید السند مولوی سلطان میان ترمذی الحنفی عفی اللہ عنہما (غلام علی سید)

المجیب مصیب فقیر نے اس اشتہار کو اول سے آخر تک دیکھا جو نور محمد نے تحریر کیا ہے کہ سندورہ حرام ہے سو یہہ بات اسکی غلط ہے اور حلال کو حرام سمجھنا کفر ہے چنانچہ تفسیر احمدیہ مین صاحب تفسیر نے تحریر کیا ہے کہ بقر سندورہ حلال و طیب ہے کہ اوس تفسیر مین بالنص آیت حلال اور حرام کا بیان ہے مذبوحہ سندورہ کو حلال طیب لکھا ہے صاحب تفسیر کا مصنف نور الانوار جو علم اصول فقہ کا ہے اور عبارت تفسیر کی یہہ ہے من ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر فیہا غیر اسم اللہ تعالی انتہی کذا فی التفسیر الاحمدیہ مطبوعہ صفحہ ۵۲ بمبی اور نزدیک امام الشافعی رحمتہ اللہ علیہ کے ہو جو ذبیحہ مسلم کر اور قصدا تارک تسمیہ ہے اور اوسکے دین تسمیہ ہے تب بھی مذبوحہ حلال ہے اور وصول ثواب عبادات مالیہ کا صحیح ہے اور واسطے ایصال غیر کے بھی صحیح ہے چنانچہ مولانا علی القاری فی شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۰ مین تحریر کیا ہے ومن الادلۃ الدالۃ علی وصول ثواب العبادۃ المالیۃ حدیث جابر رضی اللہ تعالی عنہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحی فلما انصرف الی

۴۷
مصدقہ علماء بدایون

۴۸
مصدقہ علماء پنجاب و دہلی وغیرہ

بکبش فقال علیه السلام بسم الله والله اکبر اللّٰهم ہذا عنی وعمن لم یضح من امتی رواه احمد وابو داود والترمذی وحدیث الکبشین الذین قال

علیه السلام فی احدیهما اللّٰهم ہذا من امتی جمیعا وفی الآخرة اللّٰهم ہذا من محمد وآل محمد صلی الله علیه وسلم رواه احمد والقربة فی الاضحیة اراقة

الدم وقد جعلها لغیره وکذا عبادة الحج بعینه ولیس المال بکما لو انما ہو وسیلة انتہی الخ جب تفاسیر اور احادیث سے حلال ہونا ثابت ہی اور فعل

حضرت صلی الله علیه وسلم کا جو قربانی واسطے جمیع امت کے کی اور قربانی مین مقصود لہو کا جاری کرنا ہو نہ گوشت تب واسطے ایصال کے ذبح

کریں تو کیا باک ہے ایسی چیز کو حرام کہنا اور کفر سمجھنا اور اعتقاد کرنیوالا اوسکا فر ہوتا ہی توبہ کرنا اوسکو لازم ہی حرره العبد المذنب المسکین

محمد مرید محی الدین
محمد مرید محی الدین الحنفی القادری الغفور عفی عنه

اس تحریر از اول تا آخر اس رسالہ کو بغور دیکھا تو حق بجانب مجیب پایا اور مخالف جاہل و گمراہ ہی حرره العبد الضعیف سید عابد حسین عفا عنه —

المجیب مصیب فقیر سید عبید الله علی حسینی عفی عنه

الجواب صحیح وخلافه قبیح کتبه محمد طاہر عفی عنه وعن والدیه وعن سائر المسلمین —

محمد عمر
محمد
نوشتہ جات
المجیب مصیب وله فی الآخرة من نصیب المساطر

هذا الجواب صحیح والمجیب مصیب —……

الواثق عبد القادر غفر له ربه الغافر

هذه الاجوبة الصحیحة من الروایات المعتبرة القویة کتبه خادم الطلاب محمد یعقوب ابن اسمٰعیل مظفر ابادی عفی الله عنه

وعن والدیه وعن سائر المسلمین آمین — صح الجواب والله اعلم بالصواب حرره احقر البشر سکندر

کان الله له — حامداً ومصلیاً ومسلماً — ما اجاب به المجیب هو الحق المبین جزاه الله عنا وعن سائر المسلمین

الجزاء الاوفی یوم الفوز والیقین حرره واملاه العبد المفتقر الی مولاه محمد عبید الله جعل الله آخرته خیرا من اولاه

لاشک ان هذا الجواب صحیح والمجیب مصیب حرره الاثیم محمد عبد الکریم — عبد الکریم ١٢٩٩ —

المجیب مصیب والمنکر مضل کما قال الله تعالیٰ یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا کتبه الراجی الی مغفرة الرحمن حکیم

حسن محمد خان غفر الله له ولجمیع المسلمین — خاکسار سراپا انکسار نے اس رسالہ کو ابتدا سے انتہا تک نظر صحت سے

مطالعہ کیا حق بطرف مجیب پایا حرره کمترین قمر الدین — ذرہ بیمقدار نے ان اوراقوں کو اول سے آخر تک مطالعہ کیا صحیح قول

مجیب پایا حرره قاضی غلام محمد — اصاب من اجاب وله عند الله ثواب کتبه الراجی من الله الغفران سید

عبد الرحمان عفی عنه وعن والدیه — هذا الجواب صحیح لاشک فیه کتبه خادم الشرع قاضی شیخ محمد

مرگھی عفی الله عنه — ٩٥ شیخ محمد قاضی ١٢ خادم الشرع

رفاعی
ابن ابن بہان شاہ
سید
عماد الدین

الامر کما ذکر کتبه العبد المسکین السید عماد الدین الرفاعی عفی عنه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۳	ہوسکا پر قرآن	ہوسکا ہو قرآن
۵	۱۰	مین کا عوام	مین کہ عوام
۶	۲۳	دفقط باطل	فقط نقول باطل
۷	۸	کراوے	کرین وہ
۸	۵	شرک ہوتے	شرک ہوتی
〃	۱۱	قول مرد	قول مین مرد
۹	۶	کرنا درست	کرنا وبکارنا درست
[illegible]	[illegible]	دوسری میں	دوسری آیت میں
[illegible]	[illegible]	اونکو واسطے	اونکو اور بکارنے واسطے
	۱۰	مولف نی	مولف نے
۱۱	۹	بقدرۃ	بقدرتہٖ
۱۲	۱۳	جو صفات نبھاگی	جزبا تیشالی
〃	۱۴	لثمانیۃ	الثمانیۃ
〃	۱۵	وہابیہ ہی	وہابیہ بھی
۱۴	۱	زعم مین جواز	زعم مین عدم جواز
〃	۱۳	کی آنحضرت	کی کہ آنحضرت
〃	۱۷	مسلزم	مستلزم
۱۵	۲	کی ہی	کیا ہی
〃	۸	تمام مع	تمام ارگ مع
〃	۲۳	بالغنی اولیار	بالمعنی لولیار
۱۶	۶	اوس سے بی	اوس سے نہی
〃	۷	اعتبار کے ہو	اعتبار کے نہی
〃	۱۰	وارد ہی	وارد ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۲	جواستقامت	جواز استقامت
〃	۱۱	شرک	مشرک
۱۹	۴	کرنے نجانا	کرنیکی جاننا
〃	۱۰	خدا تعالی کا	خدا تعالے سے مودے
۲۱	۲۰	تحبہ	تحسبہ
〃	۲۱	نبلدو کان	نبلدہ دکان ریز
۲۳	۱۴	تسبح	تسبیح
〃	۱۸	امام رازی	صاحب تفسیر کبیر
۲۴	۷	البس	البیس
〃	۱۳	امام رازی	صاحب تفسیر کبیر
〃	۱۴	〃	〃
۲۵		اس صفحہ مین بہی تمام جگہ امام رازی غلط	صاحب تفسیر کبیر صحیح
۲۵	۲۲	والاستقامۃ	والاستغنیٰ نہ
۲۷	۶	نازل کرنا	نازل کرنے
۲۸	۱۵	فلا تنسہا	فلا تنسہا
۲۹	۱۸	فی اللالوہیۃ	فی الالوہیۃ
۳۰	۱۷	سانہ کرنا	سانہ خاص کرنا
۳۲	۱۲	امام رازی	صاحب تفسیر کبیر
۳۳	۱۲	اسمداد	استمداد
۳۴	۱۳	ولیت	ولیت
۳۵	〃	باتفاق عدم اولیاء	باتفاق و اولیا
۳۶	۵	سبب عارض	سبب عارض
〃	〃	اورکو مشغول	اونکا مشغول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷	۱۴	اعتقاد	اعتقاد
۴۰	۷	پس تو اپنی	پس اپنی
〃	۱۲	سنۃ	مسافۃ
۴۳	۱۰	درست اور	درست ہو اور
〃	۱۱	درہم قرار دو	درہم قرار دیا گیا
〃	۱۴	فرد با بنظیر	فردکی با بنظیر
۴۴	۱۹	پس کرئی	پس اگر کوئی
۴۵	۳	اقوال سے	اقوال علماء سے
۴۶	۴	باشیخ	باشیخ
〃	۶	الی ان قال	الی آن قال
〃	۱۵	علیہ السلام سول	علیہ السلام سے سوال
۴۷	۱۰	روایت ابن عباس	بروایت ابن عباس
۴۹	۱۹	صلعم صحابہ	صلعم کو صحابہ
۵۰	۱۱	اسقدر	مین اسقدر
〃	۱۴	ادعی	اوعی
〃	۱۷	الکروی	الکروی
۵۱	۱۲	النسیان	والنسیان
۵۲	۱۰	قراری	بے قراری
۵۴	۳	ادھین سے	اوس سے
〃	۱۳	فامور	مامور
۵۵	۱۲	ہونیکی	ہونیکا
۵۶	۱۰	کان کی خبر	کان کے خبر
〃	۱۵	تشبیہ	تنبیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۸	۱۹	اس عقیدہ	اس عقیدہ کی
۶۰	۲	والمتم	والمتمم
〃	۴	ممتم	متمم
〃	۷	احلاق	اطلاق
〃	۱۹	قوی النقس	قوی النفس
〃	۲۲	خلقہ	خلقیہ
〃	〃	یرضاہ	برضاہ
۶۱	۳	مکارم الاخلاق	حسن الاخلاق
〃	۵	والخلق	والخلق
〃	〃	ان یستقضی	ان یستقضی
〃	۷	مشیع	مشبع
〃	۸	تقدی	تعدی
〃	۹	مبنیاتہ	مبنیاتہ
〃	〃	موضع بنیتہ	موضع بنیتہ
〃	۱۳	مکارم الاخلاق	حسن اخلاق
۶۳	۲۰	ومتم	ومتمم
۶۴	۱	امتکرین	امنت کی
۶۵	۶	حصہ بزید	حصہ اللہ بزید
〃	۱۸	داتی	ذاتی
۶۹	۴	کذب بحث	کذب بحث
〃	۱۵	عوام نظر و میں	عوام کے نظروں میں
〃	۱۹	علی الکبار	علی الکبار
〃	۲۰	عبد القادر	عبد القادر